امام مہدی کے دوست و دشمن

مؤلف: مولانا عاصم عمر

[illegible] پبلیکیشن کے نام سے [illegible]

[illegible] مولانا عاصم عمر نے لکھی ہے۔

[illegible] پہلے [illegible]

"تیسری جنگ عظیم اور دجال" اس کے بعد دوسری کتاب "برمودا تکون اور دجال" ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں یہ تیسری کتاب ہے۔

امام مہدی کے دوست و دشمن

جعلساز بھائیوں سے درخواست ہے کہ خدا کا خوف کریں اور اس قدر

اخلاقی بددیانتی کا ارتکاب نہ کریں۔

اسی طرح بعض لوگ ہماری کتابوں کو بغیر اجازت کے چھاپ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حضرات مولانا عاصم عمر کو قتل کرانے اور گرفتار کرانے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں، انکو بھی تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

مذکورہ دونوں طرح کے حضرات کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں، اگرچہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت خفیہ رہ کر کام کر رہے ہیں۔

کتب فروش حضرات سے بھی درخواست ہے کہ ایسے خائن لوگوں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔
اور ہماری کتب کے حوالے سے انکے ساتھ کوئی معاملہ نہ کریں۔

نوٹ

ادارے نے قارئین کے پرزور اصرار پر اس دفعہ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے ہیں
ایک اعلیٰ پیپر پر جس کی رعایتی قیمت 125/- روپے اور دوسرا لوکل پیپر پر جس کی رعایتی قیمت [illegible] روپے ہے

منجانب ادارہ الهجرہ پبلیکیشن

تالیف

مولانا عاصم عمر

ناشر

الهجره پبلیکیشن کراچی

alhijrahpublication@yahoo.com

موبائل: 0312-2117879

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ نزد جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون 021-34927159
مکتبہ فاروقیہ، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔ فون 021-34594114
ادارۃ الانور، دوکان نمبر 2، بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون 021-34914596۔ موبائل 0332-2204487
مکتبہ نعمانیہ، دوکان نمبر 24، قاسم سینٹر، اردو بازار کراچی۔ فون 021-32216814۔ موبائل 0345-2151205
ادارہ تحقیقات، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون 0333-4380927
قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ موبائل 0321-5123698
اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی۔ فون 051-4847585۔ موبائل 0300-5065172
قاری طلحہ محمود، مدنی ملت ٹاؤن فیصل آباد۔ موبائل 0321-6633744
الاشاعت اسٹیشنرز، کالج روڈ، گیمال، ایبٹ آباد۔ موبائل 0334-5571296
المتاز کتب خانہ، قصہ خوانی، پشاور۔ موبائل 0300-5945640

◆

دوسرا باب

تیسرا باب

انتساب

امام وقت

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ

اور

ان غیرت مند طالبات کے نام،

جنھوں نے مردوں کی

جانب سے قربانی دے کر

دینی غیرت کے معنیٰ کی لاج رکھی اور اہلِ حق کی

تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچالیا۔

پیش لفظ

الحمد لله الذی انزل علیٰ عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا . والصلوٰة والسلام علی محمد نبینا وحبیبنا صلی الله علیه وسلم

ایک ہندوستانی مسلمان سے طویل گفتگو کے بعد اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ بنا۔ گفتگو کی بنیاد راقم کی کتاب ''برموداتکون اور دجال'' میں لکھی گئی ہندوستان کے حوالے سے چند باتیں تھیں۔ راقم نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ جو پاکستانی بھارت کے دورے پر جاتے ہیں واپس آکر بھارت کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ چند دن کے دورے میں وہ ہندو ذہنیت کو سمجھ نہیں سکتے۔

اس کتاب میں غزوہ ہند اور فتح ہند سے متعلق لکھی گئی باتیں بھی انکو پسند نہیں آئیں۔ انکی ناراضگی میں بنیادی عنصر وطنیت کی محبت تھا۔

چنانچہ بندے نے انکو وطنیت اور اسلام کے موضوع پر اسلامی نقطۂ نظر سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بارے میں انکو بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں تھا لہٰذا وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ چنانچہ ابتدائی طور پر انکو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام میں محبت ونفرت اور دوستی و دشمنی کا کیا معیار ہے؟ اسلام میں اسکی کتنی اہمیت ہے؟ اور اس کے بغیر ایک مسلمان کا ایمان کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اور اگر دو معیار ایک دوسرے کے مقابل آجائیں یعنی ایک طرف اسلام اور دوسری جانب کوئی بھی محبت (والدین، اولاد، قبیلے، قوم اور وطن) ہو تو اسلام کے مقابلے ان میں سے کسی چیز کو اختیار کرنا ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

اسلام کے اس بنیادی تصور (الحب لله والبغض لله محبت بھی اللہ کے لئے اور نفرت بھی اللہ کے لئے) سے عام طور پر ہر جگہ غفلت پائی جاتی ہے، حتیٰ کہ بہت سے دیندار لوگ بھی اسلام کے مقابلے میں خاندان، قبیلے اور وطن کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ اسکو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ مسئلہ اہلسنت والجماعت کے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ جسکو ائمہ حضرات نے عقیدے کی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ اور سلف صالحین نے اس عقیدے کی خاطر، کوڑے کھائے، جیلیں

کا ٹیں اور جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ جس دل میں اللہ کی محبت ہوگی اس دل میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی، اور اللہ کے دشمنوں کی نفرت ہوگی۔ جس طرح ایمان اور کفر ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں کی محبت جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہی معاملہ اللہ کے دوستوں سے محبت کا ہے۔

وطن پر اگر اسلام کو ترجیح نہیں دینگے تو امام مہدی کے ساتھ کس طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ مسلم ممالک کی حکومتیں یا بھارت اگر امام مہدی کے مخالف عالمی اتحاد میں ہوئے تو ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں گے؟ وطنیت کے بت کو توڑ دینگے یا اسلام کو چھوڑ دینگے؟ ان میں سے صرف ایک ہی کو اختیار کیا جا سکے گا۔

ان حالات کے پیش نظر، اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ فتن اور امام مہدی سے متعلق مواد پہلے سے جمع تھا لہٰذا اس موضوع کی مناسبت سے اس کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

''امام مہدی کے دوست و دشمن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کے حوالے سے بندے کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسکو ضخامت سے بچایا جائے، لہٰذا فتن کی ان احادیث کو نقل کیا جاتا ہے جنکا مسلم معاشرے کو سامنا ہوتا ہے۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

1 **فتنوں کا بیان** اس میں مختلف یہودی جادوئی شخصیات کے بارے میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جو بات سمجھانا مقصد ہے اسکے لئے انشاء اللہ یہ کافی ہے۔ اس باب میں فتنوں سے متعلق ایک بحث ہے اگر سرسری طور پر ان احادیث کا مطالعہ کرینگے تو تضاد نظر آئے گا۔ لہٰذا مختلف احادیث کو سامنے رکھنے گا تا کہ بات سمجھنے میں آسانی رہے۔

2 **راہِ حق کے مسافر** یہ موضوع بہت وسیع ہے۔ تاریخ اسلام ان اللہ والوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے، جنکے تذکرے اہل ایمان کے لئے اطمینانِ قلب اور ثابت قدمی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

اس باب میں اسلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض جگہ قلم، اپنوں سے اپنائیت کے ناطے شکوہ کناں ہوا ہے، اگر الفاظ کے انتخاب میں غلطی ہوئی ہو تو طالب علم سمجھ کر درگذر فرمایئے گا، لیکن یہ اپنوں کی محبت ہی ہے جسکی وجہ سے قلم جذبات کی رو میں بہہ گیا ہے۔ انکو ٹارگیٹ کلنگ میں اس طرح نشانہ بنایا جا رہا ہے جیسے شکاری اپنے شکار کو چن چن کر نشانہ بناتے ہیں۔

3 تیسرا باب   امام مہدی سے متعلق ہے، اس میں مختصر چند بحثیں ہیں۔

کتاب میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں انکی تحقیق بھی لکھی گئی ہے۔ اور جو علماء کی رائے ہے اسکو رائے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لہذا قارئین صرف انہی احادیث کو قابل حجت مانیں جو صحت کے اعتبار سے حجت بن سکتی ہیں۔ اور جو رائے ہے اسکو رائے کے طور پر ہی بیان کریں۔

بندے کو اپنی کم علمی کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ لہذا کتاب میں جو بھی غلطی ہو وہ اسی کے ذمہ ڈالی جائے اور اگر مطلع کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دینگے۔

یہ کتاب سو فیصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد کے نتیجے میں آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ ورنہ اپنا حال یہ ہے کہ انکی مدد کے بغیر ایک لفظ بھی لکھنا ممکن نہیں جو دوست احباب اس سلسلے میں تعاون کرتے رہے اللہ تعالیٰ انکو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر اپنے مقربین میں شامل فرمالیں، اور ایمانی پیاس کے اس دور میں شہادت کے جام سے سیراب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اہل ایمان کے لئے نفع کا ذریعہ بنادیں، اور حق کے لئے دلوں کو کھول دیں۔ آمین

آخر میں میں محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کا انتہائی ممنون ہوں کہ حضرت نے اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔ جو بندے کے بہت کام آئیں، بندے کی یہی کوشش ہے کہ قلم اسلاف کی راہ اعتدال سے نہ ہٹے۔ لہذا اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ راقم کو طالب علم سمجھتے ہوئے غلطیوں کی اصلاح فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

اس گنہگار کو آپکی دعاؤں کی ضرورت جتنی اس وقت ہے شاید کبھی نہ تھی، سو اللہ کی رضا کے لئے اپنی دعاؤں میں شامل رکھئے خصوصاً وہ اللہ والے جو محاذ پر ہوں، اور تہجد میں اٹھنے والے، کہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ شامل فرمادیں، انہی کے ساتھ شہادت دیں اور انہی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائیں۔ آمین

آپ کی دعاؤں کا محتاج

عاصم عمر

•◆•

حال سے مستقبل تک

از: مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہ العالی

''مہدویات'' بڑا نازک موضوع ہے، اس پر کام کرنے والے حضرات اکابر کے طریق اعتدال اور تقلید مسلک جمہور اہل سنت والجماعت سے انحراف کریں تو خطرناک غلطیوں اور مغالطوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ میں ذیل میں ایسی چند غلطیوں کا تذکرہ کرنے کی جسارت کروں گا۔ پھر زیر نظر کتاب کی طرف واپس آ کر کچھ عرض کروں گا۔

اکثر حضرات تو اس موضوع سے لاتعلق ہیں وہ اس کی نزاکت اور پل صراط جیسی دو دھاری آزمائش کے پیش نظر اس کو موضوع سخن ہی نہیں بناتے۔ نہ اس پر کبھی بولتے ہیں نہ کچھ لکھتے ہیں۔ وہ عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ ''در دریا منافع بے شمار است..... گر سلامت خواہی بر کنار است'' ظاہر ہے کہ اس سے حق اس غبار تلے چھپ جاتا ہے جو جہل کے علمبرداروں کی اڑائی گئی گرد سے وجود پاتا ہے اور اس کا نقصان اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اچانک کسی جھوٹے مدعی کے دعوی اور دعوت کی کامیابی کی خبر آتی ہے۔ لوگ موضوع کی حقانیت سے ناواقف ہونے کے سبب کذابوں کے ورغلانے میں فوراً آ جاتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر تاریخ میں ایک اور سانحے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

کچھ حضرات اس موضوع کو بیان کرتے ہیں، قلم اٹھاتے ہیں اور گفتگو بھی دور پر رہتے ہوئے کرتے ہیں، لیکن اس موضوع کو خالص نظریاتی طور پر پیش کرتے ہیں۔ یعنی اسے آسمان اور زمین کے مابین معلق کر کے محض تصوراتی طور پر بیان کرتے ہیں، زمینی حقائق یا عصری تطبیقات سے اتنا دور رکھتے ہیں کہ قاری یا سامع اسے صدیوں دور کا ایک تصوراتی واقعہ سمجھ کر یوں نظر انداز کر دیتا ہے، جیسے اس کو یا اس کی اگلی نسلوں کو اس سے واسطہ ہی نہیں، نہ اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے نہ اپنے متعلقین کو زمانے کے ان فتنوں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے جو ایمان کو گھن لگانے والے اور عمل کو برباد کر کے چاٹ جانے والے ہیں۔

بعض ماہر القادری قسم کے اسکالر اس موضوع پر تحقیق کا اعلان کر دیتے ہیں اور جب دنیا ان کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو وہ اپنی طویل تحقیق کا نتیجہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

کا دور کم از کم چھ سو سال دور ہے ۔ پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدت کی تعیین جب حدیث شریف میں نہیں کی گئی تو کوئی دوسرا کیسے کرسکتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر زوال کا جو جاں گسل دور آیا ہوا ہے اور کفر کو جو ہمہ گیر عروج نصیب ہوا ہے، اس کا خاتمہ لگتا نہیں کہ کسی عظیم اور عالمی سطح کے قائد کے بغیر ہو سکے ۔ بظاہر وہ حضرت مہدی ہی ہوں گے ۔ ان سے پہلے کسی اور کے ہاتھوں اتنا بڑا کارنامہ ممکن دکھائی نہیں دیتا ۔ اب مسلمان سقوطِ خلافت ۱۹۲۴ء سے ایک سو سال پہلے سے مصائب اور مظالم کا شکار ہیں ۔ سقوطِ خلافت کے سو سال گزرنے پر تو ان کی پسپائی اور پستی کی حد ہی نہیں رہی ۔ یہ دو سو سال ہوگئے ۔ خلافت کے اضمحلال سے سقوط تک اور سقوط سے آج تک ۔ اس کے بعد کیا ہم یہ مان لیں کہ مزید چھ سو سال تک ہم اتنی زبردست قربانیوں کے باوجود اتنی مشقت اور ذلت کا شکار رہیں گے اور کفر کی باری (اننگ) آٹھ سو سال تک جاری رہے گی ۔ مسلمان یونہی دنیا بھر میں، ہر سطح پر، ہر میدان میں، سب کچھ ہونے کے باوجود، کچھ بھی نہیں ہوں گے ۔ نہیں! ہرگز نہیں! تاریخ اسلام اور احادیث الفتن پر نظر رکھنے والا شخص جو انقلاب احوال کی الٰہی سنت پر نظر رکھتا ہو، یعنی ایام اللہ اور آلاء اللہ کا مطالعہ کرتا ہو، انباء الرسل سے اسے ادنیٰ مناسبت ہو، وہ اس کو تسلیم نہیں کرسکتا ۔ یہ تو دشمن کی زبان ہے اور اسی کے کارندوں کو زیب دیتی ہے ۔

کچھ لوگ اس موضوع کو چھیڑ لیتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کی تاویل، تشریح، توضیح اور تفسیر کو اپنے ذمہ لازم سمجھ لیتے ہیں، اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ''ابھموا ما ابھمه اللّٰه'' کے قانون کے تحت اس کی جتنی بھی وضاحت کی جائے، اس میں کسی درجہ میں بھی ابہام ضرور رہے گا، حتیٰ کہ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق تو خود حضرت مہدی کو بھی ایک عرصہ تک پتا نہ ہوگا کہ وہی مہدی آخر الزماں ہیں، اور جب کسی نہ کسی درجے میں ابہام رہے گا تو ہر چیز کی لازمی وضاحت کس طرح ضرور ہوسکتی ہے، بلکہ درست ہی نہیں ہوسکتی ۔ اس طرح کے حضرات کی بے احتیاطیوں اور جلد بازیوں نے جہاں ایک طرف محتاط طبع اہل علم کو اس موضوع سے فاصلہ رکھنے اور زبان و قلم پر لانے سے احتیاط برتنے پر مجبور کیا، وہیں اس کا یہ بھی اثر ہوا کہ عوام میں مایوسی، بددلی اور بے اعتمادی پیدا ہوئی ۔ اب وہ حق کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔

مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ و بارک فی علمہ و عمرہ ان علماء میں ہیں جنہوں نے کانٹوں سے دامن بچا کر اس خارزار پر چلنے کی کوشش کی ۔ اس عاجز کی ناقص معلومات کی حد تک ''احادیث الفتن'' پر عرب و عجم کے جن حضرات نے کام کیا ہے، مولانا کا کام ان میں سے اس حوالے سے ممتاز اور لائقِ تحسین ہے کہ انہوں نے شروحِ احادیث سے پھوٹنے والی روشنی سے

حال اور مستقبل کی طرف جانے والے راستے کو محتاط نظر سے دور تک دیکھنے، جانچنے، پرکھنے اور قارئین کو آگاہ رکھنے اور آگاہی دیتے رہنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں کھل کر اور کہیں دبے لفظوں میں زمانہ حاضر کے فتنوں اور ان فتنوں کے فہم کے حوالے سے پیدا ہونے والے فتنوں سے آگاہ کیا ہے۔ معاصر مصنفین میں فتنہ دجال کو یہود سے اور امریکا اور یورپ سے جہاں یہود کا ظاہری تسلط ہے، جوڑ کر بیان کرنے والے تو کچھ نہ کچھ ہیں، لیکن بات جب افغانستان، پاکستان یا ہندوستان کی آتی ہے تو قلت علم، قلت فراست یا قلت جرأت کے سبب زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

مولانا صاحب کی پہلی کتاب ''تیسری جنگ عظیم اور دجال'' نے اس سکوت کا پردہ چاک کیا اور اس کے بعد سے وہ مسلسل اس موضوع پر قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ ان کے کام میں قدیم مآخذ سے استنباط و استدلال بھی ہے اور جدید ترین مخفی معلومات کا انکشاف اور ان سے بھرپور استفادہ بھی ہے۔ یہ امتزاج، جامعیت اور سلیقے کی دلیل ہے۔ یہ عاجز دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طبیعت، مزاج و مذاق اور زبان و قلم پر سلامتی کا عنصر غالب رکھے۔ انہیں طبع سلیم، قلب سلیم اور حسن صدق عطا فرمائے۔ ان کی عرق ریز کاوشوں اور دل آویز تحریرات سے امت مسلمہ کو نفع پہنچے۔ فتنوں کے اس دور میں انہوں نے جس کانٹوں بھری وادی سے گزر کر مسلم امہ کو فتن زمانہ سے آگاہ رکھنے کا جو بیڑہ اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں انہیں کامیاب کرے۔

آخر میں ایک گزارش مصنف سے ہے اور ایک قارئین سے۔ مصنف سے گزارش یہ ہے کہ اعتدال و احتیاط و تعلق مع الاکابر اور تقلید سلف کا دامن نہ چھوڑیں۔ اسی میں سلامتی، کام کی مقبولیت اور برکت و نافعیت ہے۔

اہل علم اور قارئین سے گزارش ہے کہ انسان جب کسی اچھوتے موضوع پر کام کرتا ہے جو بذات خود نازک بھی ہو تو اس سے غلطیوں کا احتمال دو چند ہو جاتا ہے۔ جب تک کسی کا نظریہ درست ہو، وہ توجہ دلانے سے اصلاح کا وعدہ کرتا ہو تو تمام اہل علم کو چاہیے کہ اس کی حسنات قبول کریں، حوصلہ افزائی فرمائیں، اس کی لغزشوں پر اسے توجہ دلائیں اور جب تک کسی کے کام پر خیر غالب ہو اس کی تردید، تنقیص یا مجمع عام میں تنقید سے گریز کریں۔ بلکہ اس کے کام کی اصلاح کر کے اسے اجتماعیت اور قبولیت عامہ کی شکل دینے کی کوشش کریں۔ فتنوں کے اس دور میں یہ امت کی بہترین خدمت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ہدایت دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے اور ہم سب اللہ کی ہدایت کے محتاج ہیں۔ عیوب سے پاک ذات صرف اسی کی ہے اور ہم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پہلا باب

فتنوں کا بیان

فتنوں سے غفلت...آخر کیوں؟

مدت دراز سے عالم اسلام طرح طرح کے فتنوں کا شکار چلا آرہا ہے۔یہ فتنے بیرونی بھی ہیں اور اندرونی بھی۔ان فتنوں میں ایسے فتنے بھی رہے جنکا اثر مسلمانوں کے عقائد پر ہوا،اور کچھ فتنے ایسے بھی تھے جنکا اثر اعمال پر ہوا۔کچھ فتنوں نے ظاہری جسموں کو متاثر کیا تو کچھ مسلمانوں کے دلوں پر حملہ آور ہوئے اور دل میں بزدلی ،بخل اور بغض وحسد بھر کے رکھدیا۔

بعض فتنے ایسے تھے جنھوں نے ہمارے معاشرتی نظام کوتہہ وبالا کرنے کی کوشش کی۔کچھ فتنے گھروں سے خیروبرکت لوٹ کرلے گئے تو کچھ نے اہل خانہ کے دلوں میں تفریق پیدا کی۔باپ وبیٹا ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن گئے....ماں بیٹی کے درمیان وہ الفت ومحبت باقی نہ رہی۔کچھ فتنے علماء پر برسے تو کچھ کا ہدف مسلمان تاجر بنے۔یہ فتنے ابلیس اور اسکے شیاطین (خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے) نے انتھک محنت کر کے مسلمانوں میں پھیلائے۔جسکے اثرات مسلمانوں کی اپنی قوت مدافعت (Resistance) کے اعتبار سے ہوئے۔

ہم ان فتنوں کو سازشوں کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مختلف فتنوں کے نام سے بیان فرمایا ہے، مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔مسلمانوں کو جو نقصانات اٹھانے پڑے اس کی ضربوں سے ابھی تک امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں، ان فتنوں یا سازشوں نے امت کے انگ انگ اور جوڑ جوڑ پر ایسی چوٹیں ماری ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو پھوڑے کی طرح نہ دکھ رہا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فتنوں کو بیان کیا اور کھول کھول کر بیان کیا۔فتنے کا نام بتایا۔فتنہ پھیلانے والے کا نام اور اسکے باپ کے نام تک سے اپنی امت کو آگاہ کیا۔کس فتنے میں کیا لائحہ اختیار کیا جانا چاہئے اسکو بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلف صالحین نے ان فتنوں کے بارے میں مستقل تصنیفات کیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

نے صحیح مسلم میں اور دیگر تمام محدثین نے، کتاب الفتن کو مستقلاً بیان کیا ہے۔ علماءِ امت ہر دور میں مسلمانوں کو خطرات وتحدیات (Threats) سے، احادیث کی روشنی میں آگاہ کرتے رہے تاکہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کریں۔

مشہور محدث علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یحذر من ذلک ویعلم به قبل وقوعه وذلک من دلالات النبوة صلی اللّٰه علیه وسلم وقد حث النبی صلی اللّٰه علیه وسلم امته علی المبادرة بالاعمال الصالحة قبل الانشغال عنها بما یحدث من الفتن الشاغلة والمتراکمة المتکاثرة، فقال صلی اللّٰه علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا الحدیث۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان فتنوں سے ہوشیار کرتے تھے، اور انکے رونما ہونے سے پہلے انکا علم رکھتے تھے، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غافل کردینے والے، پے در پے آنے والے اور ایک سے بڑھ کر ایک فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے، اپنی امت کو نیک اعمال کرنے میں سبقت کرنے پر ابھارا ہے۔

موجودہ دور میں فتنے ایسے برس رہے ہیں جیسے آسمان سے بارش برستی ہے۔ تاریک فتنے ... گھٹا ٹوپ اندھیری رات کے مانند کہ ہاتھ بھی نہ بجھائی دے ... فتنے ہی فتنے ہیں فتنہ مال کو لے لیجئے اس فتنے نے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں ایسا لیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مال ہی کو معبود بنالیا گیا ہے..... عوام تو عوام، بہت سے دین داروں کا بھی یہی خیال ہے کہ کثرت مال زندگی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانسیں ..... جھوٹ کا فتنہ ہے کہ اللہ کی پناہ . لوگ اس جھوٹ کی لپیٹ میں ایسے آئے کہ باطل کو حق مان بیٹھے اور حق کو باطل...... فتنہ نساء ہے، جسکے تھپیڑوں نے بند کواڑوں کو بھی جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے دھیرے دھیرے دلوں سے فحاشی کی نفرت نکلتی جا رہی ہے مسلمان اپنی آنکھوں سے فحاشی ہوتے دیکھ رہے ہیں، لیکن انکا ایمان جوش نہیں مارتا کہ بے حیائی وفحاشی پھیلانے والوں کو بہالے جائے۔

ان سب فتنوں سے بڑھ کر فتنۂ دجال ہے۔ سلف صالحین کے مقابلے ہم لوگ تاریخ انسانیت کے اس بھیانک ترین فتنے سے قریب ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اب بھی اگر ان فتنوں کو بیان کرنے کا وقت نہیں آیا تو پھر کب آئے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو لوگوں تک پہنچانے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر کونسا وقت ہوگا؟ اب جبکہ امت گردن تک فتنوں میں ڈوب چکی ہے مگر اب بھی انکو نور نبوت کی کشتی میں نہ بٹھایا گیا تو قیامت کے دن کس سے سوال کیا جائیگا؟ تاریک

راتوں میں بھٹکتی ٹامک ٹوئیاں مارتی۔ حیران و سرگرداں اس امت کو، اگر اب بھی علماءِ حق نے انگلی نہ پکڑ ائی تو پھر کون انکو راہ دکھائے گا؟ کیا وہ مستشرقین جو علماء کا روپ دھار کر گھات لگائے بیٹھے ہیں؟ یا وہ جنگلی مجلسوں میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں؟ یا وہ جنگلی زبانوں میں جادو ہے؟ حالانکہ ان سب کا مقصد اس امت کو راہِ حق سے اغوا کر لینا ہے۔

امت کو صحیح راہ دکھانا، قافلہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو راہزنوں سے بچانا علماءِ حق پر فرض ہے۔ وہی اس لائق ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور صحراء کا سکوت توڑیں۔ حالات اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ، ڈر ڈر کر.... چھپ چھپ کر.... سسک سسک کر جینے سے.. زندگی کی سانسیں دراز نہیں ہو جاتیں اور حق کو بیان کرنے یا دجال کو دجال کہنے سے لکھی ہوئی سانسوں کو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کر سکتی۔ جو راحت و پریشانی مقدر میں لکھی جا چکی سو لکھی جا چکی، اسکو ساری اتحادی افواج مل کر بھی نہیں بدل سکتیں ....کامیابی اسی میں ہے کہ بندے کا سب کچھ اپنے آقا کے لئے ہو جائے۔ محبت ہو یا نفرت آسائش ہو یا آزمائش، سب اللہ کی خاطر ہو۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی سارے اختیارات صرف اور صرف اسی رب کے پاس ہیں جسکی بادشاہت میں نہ امریکہ شریک ہو سکا اور نہ کانا دجال شریک ہو سکے گا۔ موت و حیات کا اختیار نہ ہی سی آئی اے (C.I.A) کو دیا گیا ہے اور نہ بلیک واٹر کائنات کے رب سے یہ اختیار چھین سکتی ہے.....دنیا کی آزمائشیں اور امتحانات، یہ سب وقتی ہیں...اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی قربانیوں سے غافل نہیں ہیں...ظالموں کی رسی لمبی ہوتی دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ وہ عرش و کرسی کے بادشاہ کو عاجز کر سکتے ہیں...اللہ تعالیٰ ہی طاقتور ہیں اور بہت حکمت والے ہیں۔ دنیا دارالامتحان ہے...دارالفتن ہے... یہاں وہی بچ سکتا ہے جو فتنوں سے بچ بچ کر چلتا ہو جیسے وہ شخص جو کسی پر خار پگڈنڈی پر چلا جاتا ہو، جسکے دونوں جانب کانٹوں بھری جھاڑیاں ہیں.....جن میں فتنے گھات لگائے بیٹھے ہیں...خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان جھاڑیوں سے بچتے بچاتے ... منزل کی جانب رواں دواں ہیں...سفر بھی جاری رکھنا ہے اور دامن کو بھی بچانا ہے مبادا کانٹوں میں الجھ ہی نہ جائے...اس خوف سے بیٹھا بھی نہیں جا سکتا کہ کانٹے دامن پکڑ لیں گے منزل پہ پہنچنا بھی ضروری ہے۔ سو چلتے رہئے...لیکن گھات لگائے فتنوں کے بارے میں جان کر۔

یہاں ان فتنوں کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے جنکا سامنا آج عالم اسلام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں میں ہم سب کو ڈھانپ لیں اور ہر قسم کے فتنوں اور انکے اسباب سے ہماری حفاظت فرما کر، ہاتھ پکڑ کر ہمیں منزل پر پہنچا دیں۔ آمین

دنیا کا فتنہ

فتنہ دنیا ہے کہ لوگوں کی رگ رگ میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ قبرستان جا کر بھی آخرت کا خیال نہیں آتا جس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بار بار دھوکہ کہا اسکو اب اٹل حقیقت سمجھا جا رہا ہے، دنیا حاصل ہو جانے کی امید میں سالہا سال محنت و مشقت، لیکن پلک جھپکتے ہی شروع ہونے والی اخروی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہیں۔ دنیا کی محبت کا اندازہ کیجئے، اگر کسی کو کہا جائے کہ ہم تمہیں ایک ایسا عمل بتائیں جسکو کر کے پلک جھپکتے ہی آپ جنت کی وسعتوں میں پہنچ جائیں گے، اور اپنے محبوبِ حقیقی کے دیدار سے سرفراز ہو جائیں گے، کتنے مسلمان ہونگے جو محبوبِ حقیقی سے ملاقات کرنا چاہیں گے؟ ہمیں خود اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے، آنکھیں بند کر کے اپنے دل کو ٹٹولئے کہ جس ذات سے سب سے زیادہ محبت کا دعویٰ اس سے ملاقات میں کیا چیز مانع ہے؟ دل میں انکی ملاقات کا کتنا شوق ہے؟ کتنی نمازوں میں ان سے ملاقات کی دعا کرتے ہیں؟ جبکہ اگر کوئی دنیا کی ترقی، دنیا کی دولت حاصل کرنے کا راستہ، بتائے تو پھر بے قراری دیکھئے اسکے لئے ہم کیا جتن نہیں کریں گے۔ یہ دنیا کی محبت اور اس پر ایمان نہیں تو اور کیا ہے؟

عن ابی موسیٰ الاشعری أن رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من احب دنیاہ اضر بآخرته ومن أحب آخرته اضر بدنیاہ فآثروا مایبقی علی ما یفنی (رواہ الحاکم وقال صحیح .ووافقه الذهبی فی التلخیص)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا تم فناء ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (اسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے متدرک میں روایت کیا ہے اور اسکو صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے)

قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا احب اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یحمی احدکم مریضه الماء (رواہ الحاکم وصححه علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی

رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسکو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم اپنے مریض کو پانی سے بچاتے ہو۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو روایت کیا ہے اور شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق کی ہے)

قال عمر وبن العاص رضي الله عنه: ما ابعد هديكم من هدى نبيكم صلى الله عليه وسلم انه كان ازهد الناس في الدنيا وانتم ارغب الناس فيها (اخرجه الامام احمد بسند صحيح)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا طرز زندگی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی سے کس قدر جدا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں دنیا سے سب سے زیادہ بچنے والے تھے اور تم اس دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپی لینے والے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ نماز، روزہ اور جہاد کرنے والے ہو، حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا: وہ تمہارے مقابلے دنیا سے زیادہ بچنے والے اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والے تھے۔ (جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

جادوگرنی سے ڈرو

قال مالک بن دينار رحمةالله عليه اتقوا السحارة فانها تسحر قلوب العلماء يعني الدنيا (ذم الدنيا لابن ابى الدنيا)

ترجمہ: حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جادوگرنی سے ڈرو کیونکہ یہ علماء کے دلوں پر جادو کر دیتی ہے۔ اس جادوگرنی سے انکی مراد دنیا ہے۔

مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ سے عبداللہ رازی نے فرمایا: اگر آپ کو اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ آپ عبادت کی حلاوت پالیں اور اس حلاوت کی انتہا تک پہنچ جائیں، تو اپنے اور اپنی خواہشات کے درمیان ایک لوہے کی دیوار بنالیجئے۔ (ذم الدنیا، ابن ابی الدنیا)

قال سفيان، قال عيسى بن مريم: كما لايستقيم النار والماء في اناء كذلك لا يستقيم حب الآخرة والدنيا في قلب المؤمن (ايضاً)

ترجمہ: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح

آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح آخرت کی محبت اور دنیا مومن کے دل میں نہیں ٹھہر سکتیں۔

عن سهل أبي الاسد قال كان يقال مثل الذي يريد ان يجمع له الآخرة والدنيا مثل عبد له ربان لايدري ايهما رضي(ایضاً)

ترجمہ حضرت سہل ابو اسد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مشہور ہے کہ اس شخص کی مثال جو آخرت اور دنیا جمع کرنا چاہتا ہے اس غلام جیسی ہے جسکے دو آقا ہوں، اسکو پتہ نہیں کہ دونوں میں سے کون راضی ہوا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے دنیا سے محبت کی اور اس دنیا کے ملنے سے اسکو خوشی ہوئی تو اسکے دل سے آخرت کا خوف نکل جائے گا، اور جو شخص علم میں ترقی کرے اور دنیا کی حرص میں بھی اضافہ ہو تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک زیادہ نفرت والا اور اللہ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے۔(ایضاً)

وقال وهب رحمة الله عليه انما الدنيا والآخرة كرجل له امرأتان ان ارضى احداهما اسخط الاخرى(جامع العلوم والحكم ابن رجب حنبلي رحمة الله عليه)

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کی دو بیویاں ہوں، اگر ایک کو راضی کرے تو دوسری ناراض ہو جائے۔(جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے کسی نے دنیا اور دنیا داروں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: وما هي الا جيفة مستحيلة عليها كلاب همهن اجتذابها فان تجتنبها كنت سلما وان تجتذبها نازعتك كلابها (جامع العلوم والحكم ابن رجب حنبلي رحمة الله عليه)

ترجمہ: یہ دنیا کیا ہے؟ ایک پرانی بدبو چھوڑتی مردار لاش، جس پر کتے جھپٹ رہے ہیں، اگر آپ اس سے دور رہتے ہیں تو محفوظ اور اگر آپ بھی اس چھینا جھپٹی میں شریک ہوتے ہیں تو اس پر جھپٹنے والے کتے آپ سے لڑ پڑیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دنیا کے فتنے سے ڈرنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس

تھے، انھوں نے پانی پینے کے لئے مانگا، کسی نے انکو پانی اور شہد لا کر دیدیا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسکو منھ کے قریب کیا تو اتنا روئے کہ اپنے اصحاب کو بھی رلا دیا۔ پھر صحابہ تو چپ ہو گئے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں چپے۔ پھر دوبارہ پانی منھ کے قریب کیا اور پھر رونے لگے۔ اتنا روئے کہ صحابہ سمجھے کہ انکو ہم نہیں سنبھال سکتے۔ پھر انھوں نے اپنی آنکھوں کو پونچھا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو کس بات نے رلایا؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو دور فرمارہے ہیں۔ حالانکہ میں نے کسی کو آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ سو میں نے پوچھ لیا، اے رسول اللہ! آپ خود سے کس چیز کو دور فرمارہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا تھی جو میرے سامنے آگئی تھی۔ میں نے اس سے کہا مجھ سے دور ہو جا۔ وہ پھر لوٹ آئی اور کہا کہ بیشک آپ مجھ سے بچ گئے لیکن آپ کے بعد والا ہرگز مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔ (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ افطاری کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما تھے، دسترخوان پر قسم قسم کی کھانے کی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں۔ بیٹھے بیٹھے رونے لگے، اور دسترخوان سے اٹھ کر چلے گئے۔

دنیا سے بے رغبتی اور اسکی مذمت میں احادیث و آثار میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین کے ہاں زہد کی کتنی اہمیت رہی ہے اسکا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں سے کیا جا سکتا ہے۔ الزہد پر مشہور کتابیں یہ ہیں:

1 الزہد ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ
2 الزہد الکبیر للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ
3 الزہد ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ
4 الزہد ابن سری رحمۃ اللہ علیہ
5 الزہد ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
6 الزہد ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ
7 الزہد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
8 الزہد ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ
9 الزہد اسد ابن موسیٰ
10 الزہد لہناد رحمۃ اللہ علیہ
11 الزہد لوکیع رحمۃ اللہ علیہ
12 الزہد والرقائق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
13 الزہد والورع والعبادۃ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
14 الزہد وصفت الزاہدین ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ
15 الفوائد والزہد والرقائق والمراثی جعفر الخلدی رحمۃ اللہ علیہ
16 ذم الدنیا ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

یہ دنیا کی محبت ہی ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن واحادیث میں اس دنیا سے بچنے کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ درحقیقت آج دنیا کی محبت ہی ہمارے دلوں میں گھر کئے بیٹھی ہے جس کی وجہ سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی حیثیت سمندر کے جھاگ کے برابر ہو کر رہ گئی ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کی بے رغبتی اپنے اندر پیدا کریں۔ اسکی لذتوں میں ڈوبنے کے بجائے لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ ختم ہو جانے والی، کسی بھی لمحے ساتھ چھوڑ دینے والی، بے وفا دنیا میں دل لگانے کے بجائے، ابدی، نہ ختم ہونے والی اور وفاء کرنے والی آخرت کے غم سے دل کو آباد کرلیں۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپکو رزق حلال وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے تب بھی ان صحابہ کو دیکھیے جن کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا لیکن اس دنیا کے بارے میں انکی عملی زندگی کیسی تھی۔ آج کل لوگ ان صحابہ کی مثال دیدیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کے پاس بھی تو بہت پیسہ تھا۔ لیکن یہ حضرات صحابہ کی عمومی زندگی بھول جاتے ہیں۔ ہمارے مالداروں اور صحابہ میں یہ فرق تھا جیسے وہ دو شخص، جنکے پاس پیسہ ہو، دونوں کے گھر میں کھانے پینے کی تمام چیزیں موجود ہوں، عمدہ سے عمدہ لباس انکو میسر ہو، لیکن ایک کے گھر میں کسی عزیز کا انتقال ہو گیا ہو، یا کوئی غم ہو جو اسکے دل کو اندر ہی اندر پگھلا رہا ہو۔

جبکہ دوسرے کے گھر میں کوئی غم نہ ہو، آپ بتایئے پہلا والا گھر میں غم کے ہوتے ہوئے دنیاوی آسائشوں سے کس طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے، بیشک آپ اسکے لئے دنیا بھر کے کھانے اکٹھے کر دیں لیکن اس غم کے ہوتے ہوئے ایک نوالہ بھی اسکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ صحابہ کے پاس بے شک سب کچھ تھا، لیکن انکے دلوں میں آخرت کا غم اتنا شدید تھا کہ ناسور بن گیا تھا۔ جبکہ ہماری مثال دوسرے شخص کی سی ہے، دنیا بھی موجود لیکن دل آخرت کے غم سے خالی۔

لہٰذا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال دینا بالکل زیادتی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، جیسے مالدار صحابہ کی سیرت اٹھا کر دیکھئے، کہ سب کچھ ہوتے ہوئے کس غم میں زندگی گذاری ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی ہزار درہم ایک دن میں صدقہ کر دیتی ہیں اور شام کو افطار کے لئے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹے کی دعوت اس لئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ دسترخوان پر دو قسم کے کھانے جمع تھے۔

دین سے دنیا کمانا

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلة من السکر وقلوبهم قلوب الذئاب یقول اللّٰه أبی تغترون"ام علی تجترؤن؟فبی حلفت لابعثن علی اؤلٰیک منهم فتنة تدع الحلیم منهم حیرانا(ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے۔ یہ لوگ لوگوں کو دکھانے کے لئے زاہدوں کا لبادہ اوڑھے ہونگے۔ انکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور دل بھیڑیوں کے دل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا مجھے ہی دھوکہ دیتے ہو؟ یا میرے اوپر ہی جرأت کرتے ہو؟ میرے جلال کی قسم ان لوگوں پر انہی میں سے ایسا فتنہ مسلط کرونگا کہ انکے اہل عقل وخرد بھی حیران رہ جائیں گے۔

فائدہ......علماء نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ دین کو دنیا بنانے، دولت کمانے اور عزت وجاہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیں انکے لئے یہ وعید ہے۔ اسکے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جس میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ بعض جگہ خصوصاً علم دین حاصل کرنے والوں کے بارے میں وعید آئی ہے جو اسکو دنیا کمانے کے لئے حاصل کریں۔

مالِ حلال کے کم ہو جانے کی پیشن گوئی

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تمہیں تین چیزوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ ہوگی: حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا درہم، یا ایسا بھائی جس سے انسیت رکھے یا کوئی سنت جس پر وہ عمل کرے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے"الاوسط"میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے"الحلیۃ"میں روایت کیا ہے)

گانے بجانے کا فتنہ

گانے بجانے والے....سور اور بندر بن جائیں گے:

لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها یعزف علیٰ رؤوسهم بالمعازف والمغنیات،یخسف اللّٰه بهم الارض ویجعل منهم القردة والخنازیر (رواہ الامام

احمد،وابن ابی شیبة،ابن حبان فی صحیحه، والطبرانی والبیهقی ورواه البخاری فی "التاریخ الکبیر")

ترجمہ: میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے، وہ اس (شراب) کوشراب کے علاوہ کوئی اور نام دینگے، انکے سروں پر آلات موسیقی اور گانے والیاں گائیں گی، بجائیں گی۔اللہ تعالیٰ انکو زمین میں دھنسا دینگے، اور انکو بندر اور خنزیر بنا دینگے۔(مسند احمد،ابن ابی شیبہ،صحیح ابن حبان،تاریخ کبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: تبیت طائفة من امتی علیٰ اکل وشرب، ولهو ولعب، ثم یصبحون قردة وخنازیر، ولیصیبنهم خسف وقذف، ویبعث علیٰ احیاء من احیائهم ریح فتنسفهم کما نسفت من کان قبلهم باستحلالهم الخمور وضربهم بالدفوف، واتخاذهم القینات (رواه الامام احمد وسعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات بسر کرینگے۔ پھر صبح کے وقت بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ اور وہ دھنسیں گے اور پھینکے جائیں گے، پھر انکے زندوں پر ہوا بھیجی جائے گی جو انکو اس طرح اکھاڑ پھینکے گی جیسے ان سے پہلے والوں کو اکھاڑ پھینکا تھا، (یہ عذاب) انکے شراب کو حلال کر لینے اور ڈھول طبلے اور گانے بجانے کے آلات بنانے کی وجہ سے۔

فتنہ نساء

عن اسامة بن زید رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال "ما ترکت بعدی فتنة أضر علی الرجال من النساء" (صحیح البخاری المکنز ۵۰۹۶)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر عورتوں (کے فتنے) سے زیادہ نقصان دہ ہو"۔

فائدہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "بیشک عورتوں کا فتنہ تمام فتنوں میں سب سے بڑا ہے۔" اس حدیث کی صحت پر قرآن کریم کی آیت بھی شاہد ہے۔ "زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین" الآیة شہوتوں کی محبت لوگوں کے

لئے سجی دی گئی ہے۔یعنی عورتیں اور بیٹے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورت کوتمام شہوتوں پر مقدم رکھا ہے۔.....سومسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کومضبوط رکھیں۔اور عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہیں۔(شرح ابن بطال)

عن سعید بن المسیب رحمۃاللّٰہ علیہ یقول ما أیس الشیطان من شئی الا اتاہ من قبل النساء.(شعب الایمان للبیہقی)

ترجمہ:حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان جب بھی (گمراہ کرنے سے) کسی سے مایوس ہوا تو اسکے پاس عورت کی جانب سے آیا۔اسکے بعد سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''میری ایک آنکھ (ضعیف العمری کی وجہ سے) کی بینائی ختم ہوگئی ہے اور دوسری بھی ختم ہونے والی ہے،لیکن مجھے اپنے بارے میں عورت سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔اس وقت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چوراسی (84) سال تھی۔

موجودہ دور میں شیطانی قوتوں نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مردوزن کے اختلاط کو عام کیا جائے۔مسلمان عورتوں کو یہود ونصاریٰ کی عورتوں کے نقشِ قدم پر چلانے کے لئے ابلیس نے ان گنت جال بچھائے ہیں۔ان جالوں کوخوبصورت نعروں،اشتہاروں اور دجل وفریب سے ایسا مزین کرکے دکھایا ہے کہ ماؤں بہنوں کواس جال کی طرف جانے سے روکنے والے اپنے دشمن،سماج کے دشمن،ترقی واستحکام کے دشمن،آزادی ومساوات کے دشمن حتیٰ کہ اسلام اور دین کے بھی دشمن نظر آتے ہیں۔جو بھیڑیے انکی تاک میں گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ انکے نزدیک امن کے پیامبر،حقوق کے علمبردار،مسیحائے نسواں ٹھہرے۔شرم وحیا،عفت و پاکدامنی گذرے وقتوں کی بات ہوئی....اب تو جو اس متعفن دنیا سے جتنا نوچ لے وہی معزز،وہی دانشور،وہی لیڈر بنا۔لہٰذا قوم کی بیٹیاں بھی اسی مردہ لاش کے پیچھے بھاگ رہی ہیں...اس بھگدڑ میں باپ کا اُڑھایا حیا کا دوپٹہ،کہاں گرا اور کتنے مردوں کے پیروں تلے کچلا گیا.....کچھ خبر نہیں....بس ایک دوڑ ہے.....مردوں سے آگے نکل جانے کی دوڑ حالانکہ یہ نادان نہیں جانتیں کہ یہ صرف نعرہ ہے۔جو مردوں نے عورت ذات کا استحصال(Exploitation) کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔انھوں نے عورت ذات کوعزت کی زندگی سے نکال کر سڑکوں،فٹ پاتھوں اور دفتروں میں مزدور بنا کر ذلیل کیا ہے۔یہ جاہلی تہذیب کے بھیڑیے ہیں جو اپنے شکار کو صرف ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔

امریکہ ویورپ کو لے لیجئے۔پالیسی ساز کون ہیں؟فیصلے کن کے ہاتھ میں ہیں؟ مردو

کے یا عورتوں کے؟ عورتوں سے دفتروں اور سڑکوں پر مزدوری کرا کے دنیا کی کسی قوم نے ترقی نہیں کی۔ یہودیوں کی چاکری کر کے کوئی قوم کامیاب نہیں ہوئی۔ مزدور بھرتی ہوئے اور مزدور ہی فارغ کردیئے گئے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب سے اب تک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

مسلمان بہنوں کو سوچنا چاہئے کہ کامیابی وہ نہیں جو ابلیس اور اسکے لوگ دکھارہے ہیں۔ کامیابی وہ ہے جسکو اللہ اور اسکے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ انکے لئے یہود و نصاریٰ کی فاحشہ عورتیں رول ماڈل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ امہات المؤمنین ہی اس لائق ہیں کہ عورت ذات انکو رول ماڈل بنائے۔ اسی میں عزت ہے اسی میں کامیابی۔ اسی میں مرد کی برابری ہے اور اسی میں معاشرے کی تعمیر و ترقی پنہاں ہے۔

عورتوں کے سرکش ہوجانے اور جوانوں کے فاسق ہوجانے کا بیان

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كيف بكم ايهاالناس اذا طغى نسائكم وفسق فتيانكم؟قالوا يا رسول الله !ان هذا لكائن؟ قال نعم واشد منه. (مسند ابو يعلى.طبرانى فى الاوسط)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہوجائیں گی اور تمہارے جوان فاسق۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول یہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

عن رجل من الصحابة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليت شعرى كيف امتى بعدى حين تتبختر رجالهم وتمرح نسائهم؟وليت شعرى حين يصيرون صنفين :صنفا ناصبى نحورهم فى سبيل الله وصنفا عمالا لغير الله (رواه ابن عساكر فى "تاريخه")

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: کاش! مجھے اپنے بعد اپنی امت کی حالت کا علم ہوتا کہ جب انکے مرد متکبرانہ چال چلیں گے اور انکی عورتیں ناز و انداز سے چلیں گی؟ اور کاش مجھے انکا حال معلوم ہوتا کہ جب وہ دو قسم کے ہوجائیں گے: ایک قسم ان لوگوں کی جو اپنی گردنیں جہاد میں بچھائے ہونگے (شہادت کے لئے: راقم) اور دوسرے وہ لوگ جو غیر اللہ کے لئے عمل کرتے ہونگے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم صنفان من أهل النار لم ارهما قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها فان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا(صحيح مسلم ،مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کی دو قسموں کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ جنکے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے تھے ان سے لوگوں کو مارتے ہونگے، اور وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہونگی (لیکن اسکے باوجود) برہنہ ہونگی، (مردوں کو اپنی طرف) مائل کرتی ہونگی اور خود مائل ہوتی ہونگی۔ انکے سر جھکی ہوئی اونٹنی کے کوہانوں کی طرح ہونگے۔ یہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔ بیشک جنت کی خوشبو اتنی دوری کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے جس میں آپ نے بعد میں آنے والے حالات کی خبر دی ہے۔ اس حدیث میں عورتوں کے فیشن کی خبر دی گئی ہے۔ عورتیں ایسے کپڑے پہنیں گی جس سے ستر پوشی نہیں ہوگی۔ انکا بناؤ سنگھار، زیبائش و آرائش صرف اسلئے ہوگی کہ غیر مرد انکی جانب مائل ہوں۔ عورتیں سر کے بالوں کو اوپر کی جانب اکٹھا کر کے جوڑا باندھیں گی جو اونٹنی کے کوہان کی طرح اٹھے ہونگے۔ سنا ہے آج کل نئی دلہنوں کو بیوٹی پارلر والے اسی طرح تیار کرتے ہیں کہ انکے سر اونٹنی کے کوہان کے مانند لگتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

عجب کوہان سا باندھا ہے سر سے	رخ زیبا پلستر در پلستر
دلہن آئی ہے بیوٹی پارلر سے	ٹھٹک کر رہ گئی ہے والدہ بھی

چونکہ ہمارا "پڑھا لکھا معاشرہ" اپنی عقلیں ہالی ڈ اور بالی ڈ والوں کے پاس گروی رکھ چکا ہے، سو جیسا بھرتی فلموں میں دیکھا اسی کی نقالی شروع کردی اور اس پر فیشن کا ٹھپہ لگا کر جائز کرلیا۔ حالانکہ کتنے پڑھے لکھے ہیں جنکو یہ علم ہے کہ ہالی ڈ یا ممبئی اور دہلی والوں کے فیشن کون ڈیزائن کرتا ہے۔ یہ تمام کے تمام کٹر مذہبی یہودی ہیں۔ جو اس امت سے ہر وہ کام کرانا چاہتے ہیں جس سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ لہٰذا ایسے ہی فیشن نکالتے ہیں جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ناراض ہو اور انکا رب (ابلیس) خوش ہو۔ بنیادی طور پر اس جاہلی تہذیب کے فیشن کے خالق یہودی ہی ہیں جو آکسفورڈ، کیمبرج اور ہارورڈ جیسے تعلیمی اداروں

سے فارغ ہیں۔

عورتوں کے بڑے آپریشن کی پیشن گوئی

عن ابی هريرة رضی الله عنه انه قال لتوخذن المرأةفليبقرن بطنها ثم ليوخذن ما في الرحم فليبذن مخافة الولد(رواه ابن أبي شيبة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ضرور عورت کو پکڑا جائے گا، پھر اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا، اسکے بعد جو کچھ رحم میں ہوگا اسکو لے لیا جائے گا، لڑکا ہونے کے خوف سے اسکو نکال پھینکا جائے گا۔

فائدہ... بچے کی پیدائش کے وقت خواتین کا بڑا آپریشن کرنا عالمی ادارہ صحت کی خصوصی ہدایات کا حصہ ہے۔ ملک بھر میں پھیلی این جی اوز کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ کسی طرح امتِ محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹ دیا جائے۔ این جی اوز کی جانب سے چلائے جانے والے اسپتالوں کے قصے عجیب وغریب ہیں۔ باطل قوتیں یہ کوشش کر رہی ہیں مسلمانوں کے بچے کم سے کم پیدا ہوں۔ ان کم کے بارے میں بھی انکی کوشش یہ ہے کہ لڑکے پیدا نہ ہوں۔ اسکے لئے غذاؤں اور مشروبات کے اندر انھوں نے مختلف کیمیکل ملائے ہیں۔ جیسا کہ منرل واٹر کے بارے میں، محترم مفتی ابولبابہ شاہ صاحب (اللہ انکی حفاظت فرمائے۔ آمین) نے، اپنی کتاب "دجال، کون، کب کہاں" میں لکھا ہے کہ منرل واٹر میں ایسے کیمیائی اجزا ملائے جاتے ہیں جنکے سبب لڑکیوں کی پیدائش کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی بھی منرل واٹر کی فیکٹری لگائے، اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ قطرے ضرور پانی میں ملائے گا۔ اسکے بغیر اسکو فیکٹری کی اجازت نہیں ملے گی۔

یورپ وامریکہ میں کامیابی سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے بعد، یہودیوں کا زور عالم اسلام کی آبادی کو کنٹرول کرنے کی جانب ہے۔ اسکے لئے بے شمار طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ابتدائی کوششوں میں یہ ہے کہ عوام کو میڈیا کے ذریعے ڈبہ بند غذاؤں اور مشروبات کی طرف راغب کیا جائے۔ ان میں پیپسی، کوکا کولا اور منرل واٹر سرِ فہرست ہے۔

غذائیت سے بھر پور اشیاء سے لوگوں کو ہٹ کر، برگر، پیزا (Pizza) اور دیگر فاسٹ فوڈ کا عادی بنایا جائے۔ ان چیزوں کے استعمال سے پیٹ تو ضرور بھرا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن انسان کی قوت تولید کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اسکا اندازہ آپ جہاں چاہیں کر سکتے ہیں۔ آپ ایک فاسٹ فوڈ کھانے والے کو دیکھئے، دوسری جانب قدرتی غذاؤں کے استعمال کرنے والے کو دیکھئے۔ دیکھئے

میں فاسٹ فوڈ کھانے والا پھول ہوا نظر آئے گا۔لیکن دونوں کی اندرونی طاقت میں کوئی موازنہ نہیں ہوگا۔اس ابتدائی کام کے بعد ان عالمی شیطانی اداروں نے میڈیا ہی کے ذریعے،اس بات کی محنت کی ہے کہ لڑکیوں کے دلوں میں شادی کی نفرت پیدا کی جائے۔دیر سے شادی کرنا،شادی کے ''جھنجٹ'' میں جلدی نہ پھنسنا،آزاد زندگی جینا،ان سب باتوں کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو فطرت سے ہٹا کر غیر فطری راستوں پر ڈالدیا جائے۔ایک بار جب پٹری تبدیل ہوگئی تو پھر سارا نظام ہی الٹ جاتا ہے۔دیر سے شادی کرنے کے بہت سارے نقصانات ہیں جنکو آپ معاشرے کی خراب صورتِ حال میں مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

نسلوں کی تباہی کا اس سے اگلا مرحلہ یہ ہے کہ شادی ہو جائے تو پہلے سے ہی شیطانی میڈیا نے لوگوں کی ذہن سازی کردی ہے کہ زیادہ بچے ہونگے تو رزق کم ہو جائے گا۔لہٰذا بچے دو ہی اچھے کے نعرے کو ایسا ذہنوں میں بٹھادیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اب اسکو قبول کرچکا ہے،اگر کوئی نہ مانے تو اسکے لئے راک فیلر زنے عالمی ادارہ صحت کے ذریعے متعدد انتظامات کئے ہیں۔مختلف این جی اوز نے ڈاکٹرز کو ہدایات کررکھی ہیں کہ بچے کی پیدائش بڑے آپریشن (Cesarean Birth) سے کی جائے،چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس بے دردی سے بڑے آپریشن کئے جا رہے ہیں۔ان سب کوششوں میں سب سے خطرناک کوشش،پولیو کے قطرے پلانے کے ذریعے ہے۔جس نسل کو یہ قطرے پلائے جارہے ہیں اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔(پولیو کے بارے میں تفصیل راقم نے ''برمودا ٹکون اور دجال'' میں لکھی ہے۔)

قلم کا عام ہو جانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت سے پہلے جان پہچان والے لوگوں کو سلام کرنا،تجارت کا عام ہوجانا،یہاں تک کہ عورت کاروبار میں اپنے شوہر کی مدد کرے گی،رشتہ داریوں کا ٹوٹ جانا،اور قلم کا عام ہوجانا،جھوٹی گواہی کا عام ہونا،اور حق کی گواہی کو چھپانا ہے۔(مسند احمد،مستدرک حاکم،حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے۔)

آثار قدیمہ دیکھنے کی ممانعت

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :لا تدخلوا علی هؤلاء المعذبین الأن تکونوا باکین فان لم

تکونوا باکین فلا تدخلوا علیھم لا یصیبکم ما اصابھم (متفق علیہ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں کے علاقے میں داخل نہ ہو جن پر عذاب نازل کیا گیا، الا یہ کہ تم روتے رہو، اور اگر روتے نہیں تو مت داخل ہو، کہیں تمہیں بھی وہ کچھ نہ پہنچ جائے جو انکو پہنچا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قوم ثمود (حجر) کے علاقے میں آئے، اور اسکے کنویں سے پانی بھرا، اس پانی سے آٹا گوندھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانی بھرا گیا تھا اسکو بہانے کا حکم فرمایا اور آٹا (جو اس پانی میں گوندھا گیا تھا) اونٹ کو کھلانے کا حکم فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اس کنویں سے پانی بھریں، جس سے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں لوگ اصحاب حجر (پتھروں والے) کی جگہ دیکھنے دوڑے چلے جاتے تھے۔ اس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو لوگوں کو آواز دی گئی الصلاۃ جامعۃ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟ یہ سن کر ایک شخص نے آواز لگائی "یا رسول اللہ ہم ان اصحاب حجر پر بڑا تعجب کرتے ہیں"؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب کی خبر نہیں دیتا؟ تم ہی میں کا ایک شخص تمہیں، تم سے پہلے والوں کی خبر دیتا ہے اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اسکی بھی۔ لہذا (دین اسلام پر) ثابت قدم رہو اور سیدھے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی کچھ پرواہ نہ کریگے۔ اور مستقبل میں ایسے لوگ ہونگے جو کسی چیز سے اپنا دفاع نہیں کریگے۔"

(مسند احمد، ج: ۱۸۵۱۶)

فائدہ لوگوں کو جاہلی تہذیب کی طرف راغب کرنے کے لئے آثار قدیمہ کے نام پر جو مہم شروع کی گئی ہے اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر راضی ہونے کے بعد، فراعنہ، موہنجو داڑو، ہڑپا، راجہ داہر، رنجیت سنگھ سے محبت کرنا اور ان پر فخر کرنا، اسلام لانے کے بعد جاہلیت کی طرف لوٹ جانا ہے۔ دشمنان اسلام ان کاموں کے لئے کھربوں ڈالر کے فنڈ بلاوجہ جاری نہیں کرتے۔ وہ اسکا نتیجہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرف

لانے کے بعد اسلام سے انکا رشتہ کس قدر رہ جائے گا۔ میوزیم میں آرٹ کے نام پر بھی شیطانی تہذیبوں کی محبت ذہنوں میں بٹھائی جاتی ہے۔

کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ رہنے کی ممانعت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا بری من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین،قالوا یا رسول اللہ لم؟قال: لا تراء ی ناراھما(رواہ ابو داؤد والترمذی بسند صحیح) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش رکھے۔ صحابہ نے دریافت فرمایا: اے اللہ کے رسول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں۔

فائدہ.....آگ دیکھنے سے مراد گھروں کا دور دور ہونا ہے۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کو ہجرت پر ابھارا ہے کہ انکو کافروں کے ملک میں نہیں رہنا چاہئے۔

عن جریر بن عبد اللہ البجلی،ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من اقام مع المشرکین فقد برئت منہ الذمۃ(رواہ الطبرانی رقم ۲۲۶۱ والبیھقی ۱۷۵۲۸)

ترجمہ؛حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کی وہ ذمہ سے بری ہے۔

عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ (رواہ ابو داؤد بسند صحیح رقم ۲۷۸۷،والطبرانی ۷۰۲۳،والدیلمی ۵۷۵۶)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کافر کے ساتھ اختلاط کیا اور کافروں کے ملک میں سکونت اختیار کی بیشک وہ انہی جیسا ہے۔

فائدہ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ عون المعبود میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں ایسا شخص بعض وجوہ کی بناء پر کافروں جیسا ہے۔ کیونکہ اللہ کے دشمن کی جانب متوجہ ہونا اور اس کو دوست بنانا لازمی طور پر اس مسلمان کو اللہ تعالی سے دور کر دیگا اور جو اللہ تعالی سے دور ہو جائے اس کو شیطان دوست بنالیتا ہے۔ اور اسکو کفر کی جانب لے جاتا ہے۔ علامہ زمخشری نے فرمایا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کیونکہ دوست کی دوستی اور دشمن کی دوستی دونوں ایک دوسرے

کی ضد ہیں، اس حدیث میں دل کو ان اللہ کے دشمنوں ساتھ ہونے سے روکنا ہے۔ اور انکے ساتھ اختلاط اور معاشرت اختیار کرنے سے روکنا ہے۔ (عون المعبود)

عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تساكنوا المشركين ولا تجامعوهم فمن ساكنهم او جامعهم فليس منا. (رواه الحاكم وصححه على شرط البخاري. وقال الذهبي رحمة الله عليه على شرط البخاري و مسلم ورواه الطبراني، والبيهقي، والترمذي)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کافروں کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو اور نہ انکے ساتھ اختلاط کرو، سو جس نے انکے ساتھ سکونت اختیار کی یا انکے ساتھ اختلاط کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اسکو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ نیز اسکو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی، اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے)

''لیس منا'' کا معنی

شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف مدنی'' میں لیس من کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں: ''یعنی وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز تکلم و خطاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لیس منا وعید کا ایسا جملہ تھا جو ان موقعوں پر آپ استعمال فرماتے جہاں صریح و قطعی کفر کی جگہ کفر سے کوئی بہت ہی قریب اور اسلامی زندگی سے بہت ہی بعید حالت کا بتلانا مقصود ہوتا تھا، عام معاصی و فسوق سے یہ حالت زیادہ سخت اور کفر قطعی سے کم ہوتی تھی۔ پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ لیس منا کے یہ معنیٰ کئے جائیں کہ لیس علیٰ ھدینا یا ظاہری منطوق کو چھوڑ کر کوئی اور تاویل کی جائے یا نفی کو نفی کمال پر محمول کیا جائے۔ صاحب شریعت نے جن کاموں کے لئے جو احکام دئے ہیں اور جو الفاظ استعمال کئے ہیں حق نہیں کہ تاویل و توجیہ کر کے انکے لغوی مفہوم کا زور واثر گھٹانے کی کوشش کریں، ایسی کوششیں جنھوں نے کیں انھوں نے مسلمانوں کو اسلام یا ایمان کی عملی زندگی سے محروم کر دیا۔ یہ جو آج تمام عالم اسلام میں دو تہائی مسلمان عملاً ایک قلمرو میں مرجی جہمی زندگی بسر کر رہے ہیں اگر چہ اعتقاداً اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔'' (معارف حضرت مدنی ص:۲۰۵)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

''یہ کیا بات ہے کہ ایک شخص کتنا ہی فاسق و فاجر ہو لیکن اگر چند نزاعی عقائد میں ہمارا ہم داستاں ہوتا ہے تو ہم اس کو دنیا کی سب سے بہتر مخلوق یقین کرتے ہیں؟ اور ایک شخص کتنا ہی صاحب عمل وصلاح ہو لیکن چند اخلاقی جزئیات عقائد میں ہم سے متفق نہیں تو پھر اس سے زیادہ شرالبریہ ہماری نظروں میں کوئی اور نہیں ہوتا؟'' (ایضاً)

آخر میں فرماتے ہیں: ''لیس منا کے صاف معنی یہ ہیں کہ ہم میں سے نہیں یعنی مسلمانوں میں سے نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی کسی جماعت پر بطور جنگ و قتال کے ہتھیار اٹھانا ایک ایسا فعل ہے جس کے کرنے کے بعد انسان مسلمانوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتا''۔ (ایضاً)

نوٹ: کافروں کے ملک میں رہنے سے متعلق فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتابوں میں تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ لیکن آج مسلمان اس معاملے میں بھی احتیاط نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان.** (المائدۃ)۔ ترجمہ: نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

حضرت عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ولیمہ پر مدعو کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اسکے گھر گئے تو گانے کی آواز سنی، چنانچہ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ میزبان نے کہا: کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ''جو جیسے لوگوں کے ساتھ رہا وہ انہی میں شمار ہوگا، اور جو جیسے لوگوں کے عمل پر راضی ہوا وہ انہی میں شریک ہوگا۔ (مسند ابی یعلی)

قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں

عن رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قسمت النار سبعين جزءا للآمر تسعة وستين وللقاتل جزء ا(رواہ احمد ح: ۲۳۷۶۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ کو ستر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انہتر (۶۹) حصے قتل کا حکم دینے والے کے

لئے اور ایک حصہ قاتل کے لئے ہے۔"

مسلمان کے قتل پر مدد کرنے والا

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمۃ لقی اللّٰہ عزوجل مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللّٰہ (سنن ابن ماجہ ۲۷۱۸، السنن الکبری للبیھقی ۱۶۲۹۱)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کلمے کے ایک جز سے بھی کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا" اللہ کی رحمت سے مایوس"۔

فائدہ یہ حال اس شخص کا ہے جس نے کلمے کے ایک جز سے مسلمان کے قتل کی مدد کی یعنی پورا جملہ "اسکو قتل کرو" نہیں کہا۔ بلکہ صرف اتنا کہا "اسکو قت"۔ سوایسے شخص کے بارے میں یہ وعید ہے۔ پھر مشرف، حامد کرزئی، نوری المالکی اور جلال طالبانی جیسے لوگوں کا کیا بنے گا جنھوں نے لاکھوں مسلمانوں کے قتل میں امریکہ کی مدد کی۔ بم برسانے کے لئے ہیاروں کو ہوائی اڈے دیئے۔ کروز میزائل مارنے کے لئے انکے بحری بیڑوں کو اپنا سمندر دیا۔ کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اٹھاون ہزار پروازیں سرزمین پاکستان سے کی گئیں۔ کتنوں کی زبانیں ان قاتلوں کے حق میں چلیں، کتنے قلم مسلمان مقتولین کے خلاف زہر اگلتے رہے اور اگل رہے ہیں۔

کاش! کوئی تو ہوتا جو مقتولین کے قاتلوں کے قتل کے فتوے بھی صادر کرتا۔ کوئی تو ہوتا جو امریکیوں اور انکے معاونین سے قصاص کا مطالبہ کرتا۔ ایسا لگتا ہے کہ سب قاتل کے ساتھ ہیں۔ بے نظیر کا کیا ہے وہ تو مشرف اور اسکا ٹولہ بھی کرتا رہا۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کافروں کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔ ان کافروں کا ساتھ دینے والوں کے بارے میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے؟ کسی کو پرواہ نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سب اندرون خانہ میری قوم کے قاتلوں کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ حکومتیں انہی (قاتلوں) کے اشارہ ابرو سے بنتی بگڑتی ہیں۔ انہی کے لبوں کی جنبش سے عہدے بانٹے جاتے ہیں۔ ظاہری مخالفت، تبصرے اور نعرے ہیں۔ چہرے مختلف ہیں لیکن مدعا سب کا ایک ہے وہ یہ کہ قاتل جو چاہے کرتا رہے لیکن مقتولین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسکے خلاف کوئی عملی قدم اٹھائیں ..... اس سے اسلام بدنام ہو جائے گا۔ یورپ وامریکہ میں پھیلتا اسلام جو عنقریب وائٹ ہاؤس اور ٹین ڈاؤن اسٹریٹ کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا، رک

جائے گا۔ اہل مغرب اسلام سے متنفر ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے لندن و واشنگٹن کے دورے مشکل ہو جائیں گے۔ سو قاتل قتل کرتا رہے زبان سے اسکو برا بھلا کہو ورنہ دل سے بھی برا جان لو تو بھی امتِ محمد یہ سے خارج نہیں ہو گے۔ لیکن مقتولین کے حق میں عملاً کچھ کرنا یہ "حکمت ومصلحت" کے خلاف ہے۔

یا اللہ یا ربنا انا نشکو الیک ضعف قوتنا وقلۃ حیلتنا وھواننا علی الناس .نحن غرباء یا رب العرش العظیم(یااللہ!یار با!ہم اپنی کمزوری،قلتِ تدبیر اور کم مائیگی کا،تجھ ہی سے شکوئی کرتے ہیں۔اے عرشِ عظیم کے رب! ہم غرباء ہیں تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں !اغثنا اغثنا یا مغیث.

مسلمان کے قتل میں مدد تو بہت بڑی بات ہے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس جگہ کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا جہاں ظلماً کسی مسلمان کو قتل کیا جائے، کہ اللہ کی ناراضگی اس جگہ پر آئے تو اور لوگ بھی اسکی لپیٹ میں نہ آجائیں۔

حضرت خرشہ ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مقتول کے پاس موجود نہ ہو ممکن ہے اسکو ظلماً قتل کیا گیا ہو جسکے نتیجے میں اللہ کی ناراضگی آئے اور تم بھی اسکی لپیٹ میں آجاؤ۔(طبرانی)

گرم پتھروں کی طرح فتنے

وعن حذیفۃرضی اللہ عنہ قال:اتتکم الفتن ترمی بالنشف،ثم اتتکم ترمی بالرضف،ثم اتتکم سوداء مظلمۃ .(رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) حسن

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر فتنے آئینگے جو تم پر ہلکے کالے پتھر پھینکیں گے۔ پھر تم پر فتنے آئیں گے جو گرم پتھر پھینکیں گے پھر تم پر ایسے فتنے آئیں گے جو تاریک سیاہ ہونگے۔

فائدہ اسکا یہ مطلب ہے کہ پہلے فتنے قدرے ہلکے ہونگے جو جسم اور دین پر کم اثر انداز ہونگے۔ اسکے بعد آنے والے فتنے پہلے والوں سے زیادہ سخت ہونگے جو جسم اور دین پر زیدہ اثر کریں گے۔ پھر اسکے بعد تاریک سیاہ فتنے ہونگے جن میں حق و باطل کی پہچان بہت مشکل ہوگی۔ لوگ ظاہر دیکھ کر اور افواہیں سن کر باطل کو حق سمجھنے لگیں گے۔

وعن عامر بن واثلۃقال قال حذیفۃرضی اللہ عنہ :تکون ثلاث فتن الرابعۃ

تسوقهم الى الدجال التي ترمي بالنشف والتي ترمي بالرضف والمظلمة التي تموج كموج البحر (مصنف ابن ابی شیبة)حسن

ترجمہ۔ حضرت عامر ابن واثلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تین فتنے ہونگے۔ چوتھا فتنہ ان (لوگوں) کو دجال تک لے جائے گا (وہ تین فتنے یہ ہیں) وہ فتنہ جو ہلکے پتھر پھینکے گا۔ (دوسرا) وہ فتنہ جو گرم پتھر پھینکے گا۔ (تیسرا) سیاہ تاریک فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح موجیں مارے گا۔

فائدہ ... اس روایت سے بھی ہم اپنے اس دور کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہم کس دور سے گذر رہے ہیں۔ ان تین فتنوں کے بعد جو چوتھا فتنہ ہوگا وہ دجال کے آنے تک چلے گا۔ یہ چوتھ فتنہ کون سا ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں اس چوتھے فتنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد سنن ابوداؤد اور مستدرک حاکم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

عن عمير بن هاني قال سمعت عبد الله بن عمر يقول كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قعودا فذكر الفتن فأكثر ذكرها حتىٰ ذكر فتنة الاحلاس فقال قائل وما فتنة الاحلاس يا رسول الله؟قال هي حرَب وهرب ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمي رجل يزعم انه مني وليس مني انما اؤليائي المتقون ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء لا تدع احدا من هذه الامة الا لطمته لطمةفاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافراحتى يصير الناس الىٰ فسطاطين فسطاط ايمان لانفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه فاذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده(مسند احمد ٦١٢٨ ،سنن ابی داؤد، مستدرک حاکم) قال صحيح الاسناد واقره الذهبي رحمة الله عليه

ترجمہ: ''حضرت عمیر رحمۃ اللہ علیہ بن ہانی نے فرمایا میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور انکو تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ احلاس کے فتنے کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا یہ احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ فتنہ فرار، گھربار اور مال کے لٹ جانے کا ہوگا۔ پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیاء تو متقین ہیں، پھر لوگ ایک نااہل شخص پر متفق ہوجائیں گے۔ پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا

کہ امت کا کوئی فرد نہیں بچے گا جسکے تھپیڑے اسکو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائیگا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہیں ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آئے یا کل آئے۔" (ابوداؤد، مستدرک حاکم، مسند احمد)

نوٹ: علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو السلسلۃ الصحیحۃ (نمبر ۹۷۴) میں صحیح کہا ہے۔

فائدہ..... چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ چوتھا فتنہ یہی فتنہ دھیماء ہوگا۔ اس فتنے میں دجال کی دجالیت کے اثرات ہونگے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ بنا دیا جائے گا۔ حق کو باطل اور باطل کو حق دکھلایا جائیگا۔ مسیحا کو دجال، دجال کو مسیحا ثابت کیا جائے گا۔ مجاہد کو دہشت گرد، اور دہشت گرد کو امن و سلامتی کا پیامبر بنا کر پیش کیا جائے گا۔ جن کے دلوں میں وہن (دنیا کی محبت اور موت کا خوف) ہوگا وہ اس راستے کو اختیار کریں گے جہاں انکا جان و مال خطرے میں نہ پڑے۔ نفسانی خواہشات پر آنچ نہ آئے، چنانچہ جو دجالی قوتیں دکھائیں گی یہ اسی کو حق تسلیم کریں گے۔ جبکہ وہ لوگ جو ہر قیمت پر اپنے رب کو راضی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہونگے ..... دنیا کی ہر دولت لٹا کر آخرت کے خزانوں کا سودا دں میں سما چکے ہونگے..... راہِ حق میں آنے والی مشکلات و مصائب بموں، میزائیلوں اور طیاروں کی گھن گرج انکے دلوں پر اتنی برسی ہوگی کہ دل کے کونے کونے سے نفاق کا ذرہ ذرہ اس طرح اڑ گیا ہوگا کہ بس دل میں ایمان ہی جگمگاتا ہوگا۔ ایسے لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور سے بھر دینگے جسکے ذریعے یہ گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی، باطل کو اس طرح پہچان رہے ہونگے جیسے نصف النہار کے سورج کی روشنی میں چیزوں کو پہچانا جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے لوگ الگ ہوتے جائیں گے۔ خالص ایمان والے جن میں ذرہ برابر نفاق نہ ہوگا۔ خالص نفاق والے جن میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ باطل قوتوں کے خوف لالچ کاروباری مصلحتیں نوکری چھن جانے کا ڈر گرفتار ہو جانے کا اندیشہ دنیا کی لمبی چوڑی امیدیں ان تمام چیزوں نے لوگوں کے دلوں سے ایمان کو اس طرح نچوڑ لیا ہوگا کہ ایک قطرہ ایمان بھی دل میں باقی نہ بچا ہوگا۔

●◆●

قومیت اور وطنیت کا فتنہ

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر اس فتنے نے انتہائی مہلک ضرب لگائی ہے۔ اسکے اثرات بالکل ایسے ہیں جیسے ایک زندہ آدمی کے تمام اعضاء کاٹ کر الگ الگ کردئے جائیں، ہاتھ الگ پڑے ہوں، پیر الگ، ٹانگیں الگ ہوں دھڑ الگ، سینہ کہیں پڑا ہو تو سر کہیں۔ قومیت و وطنیت کے فتنے نے امتِ وحدت کی یہی حالت کی ہے۔

قومیت اور اسلام

دورِ جاہلیت میں دوستی اور دشمنی کا معیار قبائلی عصبیت ہوا کرتی تھی۔ مختلف قبیلوں میں اتحاد و مخالفت کی بنیاد پر معاشرتی تعلقات استوار ہوتے۔ قبیلے کے کسی بھی فرد کی کسی سے لڑائی ہو جاتی تو وہ تمام قبیلے کی لڑائی تصور کی جاتی۔ اتحادی قبیلے پر بھی اس قبیلے کی مدد کو آنا ضروری ہوتا، اس بات سے کسی کو کچھ سروکار نہ ہوتا کہ کون ظالم ہے کون مظلوم۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کے بعد تمام بتوں کی نفی کی اور مشرکین عرب نے جتنے بھی بت بنا رکھے تھے لا الٰہ کے ایک ہی وار میں سب کو مسمار کر کے رکھ دیا۔ آقائے دو جہاں، امام انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصورات کو باطل قرار دیا اور تعلقات کی بنیاد کو کلمہ **لا الـٰه الا الله محمد رسول الله** پر استوار کیا۔ قبیلے، قوم اور وطنیت کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بھائی قرار پایا۔ اسکے دکھ درد میں شریک ہونا، اسکا خیال رکھنا حتی کہ اس کے لئے جان تک دے دینے کا اعلان کیا گیا، جبکہ سگے خونی رشتے دار جنھوں نے اس کلمہ کا انکار کیا وہ دشمن قرار پائے۔ کلمہ توحید نے ان سب کے دلوں میں ایسی جگہ بنائی کہ ہر ایک کا مرنا جینا اسی کلمے کی خاطر ہو گیا۔ جو اس کلمے کا ہوا وہ انکا ہوا اور جس نے اسکا انکار کیا وہ انکا دشمن بنا۔ انکی محبت اس کلمے کے لئے تھی اور نفرت بھی اسی کی خاطر۔ دوستی بھی اسی کے لئے اور دشمنیاں بھی اسی کی بنیاد پر قائم ہوئیں۔ کوئی روم سے آیا تھا تو کوئی فارس سے لیکن کلمہ پڑھ لینے کے بعد سب ایک جان ہو گئے۔

وہ عرب جو پہلے قوموں اور قبیلوں کی آواز پر جنگ و جدل کیا کرتے تھے اب انکا نعرہ بھی کلمہ تھا۔ اسی کی خاطر جنگ تھی اسی کی خاطر صلح۔ جو اس کلمے کی خاطر جان دے گیا زبانِ نبوت

سے اسکے لئے بشارتوں کا اعلان ہوا اور جس نے اس کلمے کے علاوہ کسی تعصب کی بنیاد پر جان دی وہ ناکام قرار پایا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرب قومیت کی بنیاد پر جہاد میں شریک ہوئے اور مارے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جہنمی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو صرف وہی لوگ پسند ہیں جنکا سب کچھ بھی کلمہ ہو۔ اسکے علاوہ تمام تعلقات عصبیت و جاہلیت ہیں۔ قتل و قتال معیوب چیز ہے لیکن اس کلمہ کی سربلندی اور دین کے نفاذ کی خاطر ہو تو اس عمل پر فرشتے بھی سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی اداؤں کی قسمیں کھاتے ہیں، انکے بارے میں درجات کی بلندی کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنی قوم، قبیلے یا وطن کی نیت سے جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ عصبیت اور جاہلیت ہے۔ اور اس پر جان دینے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

وطنیت بمقابلہ اسلام

دشمنانِ اسلام نے امتِ مسلمہ کو خلافت سے محروم کر کے پچاس سے زائد ٹکڑوں میں بکھیر کر رکھ دیا اور ہر ریاست پر اپنے کٹھ پتلی حکمران بٹھا دیئے۔ یہ حکمران یہودی ماؤں کی گودوں میں پلے بڑھے، اسلام کی نفرت دلوں میں لئے جوان ہوئے۔ اور ساری عمر یہودیت کے وفادار رہے۔ انھوں نے اپنی عوام کو وہی درس دیا جو انکی یہودی ماؤں نے انکو گھٹی میں پلایا تھا۔ چنانچہ اپنے اپنے ملکوں میں انھوں نے اسلامی تصور کے بجائے وطنیت اور قومیت کا تصور دیا۔ وطنیت کے بت نے مسلمانوں کو اپنے سحر میں کچھ اس طرح جکڑا کہ دارالحرب میں رہنے والے مسلمان بھی کافروں کے ملک سے وفاداری کا حلف اٹھانے لگے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے مقابے وہ اس کافر ملک کی جانب سے لڑنے لگے اور اسکو کوئی گناہ بھی تصور نہیں کرتے۔ حالانکہ بغیر شرعی ضرورت کے انکے لئے دارالحرب میں رہنا ہی جائز نہیں۔

اس طرح دشمنانِ اسلام نے وطنیت کا بت بنا کر امتِ وحدت کو جو مشرق سے مغرب تک ایک اسلامی لڑی میں پروئی ہوئی تھی، بکھیر کر رکھ دیا۔ شرعی مسائل جنکی بنیاد اسلام اور کفر کے بنیادی تصور پر قائم تھی اب وطنیت پر ہونے لگی۔ ان مسائل کو بالکل ہی فراموش کر دیا گیا جو دنیا کے ہر حصے میں بسنے والے مسلمان کو امتِ محمدیہ کا حصہ قرار دیتے تھے۔ بلکہ اب اسکو امت کا حصہ بنانے کے بجائے کسی دوسرے وطن کا باشندہ قرار دے کر کافروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ملک کے مسلمانوں پر اگر کوئی تکلیف آئی تو انکے پڑوس کے مسلمان اپنے ہنگاموں میں مست رہے۔ کسی مسلم ملک پر کافروں نے چڑھائی کی تو باقی مسلمان سوئے رہے۔ قرآن وسنت کے مطابق یہ حملہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر حملہ تھا لیکن ان حکمرانوں نے جس نئی شریعت کو اپنی عوام کے لئے رائج کیا تھا اسکے مطابق یہ ایک دوسرے ملک کے مسلمانوں کا مسئلہ تھا اور انکے زمینی حقائق اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے بارے میں سوچتے۔

اس طرح یہود و نصاریٰ ایک کے بعد ایک مسلم ملک پر اپنی حاکمیت قائم کرتے گئے۔ مسلمانوں کے وسائل، علمی درسگاہیں، اور اعلیٰ ذہنوں پر قابض ہوتے رہے۔ بالآخر وہ دن بھی آپہنچا کہ جب اللہ کے دشمن، یہود نے پچاس سے زائد مسلم ملکوں کے ہوتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں قبلۂ اول پر قبضہ کرلیا۔ قبلۂ اول پر قبضے سے بھی عالم اسلام بیدار نہ ہوا۔ اس موقع پر اگر چہ بعض عرب ملکوں نے عرب قومیت کا بت اٹھا کر اسرائیل کے ساتھ جنگ کی لیکن انکے بت انکے کچھ کام نہ آسکے۔

بات قبلۂ اول تک ہی محدود نہ رہی بلکہ یہود و نصاریٰ، حرمین شریفین مکہ اور مدینہ کے اردگرد بھی پہنچ گئے۔ جس سرزمین سے انکو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالنے کا حکم دیا تھا ۱۴۰۰ سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پھر اس زمین پر آچکے تھے اور تمام لاؤ لشکر ساتھ لائے تھے۔ اسکو اسلام دشمن قوتوں کی محنت کہا جائے یا اپنی سستی کہ وطنیت کا نعرہ لگا کر بھی مسلمان خود کو مسلمان سمجھتا ہے۔ حالانکہ اسلام اور وطنیت اسی طرح ہیں جس طرح اسلام اور لات و منات کے بت۔ وطنیت ایک بت ہے جسکو عالمی فتنہ گروں نے تراشا ہے۔

دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ اول و آخر اسلام۔ دین حنیف کا مزاج اتنا حساس ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں سے سو فیصد خالص ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ملاوٹ (شرک) کا معمولی سا شائبہ بھی اسکے مزاج کو گوارا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اعلان فرمادیا یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوت الشیطان۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور (کچھ اسلام اور کچھ دیگر بتوں کو دل میں بسا کر) شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو۔

چنانچہ اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہ رہے ہو اسکے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کرو تو وطن کو چھوڑ کر مسلمانوں کی مدد کی جائے گی۔ اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہتے ہو

اسکو چھوڑ کر چلے جاؤ تو اس حکم کو بجالانا واجب ہوگا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کی اسلام کو بھی مانتے رہیں اور دل میں وطنیت کا بت بھی سجائے رکھیں۔ اسلام ہندومت، عیسائیت یا یہودیت نہیں، یہ دین حنیف ہے جو صرف اور صرف اپنے ماننے والوں کو اپنا دیکھنا چاہتا ہے۔ جن دلوں میں اسکے علاوہ کسی بھی بت کی محبت ہو وہ دل رد کردیا جائے گا۔ چنانچہ انبیاء کی تاریخ شاہد ہے کہ جب انکی قوم نے انکو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو ہجرت کا حکم فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے سب سے پہلے وطن کا نعرہ نہیں لگایا۔ بلکہ دین کو مقدم رکھا۔ اور وطن چھوڑ کر چلے گئے۔

وطن کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ انسان جہاں پلا بڑھا ہوتا ہے، جن گلیوں میں کھیلتا کودتا ہے اسکی محبت دل میں فطری بات ہے۔ اس کو چھوڑ کر کہیں اور جاکر آباد ہونا انتہائی مشکل کام ہے۔ لیکن یہ محبت ایسی ہی ہے جیسے مال و دولت اور عزیز و اقارب کی محبت۔ جس طرح مال و دولت کے لئے یہ نعرہ نہیں لگایا جاسکتا کہ سب سے پہلے مال و دولت بعد میں اسلام، اسی طرح وطنیت کا نعرہ لگانے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کو وطن چھوڑ کر کشتی میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور یہ دعا سکھلائی

فقل الحمد للہ الذی نجنا من القوم الظلمین وقل رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین.

ترجمہ: تو آپ کہئے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔ اور کہئے اے ہمارے رب ہمیں برکت والی جگہ میں اتاریئے اور آپ سب سے بہتر اتارنے والے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑنے کے بعد اعلان کیا: **وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین** اور کہا بیشک میں اپنے رب کی طرف جارہا ہوں وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔

انکے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف ان سب کو اپنا دین بچانے کے لئے اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑی۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اور اعلان کردیا گیا کہ جو وطن کے مقابلے اسلام کو اختیار کریگا وہی مسلمان سمجھا جائے گا اسکے بغیر ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

اس کے برخلاف اللہ کے دشمنوں نے ہمیشہ وطنیت کو اللہ والوں کے خلاف اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ کبھی لوگوں کو وطنیت پر ابھار کر حق والوں کی مخالفت پر اکٹھا کیا تو کبھی اللہ

والوں کو اپنے ملک سے نکال دینے کی دھمکی دیتے رہے۔

وقال الذین کفروا لرسلهم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا

ترجمہ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنی سرزمین سے ضرور نکال کر رہیں گے یا ضرور تم ہماری مت میں واپس لوٹ آؤ گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو انکی قوم کے سرداروں نے کہا **قال الملأ الذین استکبروا من قومه لنخرجنک یا شعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا**

ترجمہ: انکی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو ضرور اپنی بستی سے نکال کر رہیں گے یا ضرور تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ گے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کے جواب میں انکی قوم نے کہا: **وماکان جواب قومه الأان قالوا اخرجوهم من قریتکم انهم أناس یتطهرون**

ترجمہ: اور ان (لوط) کی قوم کا جواب یہی تھا کہ کہنے لگے انکو اپنی بستی سے نکال دو بیشک یہ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی کفار نے یہی حربہ استعمال کرنا چاہا: **واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر الله والله خیر المکرین.**

ترجمہ: اور جب آپ کے خلاف کافر سازش کر رہے تھے تا کہ آپ کو گرفتار کریں یا قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں اور وہ سازش کر رہے تھے اور اللہ تعالی بھی تدبیر فرما رہے تھے اور اللہ ہی بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔

اہل عقل کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے کہ مکہ مکرمہ جیسا مقدس شہر جہاں بیت اللہ ہے، جو تمام مسلمانان عالم کا مرکز ہے، اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس شہر سے کتنی محبت تھی جسکا اظہار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اس سب کے باوجود اسکو چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اور فتح مکہ کے بعد بھی کسی مہاجر کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ مکہ میں مستقل سکونت اختیار کر سکیں۔ کسی مسلمان نے مکہ مکرمہ کے فضائل، اسکی جغرافیائی اور تاریخی اہمیت کو بیان نہیں کیا بلکہ سب نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہر محبت، عقیدت اور خواہش کو قربان کر دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے لئے اصول وضوابط بنائے ہیں انہی کی روشنی میں ہمیں اپنے عقائد، معاملات اور تعلقات استوار کرنے ہونگے۔ ان اصول وضوابط سے ہٹ

کرنہ کوئی عقیدت قابلِ قبول ہے اور نہ محبت ۔ پھر بھی اگر کوئی اسلام کے مقابے ان چیزوں کو دل میں بسائے رکھے تو وہ طاغوت کی پوجا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس طاغوت کی خاطر جنگ کرتا ہے تو وہ جاہلیت (گمراہی) ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لئے ہو۔

کیا وطن کی محبت ایمان ہے؟

لوگوں میں وطن کے حوالے سے جو یہ مشہور ہے کہ حدیث میں آیا ہے وطن کی محبت ایمان ہے (حب الوطن من الایمان) یہ موضوع ہے۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع'' میں فرمایا: لا اصل له عند الحفاظ یعنی حفاظ حدیث کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امام صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو'' الموضوعات للصغانی'' میں موضوع کہا ہے۔

جاننے کے باوجود اس کو حدیث کے طور پر بیان کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر بہتان ہے، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان گھڑا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

جہاد کیا ہے؟

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سوال کیا'' **یا رسول الله ما القتال فی سبیل الله فان احدنا یقاتل غضبا، ویقاتل حمیة فرفع الیه رأسه فقال من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله**(متفق علیہ)

ترجمہ: اے رسول اللہ! اللہ کے راستے میں قتال کس کو کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی کسی ذاتی غصے کی وجہ سے قتال کرتا ہے، اور کوئی کسی (قومی، وطنی لسانی) غیرت کی وجہ سے قتال کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سائل کی طرف اٹھایا اور فرمایا: جس نے اسلئے قتال کیا کہ اللہ کا کلمہ (دین) بلند ہو تو وہ اللہ کے راستے میں قتال کرنے والا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ومن قاتل تحت رأیة عمیة او یغضب لعصبة او یدعو الی عصبة او ینصر عصبة فقتل فقتلة جاهلیة**(مسلم شریف)

ترجمہ اور جس نے ایسے جھنڈے کے تحت قتال کیا جسکا مقصد واضح نہ ہو، یا کسی (قومی، لسانی یا خاندانی) عصبیت کی بنا پر غصہ ہو، یا کسی تعصب کی طرف لوگوں کو بلائے اور کسی تعصب کی بنیاد پر مدد کرے اور قتل ہو جائے تو یہ معصیت (گمراہی) کی موت مرا۔

اس حدیث شریف سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں جن سے بچنا ضروری ہے

1 جوایسی جنگ لڑے جسکا مقصد واضح نہ ہو۔ یا اسکو یہ علم نہ ہو کہ وہ کیوں اور کس کے لئے جنگ کر رہا ہے۔

2 کسی بھی قسم کا تعصب، مثلاً قومی، لسانی، وطنی، خاندانی، ان میں سے کسی کی بنیاد پر غصہ ہونا۔

3 مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی جانب لوگوں کو دعوت دینا یا جماعت بنانا۔

4 ۔ ان تعصبات کی بناء پر کسی کی مدد کرنا۔

اگر کوئی بھی مسلمان مذکورہ حالتوں میں سے کسی حالت میں مارا گیا تو اسکی موت اللہ کی نافرمانی کی حالت میں ہوگی۔

آج کل لوگ مختلف تعصبات کی بناء پر لڑائیاں لڑتے ہیں اور اسکو جہاد کا نام دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑا جائے۔ اس مقصد کے لئے جان دینے والے شہید کہلائیں گے۔ ورنہ یوں تو ہندو بھی مجاہدین کشمیر کے مقابلے مرے جانے والے فوجیوں کو شہید کہتے ہیں۔

◆●◆

ایمان اور نفاق

عن علی رضی اللہ عنہ قال"ان الایمان یبدوا لُمظة بیضاء فی القلب، فکلما ازداد الایمان عِظماًازداذلک البیاض،فاذااستکمل الایمان ابیض القلب کلہ،وان النفاق یبدو لُمظةفی القلب،فکلما ازداد النفاق عظماازداذلک سوادا،فاذااستکمل النفاق اسودالقلب کلہ،وایم اللہ،لو شققتم عن قلب مؤمن لوجدتموہ ابیض ولو شققتم عن قلب منافق لوجدتموہ اسود۔"(رواہ البیقھی فی شعب الایمان رقم۳۸،وابن المبارک فی الزھد رقم ۱۴۳۰ وابن ابی شیبۃ رقم ۳۰۳۲۱۔)

ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"بیشک دل میں ایمان تھوڑی سی سفیدی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے،پھر جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا ہے اس سفیدی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے،اس طرح جب ایمان کامل ہوجاتا ہے تو دل مکمل سفید ہوجاتا ہے،اور بیشک نفاق بھی دل میں تھوڑا سا ظاہر ہوتا ہے،پھر جیسے جیسے نفاق بڑھتا ہے دل کی سیاہی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے،سو جب نفاق مکمل ہوجاتا ہے تو سارا کا سارا دل سیاہ کالا ہوجاتا ہے،اللہ کی قسم اگر تم مؤمن کا دل چاک کرکے دیکھو تو اسکو سفید پاؤ گے،اور اگر منافق کا دل چیر کر دیکھو تو کالا پاؤ گے۔"

نفاق کی نشانیاں

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :اربع من کن فیہ فھو کان منافقا خالصاومن کانت فیہ خصلة منھن کانت فیہ خصلة من النفاق حتیٰ یدعھا :اذااتمن خان ،واذا حدث کذب،واذاعاھد غدر،واذا خاصم فجر (متفق علیہ.بخاری باب علامۃ النفاق)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:چار چیزیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔اور جس میں ان (چار) میں سے ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔یہاں تک کہ اس کو چھوڑ

دے۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔ (متفق علیہ)

فائدہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ اگر معاملہ ایسا ہو تو پھر کیا؟ اللہ سے کیا گیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عہد۔ اگر کوئی مسلمان اس عہد کی خلاف ورزی کرے تو اسکو کیا کہا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں سے عہد لیا ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اللہ کے علاوہ امریکہ اور آئی ایم ایف کو رب ماننے لگے تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو حاکم تسلیم کر لیا جائے، غیر اللہ سے خوف کھایا جائے، یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کے بارے میں بندہ اپنے رب سے عہد کرتا ہے۔

نفاق کی ایک علامت......نہ جہاد کیا نہ جہاد کی تیاری

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات علىٰ شعبة من نفاق (اخرجه مسلم رقم ٩١٠ ، واحمد ٨٨٥٢، ابو داؤد ٢٥٠٢، بخاری فی "التاریخ الکبیر، والنسائی ٣٠٩٧، والحاکم ٢٤١٨، والبیهقی ١٧٧٣٠)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس حال میں مر گیا کہ نہ جہاد کیا، اور نہ جہاد کے لئے خود کو تیار کیا، وہ نفاق کی ایک خصلت پر مرا۔

فائدہ... شارح مسلم شریف، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسکی تشریح میں فرماتے ہیں:

(مات علىٰ شعبة من نفاق): والمراد ان من فعل هذا فقد اشبه المنافقين المتخلفين عن الجهاد في هذا الوصف فان ترك الجهاد احد شعب النفاق.

(شرح النووي علىٰ مسلم، باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه)

ترجمہ: اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے ایسا کیا، تحقیق کہ وہ اس وصف میں، ان منافقین کی طرح ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہتے تھے، کیونکہ جہاد چھوڑنا نفاق کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیۃ السندھی علی سنن النسائی میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں **قوله (ولم يحدث نفسه) قيل بأن يقول في نفسه يا ليتني كنت عازيا او المراد ولم ينو الجهاد وعلامته اعداد الآلات قال تعالى ولو ارادوا الخروج**

لأعدوا له عدة

ترجمہ: (اور نہ خود کو جہاد کے لئے تیار کیا)۔۔۔اسکے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے دل میں یوں کہے کاش! میں غازی ہوتا۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے جہاد کی نیت بھی نہ کی۔ اور اس نیت کرنے کی نشانی سامانِ جہاد کا تیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر وہ (جہاد میں) نکلنے کا ارادہ رکھتے تو کچھ ساز و سامان تیار کرتے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقات" میں فرماتے ہیں: **والمعنیٰ لم یعزم علی الجهاد ولم يقل يا ليتني كنت مجاهدا وقيل معناه لم يرد الخروج وعلامته في الظاهر اعداد آلته قال تعالىٰ ولو ارادوا الخروج لأعدوا له عدة ويؤيد قوله (مات علىٰ شعبة من نفاق)ای نوع من انواع النفاق أی من مات علی هذافقد اشبه المنافقين المتخلفين عن الجهاد ومن تشبه بقوم فهو منهم وقيل هذا كان مخصوصا بزمانه والاظهر أنه عام .** (مرقات المفاتيح،باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه)

ترجمہ: اسکے معنی یہ ہیں کہ جہاد کا عزم نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ کاش! میں مجاہد ہوتا، اسکے معنی میں یہ بھی کہا گیا کہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ نہیں کیا، اور اس ارادے کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ جہاد کا ساز و سامان تیار کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اگر وہ (منافقین) جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اسکے لئے کچھ تو ساز و سامان تیار کرتے۔" اس بات کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی کرتا ہے: (نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا) یعنی جو اس حالت میں مرا وہ ان منافقین کے مشابہ ہوگیا جو جہاد سے پیچھے رہا کرتے تھے۔ اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا۔ جبکہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے۔

کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہنا

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أذا قال للآخر كافر فقد كفر احدهما ان كان الذي قال له كافرا فقد صدق وان لم يكن كما قال له فقد باء الذي قال له بالكفر (رواه البخاري في الادب المفرد وقال البانيرحمةالله عليه صحيح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی (مسلمان) نے دوسرے (مسلمان) کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہے۔ جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے، تو یہ کہنے والا سچا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے، تو اس کہنے والے پر یہ کفر لوٹے گا۔ (اسکو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جسکو کافر کہا گیا اگر اس میں کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے کوئی بھی مسلمان دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جنکو نواقض ایمان (ایمان توڑ دینے والی) کہا جاتا ہے، پھر تو اس کہنے والے پر کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر اس شخص سے ایسا کوئی قول یا فعل سرزد نہیں ہوا، جو اس کو دین اسلام سے خارج کر دے، تو پھر اس کہنے والے نے بہت بڑا ظلم کیا، اور یہ کہا یعنی اس کا گناہ اور وبال اس کے اوپر پلٹ کر آئے گا۔ واللہ اعلم

اسی طرح کسی مسلمان کو بغیر ثبوت کے منافق کہنے کا حکم ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک حاکم نے اپنے کسی سپاہی کو منافق کہدیا۔ امیر المومنین نے اسکے خلاف عدالت بٹھا دی۔ جب ثابت ہو گیا کہ جسکو منافق کہا گیا ہے وہ منافق نہیں ہے بلکہ حاکم نے بغیر ثبوت کے اسکو منافق کہا تھا، تو امیر المومنین نے اس حاکم کو کوڑے لگوانے کا حکم صادر فرما یا۔ لیکن پھر اس سپاہی نے معاف کر دیا۔

چنانچہ اس بارے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ صرف شک کی بنیاد پر کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس کا وبال خود اپنے اوپر پڑے اور اللہ تعالی کی ناراضگی آجائے، بہت نقصان کی بات ہے۔ دین کی سربلندی کے لئے کام کرنے والوں کو ہر معاملے میں شریعت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ کے حکم پر نہ تو غصے کو غالب آنے دیا جائے، نہ انتقام کو اور نہ کسی ذاتی خواہش کو۔ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والوں کی ہر ادا، اللہ کی رضا کے تابع ہونی چاہئے۔ خصوصاً ذمہ دار حضرات اپنے مامورین کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہیں۔ کیونکہ مامورین اس بات کو ہر مجلس میں بیان کریں گے۔ اس سے فتنے پھیلیں گے۔ دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے نازک معاملات صرف ذمہ داران کی حد تک رہنے چاہئیں۔ ضروری نہیں کہ ہر سچ بات سب کو بتائی جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں اتنا ہی ڈالیے جتنا وہ ہضم کر سکیں۔ الولاء والبراء کی جن بحثوں کی مبادیات کا بھی عوام کو علم نہیں، اسکے مطابق فوراً احکامات صادر کریں گے تو لوگ رد کر دینگے۔ نیز دشمنوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہ تو دانشمندی ہے اور نہ ہی بہادری۔

مجاہدین کو تحریک بالا کوٹ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ انگریزوں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ''وھابی'' ہونے کا پروپیگنڈہ کر کے اس تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔ لہٰذا آج آپ کے خلاف امریکہ تکفیری اور خارجی کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ علماءِ حق کو اعتماد میں لیں تاکہ وہ اس سازش کو توڑ سکیں، نیز آپ کو اس بارے میں پاکستانی مسلمانوں کے حالات و مزاج کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بے احتیاطی کی وجہ سے جہاد کو نقصان پہنچے۔ اللہ ہم سب کو اہل سنت والجماعت کے راستہ سے چمٹا رہنے والا بنائے اور ہماری ذات سے دین کے معاملے میں خیر پیدا فرمائے اور ہر قسم کی فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

عالمِ اسلام کے ناسور ... منافقین

جعفر ابن حیان کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اب کوئی نفاق (منافق) نہیں ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے پاک ہوں تو یہ میرے لئے زمین بھرے سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ (صفة النفاق وذم المنافقين للفريابی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ نفاق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ منافقین آج بھی موجود ہیں۔ متاخرین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ نفاق ہر زمانے میں موجود اور زندہ ہے، اور منافقین کا وجود کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں۔ انکے نزدیک نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ نفاق اعتقادی دوسرا نفاق عمل اور نفاق اخلاق۔ نفاق اعتقادی اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا لیکن نفاق عمل و اخلاق اب بھی موجود ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس وقت نفاق بکثرت موجود ہے۔ چنانچہ الفوز الکبیر میں منافقین کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر آپ منافقوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حکومتی لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کو دیکھیں کہ کس طرح اللہ کی مرضی پر امراء کی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں''۔ (فوز الکبیر)

نفاق قیامت تک باقی رہے گا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلیل ہے جو پیچھے گذر چکی۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ دجال سے کچھ پہلے لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

ایک خالص ایمان والوں کا خیمہ دوسرا خالص نفاق والوں کا خیمہ۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا نفاق اب بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا ''لو خرجوا من ازقة البصرة لاستوحشتم فیها'' کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں سے نکل جائیں تو تمہارا یہاں دل بھی نہ لگے۔(صفة النفاق وذم المنافقین للفریابی)

اپنے بارے میں نفاق سے ڈریئے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں مستقل باب باندھا ہے جسکا نام ہے ''باب خوف المؤمن من ان یحبط عمله وهو لایشعر ''(مومن کا اپنے اعمال ضائع ہونے کا خوف کرنا کہ اس کو احساس بھی نہ ہو)۔اس باب کی تشریح میں حاشیہ سندھی میں محدث ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''ای خوفه من ان یکون منافقا (یعنی مومن کا اپنے بارے میں اس بات کا خوف کرنا کہ کہیں وہ منافق نہ ہو گیا ہو)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی مُلَیکة قال ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم کلهم یخاف النفاق علیٰ نفسه ما منهم احد یقول انه علی ایمان جبریل ومیکائیل.

ترجمہ:حضرت ابومُلیکہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا۔وہ سب اپنے بارے میں نفاق کا خوف کرتے تھے۔ان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ وہ جبرائیل ومیکائیل کے ایمان جیسا ایمان رکھتا ہے۔''

معلیٰ ابن زیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حسن بصری کو اللہ کی قسم کھاتے سنا کہ کوئی مومن ایسا نہیں گذرا جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہ ڈرتا ہو اور کوئی منافق ایسا نہیں گذرا جو اپنے بارے میں نفاق سے مطمئن و مامون نہ ہو۔اور وہ فرماتے تھے کہ جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہیں ڈرا وہ منافق ہے۔(صفة النفاق وذم المنافقین للفریابی)

ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مومن کی صبح یا شام اس کے بغیر نہیں گذرتی کہ وہ اپنے بارے میں منافق ہونے کا خوف نہ کرتا ہو۔(حوالہ مذکورہ)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین زیادہ شری یا آج کے:عن حذیفة رضی الله عنه

قال ان المنافقين اليوم شر منهم على عهد النبى صلى الله عليه وسلم كانوا يو مئذيسرون واليوم يحهرون(الصحيح البخاری ۱۳ ۱ ۲/۷)

ترجمہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک آج کے منافقین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین سے زیادہ شری ہیں۔ وہ اس دور میں (اپنا نفاق) چھپاتے تھے، اور آج (منافقین) اپنا نفاق ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ ..اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس دور کے منافقین کی حالت دیکھ لیتے جنکا نفاق اتنا واضح ہے کہ زبانوں سے رال کی طرح ٹپکتا رہتا ہے، تو کیا فرماتے؟ یہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعوی کرتے ہیں لیکن اس میں بیان کی گئی حدود کو، جاہلیت، وحشت، درندگی اور انسانیت کی توہین نظر آتی ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حمىٰ مؤمنا من منافق اراه قال بعث الله ملكا يحمى لحمه يوم القيامةمن نار جهنم(سنن ابی داؤود)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اسکے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

قال عمر رضى الله عنه :مااخاف عليكم احدرجلين: رجل مؤمن قدتبين ايمانه، ورجل كافر قد تبين كفره ولكن اخاف عليكم منافقا يتعوذبالايمان ويعمل غيره(صفة النفاق وذم المنافقين للفريابى)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں دو لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ڈرتا، ایک مؤمن آدمی جس کا ایمان واضح ہو چکا ہو، دوسرا کافر جس کا کفر واضح ہو چکا ہو، البتہ میں تمہارے بارے میں اس منافق سے ڈرتا ہوں جو ایمان کو آڑ بناتا ہے اور عمل اسکے منافی کرتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو نقصان اسلام کو منافقوں نے پہنچایا ہے، وہ یہود و نصاریٰ اور ہنود مل کر بھی نہیں پہنچ سکے۔ آج عالم اسلام پر یہود و ہنود کی بالادستی صرف اور صرف انہی منافقین کی بدولت ہے۔ ہر ملک میں یہودیوں نے ایسے منافق بٹھا رکھے ہیں، جو بات تو ہماری زبان میں کرتے ہیں لیکن انکے دل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ عالم اسلام کے بیش قیمت وسائل کو کوڑیوں کے داموں بیچ کر صرف اپنے اقتدار کو دوام دیتے

ہیں، امت مسلمہ کو گلی گلی، شہر شہر اور دنیا کے ہر حصے میں ذلیل کرانے کی ذمہ داری انہی نے اٹھا رکھی ہے۔انھوں نے مسلمانوں کی آزادی، عزت نفس، ایمانی غیرت اور دینی حمیت کو ٹکوں کے بدلے نیلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر منافقین کے حال کو بہت کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ قرآن میں غور کریں اور اللہ کے دشمنوں سے خود کو بچائیں۔

انکو پہچانیئے یہ کون ہیں، جو اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ کے احکامات انکو اچھے نہیں لگتے ؟ یہ کون ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو دوست بناتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قادیانیوں کو برابر کے حقوق دینے کے مطالبے کرتے ہیں؟ یہ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، لیکن اس کتاب میں موجود اسلامی سزاؤں کو، کھلے عام دہشت، جاہلیت اور درندگی کا نام دیتے ہیں؟

خدارا! اب حق و سچ کہنے کا وقت ہے ...اگر کہنے کی طاقت نہیں تو کھلے دل سے سن تو لیجئے۔ آخر کب تک اپنی جماعت اور اپنے چاہنے والے کے پیچھے صرف اسلئے بھاگتے رہیں گے کہ آپ کے دل میں، انکی عقیدت کا مندر بنا ہوا ہے..... یہ اپنائیت جو اسلام کے مقابلے میں آجائے کہیں ہمیں لے ہی نہ ڈوبے۔ ..... یہ اپنائیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں آجائے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ کس کی لاج رکھیں گے، دل میں سجے مندر کی یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ دل سے پوچھئے... دل کے بند دریچوں کو کھول کر اس دل سے سوال کیجئے اللہ نہ کرے، اگر ایسا وقت آجائے کہ ایک طرف امام مہدی کا لشکر ہو اور دوسری جانب وہ، جس سے آپ کو انتہائی عقیدت و محبت ہے، تو آپ کس کو چھوڑ دینگے اور کس کو اختیار کرلیں گے؟ کس سے راضی ہونگے اور کس سے ناراض ہو جائیں گے؟

ان صحابہ کو یاد کیجئے جن سے محبت کا دعویٰ ہے.....میدان جنگ ہے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، کافروں کی کھوپڑیاں نیزے کی انیوں پر اچھالی جارہی ہیں شمع نبوت کے پروانے... عشق نبی میں سب کچھ قربان کردینے کے لئے نکل آئے ہیں بیٹے کے سامنے اسکا باپ آجاتا ہے اب ایک طرف باپ اور دوسری جانب اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ جو بھی کافروں کی طرف سے لڑے اسکی گردن ماردو۔ آپ خود سے سوال کیجئے اپنا ایمان جانچنے کے لئے۔ اٹھی ہوئی تلوار کے سامنے وہ ہے جس سے آپکو سب سے زیادہ محبت ہے ناراض نہ ہوئیے دل کو جھنجوڑ کے پوچھئے......میں بھی خود سے پوچھتا ہوں.. کہ اے نفاق میں

لت پت دل !اس وقت تیرا کیا ردعمل ہوگا جب تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابے میں کوئی ایسا کھڑا ہوگا، جس کو تو پوجا کی حد تک چاہتا ہے؟ اے میرے دو غلے دل! جان کیوں چراتا ہے بتا تو سہی تجھے اللہ ہی سب سے محبوب ہیں یا تیرے اندر واقعی صنم کدے آباد ہیں؟۔

میں جو سربسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

مؤمن ومنافق کا گناہ

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال المؤمن یریٰ ذنوبه کأنه قاعد تحت جبل یخاف ان یقع علیه وان الفاجر یریٰ ذنوبه کذباب مرّ علیٰ انفه فقال به هٰکذا. (صحیح بخاری، رقم: ۲۳۰۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا ''مومن اپنے گناہ کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہے، ڈرتا ہے کہ کہیں یہ (گناہ کا پہاڑ) اسکے اوپر گر ہی نہ جائے، اور فاجر (منافق) اپنے گناہ کو اس طرح (بے اعتنائی سے) ٹال دیتا ہے، جیسے مکھی کو جو اسکی ناک کے پاس سے گذرے۔ (بخاری شریف)

فائدہ: مومن سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ توبہ واستغفار کرتا رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ جبکہ فاجر ومنافق گناہ کے بعد کہتے ہیں ہم نے کون سا گناہ کرلیا جو آسمان ٹوٹ پڑے۔ قرآن کریم نے بھی منافقین کی اس بری عادت کو بیان کیا ہے۔ ''**واذا قیل لهم تعالوا یستغفر لکم رسول الله لووا رؤوسهم و رأیتهم یصدون وهم مستکبرون**''.

ترجمہ: اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے استغفار کردیں، تو مذاق سے سروں سے اشارے کرتے ہیں، اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رکتے ہیں۔

منافقین یہ سمجھتے تھے کہ انھوں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں، جو انکے لئے استغفار کی جائے۔ یہ انکا جہل، خوش فہمی اور انتہائی غفلت تھی کہ انھیں اپنے ایمان کے تباہ ہو جانے کا احساس بھی نہ تھا۔ اس دور میں بھی کتنے ہی ایسے مل جائیں گے جو اللہ سے جنگ کرنے کے باوجود بھی دعوے کرتے ہیں کہ وہ تو پکے سچے مسلمان ہیں انکے لئے بیت اللہ کے دروازے کھلتے ہیں۔

قسم اس ذات کی جو بیت اللہ کے طواف کرنے والوں کے دلوں سے واقف ہے، وہ شخص

کیسے مؤمن ہوسکتا ہے جو اسلامی احکامات کا مذاق اڑائے، گمراہی کی سرپرستی کرے، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے مل کر بے گناہ مسلمانوں کا خون بہائے۔

نفاق کے بارے میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے خوف کا یہ عالم تھا تو ہم سیاہ کار کس زمرے میں آتے ہیں۔ جو کفر کی بالا دستی بھی قبول کر لیتے ہیں، نبی آخرالزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی بھرے پیٹوں برداشت کر جاتے ہیں، امت کی بیٹیوں کو زندہ بھسم کر دیا جائے، یا کافر اٹھا کر لیجائیں ہمارے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسلام کے بدترین دشمنوں کے اتحادی بن جائیں اور کلمہ گو مسلمانوں کی بستیاں کی بستیاں اجاڑ دیں ہم پکے سچے مسلمان ہی رہتے ہیں۔ کبھی اپنے بارے میں نفاق کا خوف تو کیا ہم تو دوسروں کو نفاق کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم انکو بھی منافق کہہ ڈالتے ہیں جو ایسے وقت میں اسلام کی آبرو بچائے ہوئے ہیں جب لوگوں کی اکثریت اسکو لٹتا ہوا دیکھ کر خاموش ہے اور بہت سے لوٹنے والوں کے اتحادی ہیں۔

بلکہ ہمارا تو اپنے بارے میں ایسا پختہ یقین ہے کہ ہم ایمان کی اعلیٰ چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا ایمان اس درجے کا ہے کہ نفاق قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ اس قدر خوش فہمی اور بے خوفی، گویا اللہ سے طے ہوگیا ہو کہ ہمیں جنت میں داخل کر کے ہی رہے گا۔ آخر کوئی چھوٹا موٹا کام تو نہیں کیا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ لہٰذا جہنم کی آگ کی کیا مجال جو ہمارے قریب بھی آ جائے۔

اس رویہ کی کیا وجہ ہے؟ نفاق سے بے خوفی، تمام بداعمالیوں کے باوجود اللہ سے لمبی چوڑی امیدیں، کفر کے سودی نظام کے تحت زندگی گذارنے، جھوٹ، حرام کمائی، طاغوت کی پوجا، کفر کی قوت کے سامنے سر جھکانا، جہاد فرضِ عین ہونے کے باوجود جہاد کا انکار، تاویلیں، بہانے حتیٰ کہ جہاد کرنے والوں کو گالیاں، بددعائیں، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے نرم گوشہ اور ہمدردی، جو چاہیں کرتے رہیں، دل میں کوئی خوف نہیں آتا بلکہ ایک سجدہ میں تمام گناہ معاف ہو جانے کا یقین؟

کیا ہمارا ایمان اور رحمت کی امید صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ درجے کی ہے؟ کیا ہمارے سجدوں میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ طاقت ہے؟ ہماری تسبیحات، استغفار اور توبہ کیا اس عاشق سے زیادہ مؤثر ہیں جو شبِ زفاف میں نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدانِ جہاد میں جا پہنچا اور شہید ہوگیا۔ جسکو فرشتوں نے غسل کرایا؟ غسیل الملائکۃ اپنے بارے میں نفاق سے اتنا ڈرتے، کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلاتے پھرتے تھے "نافق

حنظلة نافق حنظلة ''حنظلہ منافق ہو گیا حنظلہ منافق ہو گیا۔

لیکن آج کے مسلمان ہیں کہ بے خوف، گناہوں پر جری، جو خواہش ہوئی پوری کی، آخرت پر دنیا کو ترجیح، خواہشات پر دین قربان، گناہوں پر دوام، اور ایک استغفار میں سارے گناہ صاف۔ یہ نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کیا بناڈالا؟ یہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ برہمن کا ہندوازم نہیں، کہ سارا سال جو چاہا کیا اور گنگا کے ایک ہی غوطے میں یوں پاک ہو گئے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔

اس رویہ کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ عرصہ دراز سے بیٹھے بیٹھے فضائل سن کر شوگر کا مریض ہو گیا ہے۔ وعیدیں سنانے والے بہت کم ہیں۔ کوئی حاذق حکیم ہو جو وعیدوں کے کڑوے شربت سے پھولے ہوئے نفس کی حالت درست کرے۔ معاشرے میں عام ہوتی بیماریوں کا علاج کرے۔ نفس پر ایسی ضربیں لگائے کہ اسکی چولیں ہل کر رہ جائیں۔ اس نفس کو اس کی اوقات کا پتہ چلے۔ پھر کہیں جا کر دل میں خوف پیدا ہوگا۔

منافقین قرآن کی نظر میں

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين.(البقرة)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر، حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے۔

يخدعون الله والذين امنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون. في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون.(البقرة)

ترجمہ: وہ (منافقین) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور وہ خود کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔ انکے دلوں میں مرض ہے سو اللہ نے انکا مرض اور زیادہ کر دیا، اور انکے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اسکے جو وہ تکذیب کرتے ہیں۔

فائدہ منافقین خود کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اگر چہ انھیں اسکا احساس نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نفاق انسان کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور اسکو احساس بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا'' ابو درداء رضی اللہ عنہ جب کسی ایسی میت کو دیکھتے جو اچھی حالت میں فوت ہوئی ہوتی، تو کہتے'' اس کو مبارک ہو، کاش! اسکی جگہ میں مر گیا ہوتا''۔ ان سے ام درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟''

انھوں نے جواب دیا" بیوقوف کیا تمھیں علم ہے کہ (ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ) آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا اور شام کو منافق ہو جائے گا؟" ام درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا" اسکا ایمان سب ہو جائے گا اور اسکو احساس تک نہ ہوگا۔ (اسلئے) میں نماز اور روزوں میں باقی رہنے کے بجائے ایسی (اچھی) موت کی زیادہ تمنا کرتا ہوں۔" (صفة النفاق وذم المنافقین للفریابی)

کافر حکمرانوں سے ملاقاتیں

واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنا واذا خلوا الیٰ شيطينهم قالوا انامعكم انمانحن مستهزء ون (البقرۃ)۔ ترجمہ: اور وہ (منافقین) جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اور جب تنہائی میں اپنے (کافر) شیاطین سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، بلاشبہ ہم تو (ان مسلمانوں) سے مذاق کرتے ہیں۔

فائدہ .. عالم اسلام کا مقتدر طبقہ مسلم عوام کے سامنے کچھ اس طرح کے بیانات دیتا ہے:" ہم امریکہ کو من مانی نہیں کرنے دینگے" "ہم بیت المقدس کی آزادی کے لئے پرامن کوششیں جاری رکھیں گے"۔" ہم اپنی سرزمین اپنے افغان بھائیوں کے خلاف استعمال نہیں ہونے دینگے"... ہم بھارت کو اپنے دریاؤں پر ڈیم نہیں بنانے دینگے"..... ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دینگے" ."امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی"..... "ہم مسلمان ہیں"۔ "اپنے ملک میں غیر ملکی افواج ہرگز برداشت نہیں کر سکتے"..... "کشمیریوں کے خون سے کسی کو سودا نہیں کرنے دینگے" "ہم پکے سچے مسلمان ہیں"

لیکن جب یہی طبقہ بھارت یا امریکہ کے شیطانوں سے ملاقات کرتا ہے تو یوں کہتا ہے "ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہماری قوم بیوقوف، ناسمجھ اور جذباتی ہے، لہٰذا انکو بیوقوف بنانے کے لئے ایسے بیانات دیدیتے ہیں"....

جہاد کے خلاف بولنے میں احتیاط کیجئے

وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا فى سبيل الله او ادفعوا قالو لو نعلم قتالا لاتبعنكم هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان يقولون بافواههم ما ليس فى قلوبهم والله اعلم بما يكتمون. الذين قالوا لاخوانهم وقعدوا لو اطاعونا ماقتلوا قل فادرء وا عن انفسكم الموت ان كنتم صٰدقين (آل عمران ۱۶۷، ۱۶۸)

ترجمہ۔ اور تاکہ جان لے انکو جو منافق ہو گئے، اور ان سے کہا گیا آؤ! قتال کرو اللہ کے

راستے میں یا دفاع کرو، کہنے لگے اگر ہمیں قتال کا علم ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے، وہ (منافقین) اس دن ایمان کے مقابلے کفر کے زیادہ قریب تھے، اپنی منہ سے ایسی بات کرتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں ہے۔اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں، جنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور (جہاد سے) بیٹھے رہے، اگر یہ (مجاہدین) ہماری بات مان لیتے (یعنی قتال کے لئے نہ جاتے) تو قتل نہ کئے جاتے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک کر دکھاؤ۔

فائدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ منافقین قتال نہ ہونے کا امکان ظاہر کر کے راستے سے واپس لوٹ آئے۔ لیکن آج کے دور میں تو لوگ کفار سے قتال ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اسکے باوجود قتال کے لئے مجاہدین کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ ہی انکی مدد کرتے ہیں۔

کافروں کو دوست بنانے والوں کے لئے دردناک عذاب

بشر المنافقین بان لهم عذابا الیما. الذین یتخذون الکافرین اؤلیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا. (النساء ۱۳۹)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) منافقوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، جو مسلمانوں کے علاوہ کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا یہ ان کافروں کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، سو عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من الله قالوا الم نکم معکم وان کان للکفرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین. (النساء ۱۴۱)

ترجمہ: جو لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فتح مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں، اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (کافروں سے) کہتے ہیں کیا ہم (مسلمان) تم پر غالب نہ آنے لگے تھے، اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہیں بچایا تھا۔

منافقین کافروں کو دوست کیوں بناتے ہیں

فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرة فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم ندمین (المائدہ ۵۲)

ترجمہ: تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، ان کافروں کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں، کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر آفت نہ آ جائے، تو ممکن ہے اللہ تعالی فتح دیدیں، یا اپنی جانب سے فیصلہ فرما دیں جسکے نتیجے میں وہ (منافقین) شرمندہ ہوجائیں اس بات پر جس کو وہ اپنے دلوں میں چھپاتے تھے۔

فائدہ... علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یہ منافقین کے بارے میں اطلاع ہے کہ یہود و نصاری کو دوست بناتے تھے اور اہل ایمان کو دھوکہ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ یہود یا نصاری یا مشرکین کی آفت ہم پر نہ ٹوٹ پڑے۔" (تفسیر طبری)

کافروں کے پاس اسلئے جاتے ہیں کہ کافروں کی طرف سے کوئی مصیبت ان پر نہ ٹوٹ پڑے۔ اگر کافروں کا ساتھ نہیں دینگے تو وہ ناراض ہوجائیں گے۔

کافروں کو دوست بنانے والے انہی جیسے ہیں

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ عقیدۃ الطحاوی میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے: **ونحب اهل العدل والامانة ونبغض اهل الجور والخيانة.**

ترجمہ: اور ہم (یعنی اہل سنت والجماعت) انصاف کرنے والوں اور امانت داروں سے محبت کرتے ہیں اور ظالموں اور خائنوں سے بغض رکھتے ہیں۔ (عقیدۃ الطحاوی)

ارشاد ربانی ہے: **يا ايها الذين امنوا لاتتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض. ومن يتولهم منكم فانه منهم** (المائدة ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاری کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: اور جس نے مسلمانوں کے مقابلے میں یہود و نصاری کو دوست بنایا تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جس نے انھیں دوست بنایا اور مسلمانوں کے مقابلے میں انکی مدد کی تو وہ انہی (یہود و نصاری) کے دین والوں اور ملت والوں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ کوئی بھی کسی کو دوست بناتا ہے تو وہ اپنے دوست اور اسکے دین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس دین سے اسکا دوست راضی ہوتا ہے وہ اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ تو جب یہ (مسلمان) اپنے (یہودی یا عیسائی یا کسی بھی کافر) دوست اور اسکے دین سے راضی ہے تو جو اسکے دوست اور اسکے دوست کے دین کا دشمن ہوگا یہ بھی اس کا مخالف ہوگا۔ اس طرح اسکا اور اسکے دوست کافر کا ایک ہی حکم

ہو گیا، پھر یہ حکم ترکِ موالاۃ قیامت تک باقی ہے۔ (تفسیر طبری، ج:۲، ص:۲۲۷)

ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا اور انکے فیصلے سے زیادہ اچھا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس نے یہود و نصاریٰ کو دوست بنایا وہ انہی میں سے ہے۔ سو جب نصِ قرآنی سے یہود و نصاریٰ کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان دوستوں کا حکم بھی ان یہود و نصاریٰ جیسا ہی ہوگا۔ (احکام اہل الذمۃ)

اسکے علاوہ بہت ساری آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کفار کو دوست بنائیں۔ حتیٰ کے والدین تک سے روک دیا گیا اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہوں۔ ارشاد ہے: یـا ایهـا الـذیـن امـنـوا لاتـتـخـذوا آبـائـکـم واخـوانـکـم اولـیـاء ان استـحـبـوا الـکـفـر علی الایمان ومن یتولهم منکم فأولئک هم الظالمون ترجمہ: اے ایمان والو اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے ہوں۔ تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو وہی ہیں جو حد سے بڑھنے والے ہیں۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کافروں کو دوست بنائیں، یا انکی مدد کریں، یا ان سے مدد لیں یا اپنے معاملات انکے سپرد کریں۔ نیز یہ حکم ہے کہ کافروں سے برأت اور تعظیم و اکرام چھوڑنا واجب ہے۔ خواہ وہ کافر اپنے ماں باپ ہوں یا سگے بھائی بہن، البتہ کافر والدین کے ساتھ احسان اور اچھی طرح رہنے کا حکم ہے۔ اس (ترکِ موالاۃ) کا مسلمانوں کو حکم اسلئے کیا گیا ہے تاکہ وہ منافقین سے الگ ہو جائیں کیونکہ منافقین کی پہچان یہ ہے کہ وہ کافروں کو دوست بناتے ہیں اور جب ان سے ملتے ہیں تو انکے لئے عزت و تعظیم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دوستی و تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص، ج:۳، ص:۱۲۸)

دوسری جگہ کافروں کو دوست بنانے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

لا یتّخذ المؤمنون الکافرین اؤلیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شیء الا أن تتقوا منهم تقاۃ ویحذرکم اللہ نفسه والی اللہ المصیر .(آل عمران: ۲۸)

ترجمہ: مؤمن کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ۔ اور جس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں الا یہ تم اندیشہ کرتے ہو کسی بات کا ان سے اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتے ہیں۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں " ای مــن ولایتــه شیــی مــن الاشیاء بــل هــو مسلخ عنه بکل حال (فتح القدیر) یعنی اسکا اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مکمل خارج ہو چکا۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقــد بری من الله وبری الله منه بارتداده عن دینه ودخوله فی الکفر . جس نے ایسا کیا تو وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری ہے۔ اسکے دین سے پھر جانے اور کفر میں داخل ہو جانے کی وجہ سے۔ (تفسیر طبری)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں من دون المؤمنین کی تشریح یوں کی ہے " یا اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی دوستی کے اصل حقدار مسمان ہی ہیں اور مسلمانوں کی دوستی متضاد ہے کافروں کی دوستی کے..... اس میں اشارہ ہے کہ کافروں کی دوستی مسمانوں کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔" (روح المعانی)

مسلمانوں کے قاتل، بتوں کے پجاریوں کو دوست بنانے والے

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج فی آخر الــزمــان قــوم احــداث الاســنــان سـفـهــاء الاحـلام فیقولون من خیر البریة یـمـرقــون مــن الدین کما یمرق السهم من الرمیة یدعون اهل الاوثان ویقتلون اهــل الاســلام فــمن لقیهم فلیقتلهم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم یوم القیامة .

(بخاری کتاب المناقب حدیث ۳۶۱۱۔ وکتاب فضائل القرآن ۵۰۵۷۔ وکتاب استتابۃ المرتدین ۶۹۳۰، ورواہ ابوعمرالدانی ۲۸۰۔)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو کم عمر، کم عقل ہونگے۔ وہ سنت کے بات کریں گے۔ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ بتوں کے پجاریوں کو بلائیں گے اور اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ سو جو انکو پالے انکو قتل کرے کیونکہ انکے قتل میں قتل کرنے والے کے لئے قیامت تک اجر ہے۔

منافق سب کو اپنی طرح بنانا چاہتے ہیں

فمالکم فی المنافقین فئتین والله ارکسهم بما کسبوا اتریدون ان تهدوا من اضل الله ومن یضلل الله فلن تجد له سبیلا (النساء ۸۸)

ترجمہ:تمہیں کیا ہوا کہ منافقین کے بارے میں دوگروہ ہوئے جاتے ہو،حالانکہ اللہ نے انکولوٹا دیا ہے بسبب انکے کرتوتوں کے،تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس کو ہدایت پہ لے آؤ جس کو اللہ نے گمراہ کردیا ہو،اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو آپ اس کے لئے ہرگز راستہ نہیں پائیں گے۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولياء حتى يهاجروا في سبيل الله فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حيث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا(النساء ۸۹)

ترجمہ:ان (منافقین) کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی کفر کر بیٹھو جیسے انھوں نے کفر کیا،سوتم برابر ہو جاؤ،لہٰذا تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کر آئیں،پس اگر وہ باز نہ آئیں،تو ان کو پکڑو،اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو،اور انکو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

فائدہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے کفار مکہ کی مدد کرتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے۔مسلمانوں سے انکا سامنا ہوگیا۔کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی جانب چلو اور انکو قتل کردو کیونکہ یہ ہمارے مقابلے ہمارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔یہ سن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کردوگے جو تمہاری طرح کا کلمہ پڑھتے ہیں۔کیا صرف اس وجہ سے انکی جان و مال کو حلال کرلوگے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑا؟

اس طرح اہلِ ایمان ان لوگوں کے بارے میں دورائے ہوگئے۔جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا۔تب یہ آیت نازل ہوئی،جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرمادیا کہ یہ منافق ہیں۔اگر یہ باز نہیں آتے تو جہاں پاؤ انکو قتل کرو۔یہ شری لوگ ہیں۔انکی دلی خواہش ہے کہ تم بھی انکی طرح کفر کر بیٹھو۔(تفسیر طبری)

ان منافقین کی دلی خواہش ہے کہ سچے مسلمان بھی ان جیسے ہوجائیں۔کوئی''ماڈریٹ''تو کوئی''روشن خیال''کوئی''عقلیت پسند(Rationalist)''ہے۔ان سب کی کوشش ہے کہ ان منافقین کا دین پھیلایا جائے۔جو انکا دین پھیلائے اس کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔اس کو ٹی وی چینلز پر بلایا جاتا ہے۔لیکن جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی جانب لوگوں کو بلائے،جس میں جہاد بھی ہو،وہ ناقابلِ برداشت ہے۔اس وقت انکا صبر بھی ختم ہوجاتا ہے اور تحمل بھی۔رواداری اور برداشت قریب بھی نہیں آتی۔

اللہ پر توکل اور منافقین

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غر ھؤ لاء دینھم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم (انفال ۴۹)

ترجمہ: جب منافقین کہہ رہے تھے اور وہ بھی جنکے دلوں میں مرض ہے، کہ ان (مسلمانوں) کو توانکے دین نے مست بنا دیا ہے، جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

فائدہ: طالبان کی پسپائی کے وقت کے اخبارات اٹھا کر دیکھئے، لکھنے والے طالبان کے بارے میں کیا کیا لکھتے تھے۔ یہ امریکہ سے لڑنے چلے تھے۔ مدرسوں کے "ملا" جنھیں دنیا کا کچھ پتہ نہیں، یہ وقت کی "مہذب، ترقی یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی کی مالک قوت" کا مقابلہ کریں گے۔ وہ کہتے تھے "یہ کیسا اسلام ہے، ان طالبان نے اسلام کی غلط تشریح کی ہے، انکو پتہ ہی نہیں کہ اسلام میں کتنی لچک ہے، یہ امریکہ سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔" لیکن ان منافقوں کو معلوم نہیں کہ جو تیاری کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کر کے میدان میں نکلتے ہوں، دنیا کی ساری طاقتیں انکے پیروں کی ٹھوکر پر ہوتی ہیں۔ آج وہی امریکہ ہے جس کی خدائی سے ہمارے حکمران اس قوم کو ڈراتے تھے، وہی امریکی کمانڈوز، امریکی میرینز... انکی کھوپڑیاں ہیں جوان ملاؤں کی ٹھوکروں پر لڑھکتی پھرتی ہیں۔ اس وحشی، ابلیسی اور مریخ پر کمندیں ڈالنے والی تہذیب کے درندوں کی لاشیں کئی کئی دن گدھ نوچتے رہتے ہیں، اٹھانے والے بھی اب اٹھاتے اٹھاتے تھک چکے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور حکمت والے ہیں۔ لیکن جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ اب بھی نہیں سمجھیں گے۔

منافقین مسلمانوں سے الگ ہیں

ویحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم ولکنھم قوم یفرقون (التوبہ ۵۶)

ترجمہ: اور وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ الگ قوم ہیں۔

جہاد کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ و آیاتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون (التوبۃ ۶۵)

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم ویسے ہی مذاق کر رہے تھے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کو کہہ دیجئے کیا تم اللہ، اسکی آیات اور اسکے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ کچھ منافقین بھی ساتھ تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے واہ جی واہ! اس آدمی (محمد) کو دیکھو یہ شام کے محلات و قلعے فتح کرنے چلا ہے۔ اس بات کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ بات کہی ہے۔ منافقوں نے کہا ہم تو ویسے ہی ہنسی مذاق میں کہہ رہے تھے۔

آج کے منافقین بھی مجاہدین کا مذاق اڑاتے ہیں اور ایسی ہی باتے کہتے ہیں" ان مولویوں کو دیکھو! یہ دہلی فتح کریں گے ..... لال قلعے پر اسلام کا جھنڈا گاڑھیں گے ..... انکو دیکھو! یہ واشنگٹن فتح کرنے لگے ہیں"۔

جہاد کے ذکر پر منافقین کا ردِ عمل

ویقول الذین امنوا لو لا نزلت سورة فاذا انزلت سورة محکمة وذکر فیها القتال رأیت الذین فی قلوبهم مرض ینظرون الیک نظر المغشی علیه من الموت فأولی لهم (محمد ۲۰)

ترجمہ: اور ایمان والے کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہیں اترتی، پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت اتاری گئی جس میں قتال کا ذکر ہے، تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، آپکو ایسے دیکھیں گے جیسے ان پر غشی طاری ہو موت کی، سوا نکے لئے بہتر ہے۔ (اطاعت و فرماں برداری)

فائدہ ..... امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں قتال کا ذکر ہو وہ سورۃ محکمہ ہے۔ اور یہ جہادی سورتیں منافقین پر سارے قرآن میں سب سے سخت ہیں۔ (تفسیر طبری)

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اپنے اندر جھانک جھانک کر دیکھتا رہے کہ کوئی ایسی بیماری اس میں سرایت تو نہیں کرگئی جسکو قرآن نے منافقین کی علامت کے طور پر بیان کیا ہے؟ سوچئے! کہیں جہاد و قتال سن کر یہی حالت تو نہیں ہو جاتی؟

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها (محمد ۲۴)

ترجمہ کیا وہ (منافقین) قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، یا انکے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

اتحادی کافروں سے منافقین کی قسمیں وعدے

الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانهم الذین کفروا من اهل الکتاب

لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم واللہ یشھد انھم لکذبون(الحشر ۱۱)لئن اخرجوا لا یخرجون معھم ولئن قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون(الحشر ۱۲)

ترجمہ (اے نبی) کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا کہ اپنے اہلِ کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں، اگر تم جلا وطن کئے گئے تو اللہ کی قسم ہم بھی تمہارے ساتھ وطن چھوڑ دینگے، اور تمہارے بارے میں، ہم کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ (منافقین) جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر اہلِ کتاب کافروں کو جلا وطن کیا گیا تو یہ انکے ساتھ وطن نہیں چھوڑیں گے، اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ انکی مدد نہیں کریں گے، اور بفرضِ محال اگر مدد کی بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہونگے، پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی۔

خوش نما باتوں سے دھوکہ نہ کھایئے

واذا رأیتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ(المنافقون ۴)

ترجمہ: جب آپ انہیں دیکھیں تو انکے جسم آپکو خوشنما معلوم ہوں، وہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ انکی باتوں پر کان لگالیں، گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں سہارے سے لگائی ہوئی۔

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر(التحریم ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

•◆•

جادو کا فتنہ

روئے زمین پر جاری اس خیر و شر کے معرکے میں شر کی تمام قوتیں، خیر کو مٹا کر، شر کے غلبے کے لئے کوشاں رہی ہیں۔ اس معرکے میں ابلیس کو اسکے تمام شیاطین (جنات، شیاطین انسان، بشمول منافقین) کی مدد حاصل رہی ہے۔ شر کی قوتیں ہر طرح کے مادی اسباب کے ساتھ ساتھ شیطانی حربے بھی استعمال کرتی رہی ہیں۔ ان شیطانی حربوں میں جادو کو بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دشمن یہود نے، اللہ کی تعلیمات کے بجائے ابلیس کی تعلیمات کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ خیر کا علم چھوڑ کر انھوں نے شیطانی علم حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر** (البقرۃ)

ترجمہ: وہ یہود اس چیز کے پیچھے پڑے جو شیاطین، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے۔ اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا، لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔

یہود نے اس جادو کو سیکھا اور ہر دور میں خیر کی قوتوں کو اس کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک، یہ سلسلہ جاری ہے۔

ان اللہ کے دشمنوں نے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو قتل کر کے ختم کرنا چاہا، وہیں اپنے جادو کے ذریعے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے۔

ایک یہودی لبید ابن اعصم نے، اپنی بہنوں کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چھ ماہ سخت تکلیف میں رہے۔ اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سحر حتی کان یری أنه یاتی النساء و لا یاتیهن قال سفیان هذا اشد مایکون من السحر اذا کان کذافقال" یا عائشة اعلمت أن الله قد افتانی فیما استفتیته فیه اتانی رجلان فقعد احدهما عند رأسی والآخر عند رجلی فقال الذی عند رأسی للآخر مابال الرجل قال مطبوب قال ومن طبه قال لبید بن اعصم رجل من بنی زریق حلیف لیهود کان منافقاقال وفیم قال فی مشط و مشاقةقال واین قال فی جف طلعة ذکر تحت رعوفة فی بئر ذروان" قالت فأتی النبی صلی الله علیه وسلم البئر حتیٰ استخرجه فقال " هذا البئر التی اریتها وکأن مائها نقاعة الحناء، وکأن نخلها رؤوس الشیاطین" قال فاستخرج قالت فقلت افلا ای تنشرت فقال "اما والله فقد شفانی واکره ان اثیر علی احد من الناس شرا"(الصحیح البخاری. باب السحر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا۔ (اتنا سخت جادو تھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس آئے ہیں، حالانکہ آتے نہیں تھے (راوی سفیان کہتے ہیں کہ یہ صورتِ حال سخت ترین جادو میں ہوتی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ! کیا تمہیں علم ہے کہ جس مسئلے میں، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے باخبر کر دیا ہے۔ رات خواب میں میرے پاس دو شخص آئے۔ ایک میرے سر کی جانب اور دوسرا میرے پیروں کی جانب بیٹھ گیا۔ میرے سر کی طرف جو بیٹھا ہوا تھا اس نے پیر کی طرف والے سے کہا "ان کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا، جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا، انکو کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے بتایا لبید ابن اعصم نے، جسکا تعلق بنی زُریق قبیلے سے ہے، منافق ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے کہا سر کے بالوں اور کنگھی میں۔ پہلے نے پوچھا کہاں رکھا ہے؟ دوسرا بولا بنو ذروان کے کنوئیں میں، پتھر کی چٹان تلے، تر کھجور کے درخت کی چھال میں"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر آئے اس کو نکال لیا۔ پھر فرمایا "یہ وہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا گویا اسکا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا گدلا پانی۔ اور وہاں کھجور کے درخت شیطانوں کے سر کے مانند تھے۔" میں نے کہا بھی کہ یا رسول اللہ ان سے بدلہ لینا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تو شفا دیدی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں کرتا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک یہودی اس جادو کو مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ وہ اسکو مسلمانوں کے خلاف انفرادی سطح پر بھی استعمال کرتے رہے ہیں اور اجتماعی یعنی امت کی سطح پر بھی۔

علماء حق پر جادو کرنا

ہندو اور یہودی دونوں علماء حق پر جادو کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو جسمانی یا ذہنی طور پر مفلوج کر دیا جائے۔ ہمارے بزرگوں میں سے کئی بزرگوں پر دین دشمنوں کی جانب سے سحر کیا گیا ہے۔ ساحروں کی یلغار اور جرأت اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ علماء پر انکی مساجد میں آکر جادو کا حملہ کیا جا رہا ہے۔ کراچی میں ہمارے ایک محترم مفتی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ چکا ہے۔ مفتی صاحب اپنی مسجد میں ذکر میں مشغول تھے کہ ایک اجنبی آیا اور مفتی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گیا، سب سے پہلے اس اجنبی نے پوری مسجد کی نظر بندی کر دی، پھر مفتی صاحب کو انکا نام اور مسجد کا نام بتایا اور کہا کہ میں بغداد سے آیا ہوں، اس نے اپنی باطنی تصرف سے مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا اور کہا کہ میں (نعوذ باللہ) تمہارا نبی ہوں اور تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، مفتی صاحب نے درود شریف کا ورد شروع کیا لیکن اس جادوگر نے بری طرح مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا تھا، وہ خود کو یہ ثابت کر رہا تھا کہ میں تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، کافی دیر تک مفتی صاحب کے دل کی کیفیت عجیب وغریب رہی۔ مفتی صاحب مسلسل درود شریف کا ذکر فرما رہے تھے لیکن دل کی وہ کیفیت نہیں تھی جو عام حالت میں ذکر کرتے وقت ہوتی تھی، صاف محسوس ہوتا تھا کہ یہ شخص اپنے جادو سے باطنی طور پر حملے جاری رکھے ہوئے ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ تین دن تک رہا اور تین دن تک مسلسل تصرف قلبی کے ذریعے انکے عقیدے کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسکی حقیقت کا پتہ چلا تو پتہ چلا کہ وہ اسرائیل سے آیا تھا۔ اسکے سحر کے اثرات مفتی صاحب کے گھر میں بھی ہوئے، حتیٰ کہ اس ظالم نے اس سودے پر بھی سحر کیا ہوا تھا جو دکان سے خرید کر لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرمائیں۔

دلوں میں پھوٹ ڈالنا — جادو سے دلوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں۔

ذہنوں کو قابو میں کرنا — شہروں میں اس وقت جادو کے حوالے سے بہت بری صورت حال ہے۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور کوئٹہ، پشاور وغیرہ میں جادو سیکھنے سکھانے اور رشتہ داروں پر کرنے کا عمل بہت زیادہ ہے۔ کراچی میں ایک ڈاکٹر ہے جو جادو سکھانے کی ایک کلاس کے پندرہ ہزار

روپے فیس لے رہا ہے۔ یہ کلاسیں بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلے موسیقی سنائی جاتی ہے، پھر حاضرین کو مراقبے (Meditation) میں لیجایا جاتا ہے، اسکے بعد کسی کے بھی ذہن کو اپنے قابو میں کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ یہ خالص شیطانی عمل ہے، موسیقی کے ذریعے شیاطین آتے ہیں اور پھر یہ شیاطین انکے لئے کام کرتے ہیں۔

شیطانی اثرات کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں میں بے برکتی: مختلف نشانات، مثلاً ستارے، لہر کا نشان، سانپ سیڑھی، کتے، سور اور گائے کے کارٹون وغیرہ پر جادو کرکے مسلمانوں کے گھروں میں داخل کردیتے ہیں۔

میاں بیوی میں تفریق..... اسکے لئے یہودو ہنود مستقل سفلیات سے کام لے رہے ہیں۔

◆◆◆

جادو کی اقسام

جادو کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم وہ ہے جو صرف تخیل، شعبدہ بازی اور نظر بندی سے تعلق رکھتی ہے۔اس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔جبکہ دوسری قسم وہ ہے جو حقیقت سے تعلق رکھتی ہے،احناف، شوافع اور حنابلہ کی رائے کے مطابق اسکے اثرات انسانی جسم میں ظاہر ہوتے ہیں۔

بڑے یہودی جادوگر

یہودیوں کے ہاں روحانیات سے متعلق علوم کو ''کبالہ'' (Kabbalah) کہا جاتا ہے۔لیکن یہ روحانیات وہ نہیں جس کا تصور اسلام میں ہے۔یہودیوں کی روحانیات کا بڑا حصہ شیطنیات، سفلیات اور جادو سے متعلق ہے۔کبالہ وہ علم ہے جس میں انسانی ذہن کو قبضے میں کرنے کے تمام طریقے سکھائے جاتے ہیں۔جادو کے ذریعے، کیمیا کے ذریعے، برقیاتی لہروں (Electronic Waves) کے ذریعے، ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے۔

کبالہ کی حقیقت یہودی مذہبی پیشواؤں ہی کو معلوم ہے۔دیگر قوموں سے اس کو چھپانے کے لئے انھوں نے اس علم کے کئی اور ہم نام، دنیا میں متعارف کرائے ہیں۔مثلاً ''قبلہ'' ''قبالہ'' وغیرہ۔ان میں سے کونسا حقیقت ہے اس کا جاننا خاصا مشکل کام ہے۔

یہودیوں میں ایک سے بڑا ایک جادوگر رہا ہے۔انھوں نے اس شیطانی عمل کے ذریعے مسلمانوں کے اندر مختلف فتنے پھیلائے ہیں اور طرح طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اس تفصیل کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان یلغاروں سے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی حفاظت کے بندوبست کریں تاکہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نامراد ہوں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ ذہنی غلامی میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے ہم لوگ دنیا میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات کو صرف اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے اسلام دشمن قوتیں ہمیں دکھانا چاہتی ہیں، جسکی وجہ سے ان حادثات سے عبرت پکڑنے کے بجائے ہم الٹے فکری گمراہی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ذیل میں جن افراد کا تذکرہ کیا جارہا ہے یہ سب وہ ہیں جو ظاہراً کچھ اور تھے جبکہ حقیقت میں کچھ اور۔ہمیں چاہئے کہ دین کے دشمنوں سے ہوشیار

رہیں خواہ وہ کہیں بھی چھپے ہوں۔ان پراسرار شخصیات میں چند نام یہ ہیں۔

1 ابوعیسی اصفہانی یہ آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں تھا۔یہودیوں کا دعوی ہے کہ خلافت بنوامیہ کے دور میں مسلمانوں کی باہمی خون ریزی اسی کے باطنی تصرفات کا نتیجہ تھی۔

2 ابراہیم ابوالعافیہ یہ اندلس کے ایک متمول گھرانے کا فرد تھا۔اسکی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہوئی۔ ۱۲۷۸ء میں بیت المقدس سے واپس آکر اس نے اپنے مسیح ہونے کا اعلان کیا۔یہ اس قدر باطنی قوتوں کا مالک تھا کہ اس نے اپنے جادو کے زور سے، عیسائیوں کے سب سے بڑے روحانی پیشوا، پوپ نکولس سوم کو تصرف قبھی سے یہودی بنانے کی کوشش کی۔پوپ نکولس کو جب اسکی سازش کا علم ہوا تو اس نے اس پر، اپنے فتوے کے ذریعے لعنت کی اور اسے موت کی سزا کا حکم سنایا۔قبل اسکے کہ ابراہیم ابوالعافیہ کو پھانسی ہوتی پوپ نکولس خود تیسرے دن مرگیا۔بعد میں عیسائی عدالت نے اسکو زندہ نذر آتش کرنا چاہا تو اس نے سزا دینے والے پورے عملے کو بشمول ججوں کے مسحور کردیا۔وہ اسے سزا دینے میں ناکام رہے۔

3 عاشر لیملن ..... یہ سولہویں صدی میں اپنے باطنی تصرفات سے خلافت عثمانیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔اسکا دعوی تھا کہ وہ مسلمانوں کا خاتمہ کرکے بیت المقدس واپس دلوائے گا۔

4 سباتائی زیوی (1676-1626) ..سباتائی زیوی (Sabbatai Zevi) ۱۶۲۶ء میں سمرنا(موجودہ ازمیر)(ترکی) میں، ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوا۔اس کا باپ یورپ کی دو بڑی تاجر تنظیموں کا نمائندہ تھا۔یہ خود بھی کامیاب تاجر تھا۔عربی اور عبرانی زبان کا بڑا عالم تھا۔نیز یہ کبالہ(Kabbalah) کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔یہودی اسکو بڑا زاہد و عابد تصور کرتے۔ ۱۶۴۸ء میں اس نے اپنے نبی(مسیح) ہونے کا دعوی کیا۔اسکی شہرت اس وقت دنیا میں پھیل گئی جب مصر جاکر اس نے پولینڈ کی ایک خانہ بدوش، یہودی فاحشہ عورت سے شادی کرلی۔اس خبر نے تمام دنیا کے یہودیوں میں کہرام مچادیا۔کسی عابد و زاہد یہودی عالم کا، خانہ بدوش فاحشہ یہودن سے شادی کرنا یہودیوں کے ہاں انکے مسیح کی نشانی تھی۔چنانچہ وہ "مسیح" جسکا انھیں انتظار تھا، فاحشہ یہودن سے شادی کرچکا تھا۔اس لڑکی کا دعوی تھا کہ اس کے ساتھ "مسیح" کے علاوہ کوئی اور شادی نہیں کرسکتا۔لہذا خدا نے اسکو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مسیح کے آنے تک جس سے چاہے جنسی تعلق قائم کرتی رہی۔(موسوعۃ الیہود والیہودیۃ، ازعبدالوہاب المسیری)(اللہ کی لعنت ہو اس مسیح دجال پر جسکی بیوی ایک زانیہ فاحشہ ہوگی)

سباتائی زیوی نے یہودیوں کو تمام مذہبی قیدوں سے آزاد کردیا اور تمام شریعت کو ختم کرنے

کا اعلان کیا۔ سبا تائی زیوی یہودی تاریخ کا ایسا نام ہے، جس نے یہودیت کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور ایک نئی تحریک، جو تمام مذہبی قید و پابندیوں سے آزاد تھی، کی بنیاد ڈالی۔ دورِ جدید کی صیہونی تحریک جسکو تھیوڈر ہرزل (1860-1904) نے قائم کیا درحقیقت اسکی بنیاد سبا تائی نے ہی رکھ دی تھی۔ خود ہرزل سبا تائی کا عقیدت مند تھا۔

5 یعقوب فرینک 1726-1791 یعقوب فرینک (Jacob Frank) کی پیدائش ۱۷۲۶ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بھی غیر معمولی روحانی قوتوں کا مالک تھا۔ یوکرین سے ترکِ وطن کر کے ترکی آ گیا اور ''دونمہ'' کا رکن بن گیا۔ دونمہ یہودی روحانی قوتوں کے اکابرین کی وہ جماعت ہے جو جادوئی تصرفات کے ذریعے خلافتِ عثمانیہ کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہی روحانی اکابرین تھے جو انیسویں صدی کے اواخر میں خلیفہ عبدالحمید ثانی کے پاس فلسطین کی خریداری کا سودا کرنے کے لئے گئے تھے۔ اس وفد کا سربراہ قرہ صوہ آفندی تھا۔ یہ آفندی ننگِ ملت، ننگِ دین، اتاترک مصطفی کمال پاشا کا مربی تھا۔ اور یہی آفندی تھا جو خلیفہ کے پاس خلافت کے خاتمے کا پروانہ لے کر گیا تھا۔

یعقوب فرینک وہ یہودی ہے جس نے عالمِ یہودیت کے لئے جنسی آزادی کو بنیادی دینی شعار قرار دیا۔ اس نے مجازی جنسی صورت میں، خدا کو پانے کا طریقہ بتایا۔ اس نے خدا کے قرب اور اس تک ترقی کا راستہ یہ بتلایا کہ انسان جتنا پستیوں میں گریگا، جتنا شریعت کے دامن کو تارتار کریگا اتنا ہی خدا کا مقرب ہوتا جائے گا۔ (موسوعۃ الیہود والیہودیۃ)

6 سعید ارمنی...... اس کو تاریخ میں سرمد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تھا۔ اسکو باطنی تصرفات کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ۱۶۵۹ء میں اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو موت کی سزا دیدی۔

7 اسرائیل بن ایلی زر (1700-1760)...... اسکو بعل شیم توو (Baal Shem Tov) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ یہودیوں کی روحانی تحریک حصید ازم (Hasidism) کا بانی ہے۔ اسکی پیدائش ۱۷۰۰ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بے پناہ باطنی قوتوں کا مالک تھا۔ چھو کر سخت بیماروں کو اچھا کر دیا کرتا، پانی پر چلتا، نگاہیں ڈال کر درختوں اور جنگلوں کو آگ لگا کر جھلسا دیتا۔ جادو کے ذریعے غیر معمولی کام کر دیا کرتا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ براہِ راست خدا سے رابطے میں ہے۔ اور اسکی سفارش عذاب میں پڑے یہودیوں کو نجات دلاتی ہے۔ اسکی ساری کوششیں خلافتِ عثمانیہ کو اپنے جادوئی تصرفات سے ختم کرنے کے لئے تھیں۔ نیز یہود کو بھی اس

نے بہت فائدہ پہنچایا۔ جبکہ اسکے مخالفین اس پر عورتوں کا رسیا اور شہوتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسکے قصے جوتواتر کی حد تک مشہور ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ ایک بار ایک نوجوان لڑکی اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اسکے لئے دعا کر رہا تھا۔ دعا کرتے ہوئے ہی یہ لڑکی حاملہ ہوگئی۔ (موسوعۃ الیہود والیہودیہ، ج ۳ص ۲۸۹)

یاد رہے کہ یہ تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ اس تحریک نے پوری یہودیت کو اپنی لپیٹ میں لیا اور آج بھی بڑی تعداد میں یہودی اس پر عمل پیرا ہیں۔ یہ شراب کا شوقین اور دیگر نشہ آور ادویات کا عادی تھا۔ (ایضاً)

B زیوی حرش کلیشر .....زیوی حرش کلیشر(Zevi Hirsch Kalischer) کی پیدائش ۱۷۹۵ء میں ہوئی۔ یہ پولینڈ نژاد تھا اور جرمنی میں ظاہر ہوا۔ صیہون کی واپسی کے لئے مغرب کی تمام یہودی اور غیر یہودی قوتوں کو یکجا کرنے میں اسکے جادوئی تصرفات کا سب سے زیادہ دخل ہے۔ مشہور یہودی سرمایہ دار مئر ایمشل روتھ شلیڈ(۱۷۴۳ء۔۱۸۱۲ء)(Meyer Amschel Rothschild) کو بھی اسی نے اس مشن میں لگایا۔ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف تمام باطنی قوتوں کو جمع کرنا اس کا کارنامہ ہے۔ اسی نے یہودیوں کو یہ ماڈرن تصور دیا کہ ''مسیح'' کی آمد کے لئے خود ہمیں ہی راہ ہموار کرنی ہوگی۔

اسکے علاوہ متعدد مشہور یہودی جادوگر تاریخ میں ملتے ہیں جو اس درجے تک پہنچے کہ انھوں نے اپنے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے جادوئی تصرفات کو عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کرتے رہے۔

●●●

راک فیلرز...... بے تاج بادشاہ

راک فیلرز (Rocke Fellers) خاندان ظاہراً بپٹسٹ جبکہ اصلاً یہودی اور مسلکاً شیطان کے پجاری (Satanists) ہیں۔ یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں میں سے ہے جو یہود کے مطابق دجال کی آمد کے وقت اسکے مشیر خاص ہونگے۔ راک فیلرز ہماری اس معلومات سے بھری دنیا میں ہونے کے باوجود، انتہائی پر اسرار، اور پردے کے پیچھے رہ کر اس دنیا کی سیاسی، اقتصادی، عسکری، فلاحی اور مذہبی دنیا کی ڈوریں ہلا رہا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جس کو لوگ تھوڑا بہت جانتے ہیں، یہ تجارت، بینکاری، فلاحی، ثقافتی تعلیم وصحت اور سائنسی تحقیق سے متعلق ہے، جبکہ ان سب کاموں کی آڑ میں یہودی روحانی (شیطانی) منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا، دنیا سے اسلام کا خاتمہ کر کے شیطان کے نئے مذہب ''نیو ورلڈ آرڈر'' کو دنیا میں نافذ کرنا اور ''مسیح موعود'' (کانے دجال) کی آمد کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ نیز باطنی علوم (Mysticism) سے یہود مخالف قوتوں کو تباہ کرنا، ہالی ووڈ، عالمی میڈیا اور جادو کے ذریعے دنیا کو اپنی سوچ میں رنگنا۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے راستے سے دنیا کی دولت کو اپنے قبضے میں کرنا۔

مختصر الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خاندان کٹر صیہونی اور دجالی مشن کے لئے خود کو وقف کئے ہوئے ہے۔ دنیا کے سیاسی اسٹیج پر جو ڈرامے آپ مختلف ملکوں میں ہوتے دیکھ رہے ہیں، اسکے پیچھے امریکی حکومت کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن راک فیلرز وہ نام ہے جنکے اشارہ ابرو پر امریکہ کی حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ کوئی بھی صدر اس وقت تک عزت سے وائٹ ہاؤس میں رہ سکتا ہے جب تک انکے لکھے ڈرامے میں، انکی ہدایات کے مطابق اداکاری کرتا رہے۔ لیکن اگر کسی نے ذرا اپنی مرضی سے ڈرامے میں تبدیلی کرنی چاہی، تو پھر ایسے لوگوں کے انجام سے امریکی تاریخ کے اوراق، سرخ وسیاہ نظر آتے ہیں۔ اسکی بڑی واضح مثال سابق امریکی صدر، ابراہیم لنکن (قتل ۱۵ اپریل ۱۸۶۵ء) اور صدر جان ایف کینیڈی (قتل ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء) کا قتل ہے۔ جان ایف کینیڈی کے بھائی اور اسکے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اسکا کچھ احساس سابق صدر بل کلنٹن کو بھی ہے کہ کس طرح وائٹ ہاؤس کے مالکوں نے کلنٹن کی رنگ رلیوں کو دنیا کے سامنے

کھول کر رکھ دیا تھا۔

اس خاندان کو آپ اس دنیا کا بے تاج بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔ آپ کو شاید یہ مبالغہ لگے کیونکہ انکے بارے میں لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ لیکن جو عالمی ادارے اس وقت دنیا کو کنٹرول کئے ہوئے ہیں، یہ ان سب اداروں کے مالک ہیں۔ جی ہاں! یہ لفظ بندے نے درست استعمال کیا ہے۔ سربراہ، چیئرمین، ڈائریکٹر، یا اس جیسے اور الفاظ انکی بے تاج بادشاہت کا مفہوم نہیں ادا کر سکتے۔ یہ خاندان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مالکوں میں سے ہیں، اقوام متحدہ انکے گھر میں بنائی گئی۔ امریکہ اور ساری دنیا کو کنٹرول کرنے والی "کاؤنسل آن فارن ریلیشن (C.F.R)" کے بانی یہ ہیں۔ امریکی خفیہ ادارے، سی آئی اے، میڈیا بشمول ہالی وڈ سے لیکر تمام امریکی اداروں پر سی ایف آر (C.F.R) یعنی کاؤنسل برائے خارجہ تعلقات کا کنٹرول ہوتا ہے، نام کے اعتبار سے یہ اگر چہ خارجہ تعلقات سے متعلق ہے لیکن یہی وہ ادارہ ہے جو تمام امریکہ کو چلاتا ہے۔ امریکی صدر سے لیکر خفیہ اداروں تک میں اسکے ممبران جاتے ہیں۔ صدر کسی بھی پارٹی کا ہو سی ایف آر کا ممبر ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح جدید ٹیکنالوجی کے مالک راک فیلرز ہیں۔ جانوروں پر تحقیقات، جراثیمی اور وبائی امراض (خصوصاً ایڈز) پھیلانے کے طریقے، خاندانی منصوبہ بندی، نیشنل جغرافک، عالمی ادارہ صحت (W.H.O)، اور خلائی تحقیقاتی ادارے "ناسا" وغیرہ میں راک فیلر انتہائی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اداروں کو انکی جانب سے بڑی رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔ خلائی، عسکری، اور جینیاتی (Genetic) میدانوں میں جدید ٹیکنالوجی انہی کی تجربہ گاہوں سے نکل کر، انہی کی فیکٹریوں میں تیار ہوکر امریکی حکومت کو پہنچی جاتی ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ جب ہم کسی ٹیکنالوجی، مثلاً ڈرون طیارے، یا بینک وغیرہ کے بارے میں یہ سنتے ہیں کہ یہ امریکی ہیں تو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ حکومت امریکہ کی ملکیت ہیں۔ بلکہ یہ ان یہودیوں کی ملکیت ہیں جو وہاں کے چپے چپے کے مالک ہیں۔ حتیٰ کہ راک فیلر پر لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ پورا جنوبی امریکہ انکی ملکیت ہے۔ جبکہ امریکی حکومت و عوام انکے قرضوں میں گردن تک دھنسی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر کسی بینک کا نام نیشنل بینک، یا فیڈرل ریزرو بینک دیکھیں تو ضروری نہیں کہ وہ اس ملک کا ہی ہو، یا وفاق کا ہو۔ یہودی اسی طرح ناموں کے ذریعے دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے خفیہ دفاتر کے نام مسجدوں کے نام تک پہ رکھ لیتے ہیں۔

دنیا کی بڑی اسلحہ ساز فیکٹری کے مالک راک فیلر ز ہیں، جنگ عظیم اول (1914-1918) اور جنگ عظیم دوم (1939-1945) دونوں میں اتحادیوں کو تیل اور اسلحہ اسی خاندان کی کمپنیوں نے فراہم کیا۔ ویت نام کی جنگ امریکہ کو لڑوانے والا یہی خاندان تھا، حالانکہ اسکے بعد ہونے والی رپورٹوں کے نتائج تقریباً ایسے ہی تھے جیسے عراق کی جنگ کے بعد خفیہ رپورٹوں کے نتائج تھے۔ دنیا پریشان ہے کہ آخر وہ کون سی اتنی بڑی قوت ہے جس نے سی آئی اے کو غلط اطلاعات فراہم کر دیں اور پھر تمام دنیا کو ان جھوٹی معلومات کی بنیاد پر عراق پر حملے کے لئے تیار بھی کر لیا۔ حالانکہ انکا اپنے بارے میں دعویٰ ہے کہ وہ اپنے سیٹیلائٹ کے ذریعے سب کچھ دیکھ لیا کرتے ہیں۔ لوگ بش کو لعن طعن کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ امریکی صدر دنیا کا کمزور ترین صدر ہوتا ہے جسکے اپنے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہوتا، بلکہ اسکا تو اپنے بیڈروم پر بھی مکمل حق نہیں ہوتا کیونکہ وہ بھی یہودیوں کی آنکھوں (خفیہ کیمروں) کے سامنے ہوتا ہے۔

وسط ایشیائی ریاستوں کے غیور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے روس کے اندر کمیونسٹ انقلاب کے لئے رقم فراہم کرنے والا ڈیوڈ راک فیلر تھا (اسکا ذکر آگے آئے گا)۔

ماڈرن دنیا کی پسند و ناپسند، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، کھانے پینے کا انداز، غرض مکمل طرز زندگی (Life Style) کیسی ہوگی، اسکا فیصلہ اس خاندان کی لڑکیاں کرتی ہیں۔ جی ہاں۔ ہالی ووڈ کو چلانے والی اسی خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ (مذکورہ تمام حوالے فرڈیننڈ لنڈ برگ کی کتاب "The Rockefeller Syndrome" سے لئے گئے ہیں)

اس خاندان کی خاصیت یہ ہے کہ یہ پردے کے پیچھے رہ کر امریکہ کو استعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس خاندان کی لڑکیوں کی بھی ایسی تربیت کی جاتی ہے کہ وہ کہتی ہیں ہم عام زندگی گذارتی ہیں تاکہ میڈیا کی نظروں سے بچ سکیں اور اگر ہمیں کالج وغیرہ سے واپسی میں کبھی اپنی کار کا انتظار کرنا پڑ جائے تو کسی آڑ میں کھڑی ہوتی ہیں۔

دجال کی میڈیا کا کمال دیکھئے کہ ٹیکس چوروں کو انسان دوست اور فلاحی کام کرنیوالا (Philanthropist) بتایا جاتا ہے۔ پاکستان کے درآمد شدہ (Imported) وزیر اعظم، شوکت عزیز، پچیس سال اس خاندان کے ملازم رہے ہیں۔

افغانستان پر امریکی حملہ اور قبضہ اس تمام آپریشن کی نگرانی اسی خاندان کا ایک بائیس سالہ نوجوان کر رہا تھا۔ طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے کابل آنے والا یہی نوجوان تھا، جو اپنے ذاتی طیارے سے وہاں پہنچا۔ اس نے مشرقی زبانوں میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ لیکن ایک بات

پھر یاد رہے کہ راک فیلر کا یہ عروج انکی ذاتی محنت سے زیادہ انکو، الومیناتی، شیطانی فرقے اور فریمیسن کی تمام شخوں کے تعاون کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سرکردہ یہودیوں کا مشن ایک ہے جبکہ میدان کار آپس میں تقسیم ہیں۔ چنانچہ ہر میدان والے اپنی جگہ کام کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فلم ایکٹر، مصنف، شاعر یا ادیب دجالی مشن کے لئے مخلص ہے، تو دنیا بھر کی یہودی خفیہ شاخیں انکے ساتھ تعاون کرینگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کوئی مصنف یا ادیب دنیا کے افق پر چھا جائے گا۔

اس بات کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح خیر کی قوتوں کے ساتھ دنیا بھر کی خیر کی قوتیں ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو اسکا اعلان فرشتوں میں کرتے ہیں، تمام فرشتے اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر یہ فرشتے دنیا میں اعلان کرتے ہیں کہ آسمان والے فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں دنیا والو تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس طرح اہلِ حق کے دلوں میں اس بندے کی محبت پیدا ہوجاتی ہے۔ تمام رحمانی قوتیں اسکی حمایت و مدد کے لئے یکجا ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح ابلیس جس سے راضی ہوجاتا ہے تو اس سے محبت کا اعلان اپنے خاص چیلوں میں کرتا ہے۔ وہ اس اعلان کو آگے بڑھاتے ہیں اور پھر تمام شیاطین جن و انس اس آدمی کی حمایت میں ہوجاتے ہیں۔ یہ باتیں ہمیں شاید بہت عجیب لگ رہی ہوں، کیونکہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ پے در پے یلغاروں کے باوجود ہم یہ بات ہی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ دنیا میں ہمارا کوئی دشمن بھی ہے۔ ہمارا عقیدہ ایسا ہوگیا ہے کہ یہود و ہنود اور عیسائی سب ہمارے بھائی۔ ہمیں احساس نہیں کہ ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے ہے، جو دن رات اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر دے۔

کثیر القومی کمپنیوں (Multi National) کے بارے میں ایک اور بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جیسے جیسے وقت گذرتا جا رہا ہے مشہور یہودی خاندانوں کی کمپنیاں ایک دوسرے میں ضم (Merge) ہوتی جا رہی ہیں۔ تجارتی دنیا میں اگر چہ یہ ایک کاروباری مسئلہ ہے لیکن جو چیز قابلِ توجہ ہے وہ یہ کہ یہ لوگ بے تاج بادشاہ ہونے کے باوجود آپس کے تعلقات میں ضابطے کے پابند ہیں۔ نیز دجال کے لئے راہ ہموار کرنے کے مشن میں تسلسل کے ساتھ ہر ایک لگا ہوا ہے۔

مثلاً روتھ شیلڈ خاندان کو آپ لے لیجئے، یہ لوگ یورپ، آسٹریلیا پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ جے پی مارگن بھی عالمی بینکاروں میں کسی سے کم نہیں۔ لیکن مشن کے حوالے سے ان سب میں اتفاق اور یکسوئی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ پیسہ کمانے کی یہودی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی

ہے کہ یہ آپس میں دست و گریباں ہونے چاہئیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب ایک کمپنی دوسری کمپنی کو خریدنا چاہتی ہے اور وہ کمپنی بیچنے کی خواہش نہیں رکھتی۔ پھر بھی کوئی تیسری قوت درمیان میں آتی ہے اور بڑے بڑے معاملات، اتفاق رائے سے حل ہو جاتے ہیں۔ شاید اسی بات سے بعض محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان سب کے پیچھے انکا گرینڈ ماسٹر (دجال) موجود ہے جو تمام صورت حال کی نگرانی کر رہا ہے۔ اور انکو اپنے منصوبے کے مطابق چلا رہا ہے۔

راک فیلر خاندان کا اصل پہلو وہ ہے جو انکی مذہبی وابستگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں بڑا کردار اس خاندان کی ماں، جان ڈی راک فیلر جونیئر کی بیوی Abby Aldrich Rockefeller کا ہے۔ بچپن سے ہی بچوں کی تربیت، خالص مذہبی بنیادوں پر کی گئی۔ انکو یہودی ہونے کی حیثیت سے دنیا کی تمام اقوام سے اعلیٰ ہونے کا تصور ذہنوں میں بٹھایا گیا۔ بچپن سے ہی گھر میں صبح دعائیہ تقریب ہوتی ہے۔ ہر بچے کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی بچہ شریک نہ ہو، یا تاخیر کر دے تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے، جو اسے اپنے جیب خرچ سے بھرنا پڑتا ہے۔ ان بچوں کو اسرائیل کی حفاظت اور وسیع تر اسرائیل کے قیام کی اہمیت بچپن سے ہی سمجھ دی جاتی ہے۔

چنانچہ راک فیلر فیملی امریکہ میں ایسی بہت سی تنظیموں کو فنڈ فراہم کرتی ہے جو انکے مسیح موعود کانے دجال (Anti-Christ) کی آمد کے حوالے سے عوام میں کام کر رہی ہیں۔ شیطان کی پوجا کرنے والی جماعت (Sanatist) کے منصوبہ سازوں میں شامل ہیں۔ راک فیلر پر لکھنے والے انگریز مصنفین نے صیہونی خفیہ تنظیم، نورانیین (Illuminati) کے ساتھ انکے گہرے تعلقات کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے جو (انکے خیال کے مطابق) دجال سے براہ راست رابطے میں رہتے ہونگے اور اسکے احکامات کے مطابق دنیا کی سیاسی بساط سے کھیلتے ہونگے۔ چنانچہ نورانیین، کبالہ، فریمیسن کی تمام شاخیں اور دیگر خفیہ صیہونی تنظیمیں ان سب کی سرپرستی راک فیلر وغیرہ کرتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر: راک فیلرز خاندان کا جدامجد جان ڈی راک فیلر John D. Rockefeller ۱۸۳۹ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ سولہ سال کی عمر میں یہ منشی لگ گیا۔ ۱۸۶۲ء میں اس نے تیل کا کاروبار شروع کیا۔ اور اسٹینڈرڈ آئل کمپنی (Standard Oil Company) بنائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک منشی، امریکہ بھر کی نوے فیصد آئل ریفائنری کا مالک بن بیٹھا۔

ظاہر نظر سے دیکھیں تو اسکو جان راک فیلر کی محنت، لگن، ذہانت اور قسمت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو معاملہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ اس ترقی میں، دھونس، دھاندلی، بے ایمانی، رشوت ناجائز کمیشن، حکومت میں یہودی اثر ورسوخ اور سب سے بڑھ کر یہودی سازشی عناصر (جو کہ یہ خود سب سے بڑے ہیں) کا بہت بڑا کردار ہے۔ ان میں سے کچھ بدعنوانی اور ناجائز کمیشن کے معاملات عوام کے سامنے بھی آئے، لیکن راک فیلر آئے دن ترقی ہی کرتا چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر مستقبل میں جن دجالی منصوبوں کو پروان چڑھانا چاہتا تھا، اسکے لئے اس نے چار خیراتی (درحقیقت ڈکیتی کے) ادارے قائم کئے۔ جن میں سے راک فیلر فاؤنڈیشن اور راک فیلر انسٹی ٹیوٹ برائے میڈیکل ریسرچ (موجودہ راک فیلر یونیورسٹی) مشہور ہیں۔

راک فیلر فاؤنڈیشن صرف ایسے مقاصد کے لئے فنڈ فراہم کرتی ہے جو دجالی منصوبوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اسی طرح راک فیلر یونیورسٹی میں انہی شعبوں میں تحقیق کی جاتی ہے جو آئندہ چل کر دجال کے کام آسکے۔ اس طرح خیراتی اداروں کی آڑ میں اس خاندان نے دنیا بھر میں اپنے پنجوں کو مضبوط کیا۔ نیز اپنی بے شمار کالی دولت کو ٹیکس سے مستثنٰی بھی کرلیا۔ انکی دولت کا اندازہ آپ اس سے کرسکتے ہیں، کہ تمام دنیا کا سونا اس وقت آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے قبضے میں ہے۔ اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ یہ دونوں ادارے انہی کے ہیں۔ چنانچہ 1981 میں امریکی صدر رونالڈ ریگن نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ حکومت امریکہ کے خزانے میں کتنا سونا پڑا ہے، تو اسے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی اور آپکو بھی ہونی چاہئے، کہ امریکی خزانہ سونے سے خالی تھا۔ امریکہ کا اگر یہ حال ہے تو دیگر ممالک کا آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء کو فلوریڈا (امریکہ) میں موت کے منہ میں چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر جونیئر (John D, Rockefeller, junior-1960-1874)

یہ جان ڈی راک فیلر کا بیٹا تھا۔ اس نے نیو یارک میں، اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کے لئے زمین چندے میں دی۔ اسکے پانچ بیٹے تھے:

1. ...جان ڈی راک فیلر سوم (1978-1906)
2. ...نیلسن راک فیلر (1979-1908)
3. ...لارنس ایس راک فیلر (1910)
4. ونتھراپ راکفیلر (1973-1912)

5 ڈیوڈ راک فیلر (1915)

ان پانچوں نے الگ الگ شعبوں میں یہودیت کی خدمت کی۔ جان ڈی راک فیلر سوم نے آرٹ کا میدان سنبھالا۔ اس آرٹ نے مسلمان معاشرے میں جو تباہی مچائی ہے اسکے اثرات آپ زندگی کے ہر شعبے میں دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح مسلم معاشرہ غیر اسلامی رنگ میں رنگتا جا رہا ہے۔ آرٹس کی دنیا کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو نیشنل کالج آف آرٹس سے مل سکتی ہیں۔ یہ وہ این جی اوز جو آرٹ کے شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ بظاہر معصوم سے نام والا یہ میدان درحقیقت کسی بھی معاشرے کی چولیں ہلا دینے کے لئے یہودی ماہرین نے اختیار کیا ہے۔

نیلسن راک فیلر .....اقوام متحدہ کا بانی

نیلسن راک فیلر نے سیاست کا میدان چنا۔ اس میدان میں ایسے کارنامے انجام دے گیا کہ امریکی اور بین الاقوامی سیاست کو یہودیوں کی لونڈی بنا گیا۔ یہ کام اس نے ۱۹۲۱ء میں ''سی ایف آر (C.F.R)'' قائم کر کے کیا۔ اسکے علاوہ اقوام متحدہ کے قیام میں اسکا بنیادی کردار تھا۔ اقوام متحدہ اسکے گھر میں بیٹھ کر بنی۔ اسی نے اقوام متحدہ کے دفاتر کے لئے نیویارک میں جگہ دی۔

نیلسن راک فیلر نے امریکی حکومت میں مختلف شعبوں میں سیکریٹری اور مشیر کے طور پر کام کیا۔ جہاں بیٹھ کر حکومتوں سے کھیلنا آسان ہوتا ہے۔ اس نے اپنے لئے اہم شعبوں کو چنا۔ آرٹ کی سرپرستی کی۔ اسقاط حمل (Abortion) کا بل لانے والوں میں اسکا دماغ شامل تھا۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر نے جس میٹنگ میں دنیا کی آبادی کم کرنے کے منصوبے بنائے نیلسن ایسے تمام منصوبوں کا روح رواں تھا۔

۱۹۶۶ء میں ریپبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر ریاست نیویارک کا گورنر بنا۔ ۱۹۷۴ء میں اسکو امریکہ کے نائب صدر کے طور پر منتخب کرا لیا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں نیویارک میں اس کا انتقال ہوا۔

لارنس راک فیلر

لارنس ایس راک فیلر ۱۹۱۰ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ اس نے قدرتی وسائل اور میڈیکل ریسرچ کے شعبے کو اختیار کیا۔ ایسے نئے تجارتی میدانوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جنکی بنیاد جدید ٹیکنالوجی پر تھی۔ اس نے ''جزیرۂ سینٹ جان'' میں، امریکی حکومت کو پانچ ہزار ایکڑ زمین چندے میں دی۔

جب ہم نیشنل پارک، نیشنل میوزیم، آرٹ اینڈ کلچرل سینٹر جیسے نام سنتے ہیں تو اکثریت کو ان کے نام سے ہی اکتاہٹ ہوتی ہے۔لوگوں کی اکثریت ان شعبوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔فری میسن اور دیگر صیہونی تنظیمیں،ایسی ہی جگہوں سے دجالی حکومت کے خاکوں میں حقیقت کا رنگ بھر رہی ہوتی ہیں۔یہ جگہیں وہ نیوکلئیر ریکٹر ہیں جہاں ثقافتی یلغار کے ایٹم بم تیار کئے جاتے ہیں،اور پھر ساری دنیا کے ذہنوں اور جسموں پر دجال کے کارندے حکومت کرتے ہیں۔مثلاً میوزیم کو لے لیجئے۔ثقافتی ورثے کے نام پر کہیں فراعنہ کی تہذیب کا تقدس ذہنوں میں بٹھایا جا رہا ہوگا، تو کہیں ہڑپا اور موہنجوداڑو کی جاہلی تہذیب سے لوگوں کو متاثر کیا جا رہا ہوگا۔

ون تھراپ راک فیلر: یہ ۱۹۶۷ تا ۱۹۷۱ ریاست ارکنساس کا گورنر رہا۔لیکن بعض خود سر عادتوں کی بدولت یا پھر یوں کہہ لیجئے خفیہ منصوبوں میں کچھ رکاوٹ پیدا کرتا،ون تھراپ اس خاندان کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔

ڈیوڈ راک فیلر ۔ بڑا تاجر بڑا جادوگر

بادشاہ گر،ڈیوڈ راک فیلر جس نے مختلف امریکی صدور کی جانب سے انتہائی اہم عہدوں کی پیشکش ٹھکرائی اور پس پردہ رہ کر صیہونیت کے خفیہ منصوبوں کے لئے خود کو وقف کیا۔ ۱۹۱۵ء میں نیو یارک میں پیدا ہوا،ہارورڈ اور شکاگو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔بہت جلد ڈیوڈ راک فیلر عالمی بینکر بن گیا۔ ۱۹۶۱ء میں چیز مین ہٹن بینک کا صدر بن گیا۔اسکو سی ایف آر (C.F.R) کا چیر مین بھی منتخب کیا گیا۔ڈیوڈ کوئی سرکاری عہدہ نہ رکھنے کے باوجود امریکہ کی جانب سے انتہائی اہم دورے کرتا جن میں وہ امریکہ کی جانب سے دنیا کے مختلف ممالک کے لئے نئے پروگرام لے کر جاتا۔

دی راک فیلر سنڈرم (The Rockefeller Syndrome) کا مصنف فرڈیننڈ لنڈ برگ لکھتا ہے: ''ڈیوڈ جب بین الاقوامی دورے پر نکلتا ہے تو اسکے ملاقاتیوں اور دیگر معاملات کی فہرست ایک کتاب کے برابر ہوتی ہے۔وہ جب کسی ملک کا دورہ کرتا ہے تو ملک کا سربراہ اس سے اس طرح ملتا ہے جیسے وہ کسی ملک کا سربراہ ہو۔اور اسی طرح اسکی ملاقاتوں کا شیڈول طے پاتا ہے''۔ڈیوڈ راک فیلر اپنے دوروں میں اپنے ساتھ ترقی یافتہ ملکوں کے سابق صدور اور وزراء اعظم کو بھی لے کر جاتا ہے۔

مصنف آگے لکھتا ہے'' وہ ہر سال اپنے گھر پر کئی ممالک کے وزرائے خزانہ،اعلیٰ سرکاری

حکام، ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور اقوام متحدہ کے حکام کی میزبانی کرتا ہے۔ ...اور وہ اپنے گھر نیویارک میں ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ تفریح کرتا ہے بسا اوقات انکو رات بھی اپنے گھر ہی ٹھہراتا ہے۔''

فرڈیننڈ مزید لکھتا ہے ''ڈیوڈ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ کی معلومات ایک منٹ میں لے سکتا ہے۔''

ڈیوڈ خود کہتا ہے ''میں نہیں سمجھتا کہ میرے کام سے زیادہ فائدہ مند کوئی کام ہوگا۔ بینک ہر کسی کے ساتھ معاملہ رکھتا ہے، دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بینک سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ (دی راک فیلر سنڈرم مصنف فرڈیننڈ لنڈ برگ)

لنڈ برگ نے لکھا ہے ''ویت نام کی جنگ کے پیچھے سو فیصد ڈیوڈ راک فیلر اور اسکے بھائیوں کا ہاتھ تھا''۔

عراق اور افغانستان پر حملہ کرانے میں اسی یہودی خاندان کا ہاتھ ہے۔ یہ جے راک فیلر چہارم ہے۔ اسکا تذکرہ آگے آئے گا۔ جس طرح ویت نام کی جنگ جنوب مشرق ایشیا پر یہودیوں کا کنٹرول کرنے کے لئے لڑائی گئی اسی طرح عراق کی جنگ اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ ختم کرنے اور جزیرۃ العرب پر یہودیوں کا قبضہ کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر، ڈیوڈ راک فیلر نے بنوایا تھا۔ ڈیوڈ خود آرکیٹکٹ ہے۔ آرکیٹکچر (تعمیرات) کی دنیا میں اس نے ایسے ڈیزائن متعارف کرائے جو قدیم یہودی ثقافت کی نشانی ہیں۔ گھروں کے اندر فرش، دیواروں پر چھ اور آٹھ کونے والا استارہ، سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سیڑھیاں، شیطان کا سینگ (Long Horn) شیلڈ اور اسکے طرح کے بہت سارے ڈیزائن اور نشانات ہیں جو فن تعمیر میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

اسٹینڈرڈ آئل، چیز مین ہٹن بینک، نیشنل سٹی بینک، یونائیٹڈ اسٹیٹ ٹرسٹ کمپنی، Equitable Life and Mutual of New York. جیسے نامور ادارے انکے ہاتھ میں ہیں۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر کے پیچھے راک فیلر ز تھے۔

ڈیوڈ راک فیلر کی مذہب سے وابستگی کے بارے میں، فرڈیننڈ لنڈ برگ لکھتا ہے ''وہ خدا کے اتنا ہی قریب ہے جتنا کہ پاپ یا کنٹربری کا آرک بشپ''۔

لنڈ برگ کا یہ تبصرہ اس خاندان کے افراد کی مذہب سے وابستگی کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہود کے ہاں اس درجے کا مذہبی ہونے کا مطلب ہے کہ وہ کبالہ کا علم بھی رکھتے ہیں۔

اس خاندان کو اتنی تفصیل سے بیان کرنے کا اصل مقصد انکا یہی خفیہ جادوئی کردار ہے۔ مسلمان تاجروں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے کہ اللہ کے دشمن کس طرح دین حق کو مٹانے کے لئے نسل در نسل ہر میدان میں محنت کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے تاجر حضرات صرف اسلئے مجاہدین کا ساتھ نہیں دیتے کہ انکا کاروبار خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالانکہ جتنا مقدر میں لکھا جاچکا اسکو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کرسکتی۔

ڈیوڈ راک فیلر نے اپنی خودنوشت ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

"They claim we wield over American political and economic institutions. Some even believe we are part of a secret cabal working against the best interests of the United States, characterizing my family and me as "internationalists" and of conspiring with others around the world to build a more integrated global political and economic structure - one world, if you will. If that's the charge, I stand guilty, and I am proud of it."(Memoirs by David Rockefeller .P:405)

ترجمہ: لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم (راک فیلر خاندان) امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قابض ہیں۔ بعض لوگوں کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ ہم ''خفیہ کبالہ'' کا حصہ ہیں، جو امریکہ کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے، مجھے اور میرے خاندان کو ''بین الاقوامیت کا حامی'' تصور کرتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی تصور کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اوروں کے ساتھ مل کر، ایک ایسا بین الاقوامی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچہ کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو (موجودہ سے) زیادہ مکمل ہوگا۔ اگر یہی الزام ہے تو میں مجرم ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔''

ڈیوڈ راک فیلر جونیئر

یہ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے باپ ڈیوڈ راک فیلر (سینئر) کی جگہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دنیا میں اس وقت جتنے اہم مسائل ہیں، یہ ان سب کے پیچھے متحرک ہے۔ عالمی (یہودی) سیکورٹی، اسلحہ کنٹرول، بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی ترقی (یہودی مفادات کے مطابق) تجارت اور معاشیات کے میدانوں میں پردے کے پیچھے رہ

کر سیاسی کٹھ پتلیوں کو استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔

جے راک فیلر عراق وافغانستان میں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل

جے راک فیلر ۱۸ جون ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوا۔ یہ جان ڈی راک فیلر جونیئر کا پوتا اور جان ڈی راک فیلر سوم کا بیٹا ہے۔ جبکہ ڈیوڈ راک فیلر کا بھتیجا ہے۔ ۱۹۸۵ء سے سینٹ کا ممبر ہے۔ مغربی ورجینیا کا گورنر رہ چکا ہے۔ یہ سینیٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کا چیئرمین بھی رہا۔ (جنوری ۲۰۰۹ء کو ریٹائر ہو چکا ہے)۔ عراق پر حملے کے لئے بش انتظامیہ اور پینٹاگون کو بھڑکانے والا یہی شخص ہے۔ سی آئی اے سے لیکر میڈیا تک میں، اپنے خاندانی قبضے کی بدولت، صدام حسین کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کیا۔

۲۰۰۲ء میں اس نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور وہاں مختلف ممالک کے سربراہان، سے عراق پر امریکی حملے کے بارے میں اپنی ذاتی رائے پر بحث ومباحثہ کیا، اسی سال اس نے صدام حسین کے وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (Weopons of Mass Destruction) کے خلاف اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امریکی سینٹ میں خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا کہ عراق کے تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے خطرہ، بہت قریب آ چکا ہے۔ ہم انتظار نہیں کر سکتے۔

اس نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا: ''میں نے جنوری ۲۰۰۲ء میں سعودی عرب، اردن اور شام کا دورہ کیا تھا۔ وہاں کے سربراہان سے میں نے کہا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے کہ صدر بش عراق پر حملے کے لئے اپنا ذہن بنا چکے ہیں۔ یہ فیصلہ 9/11 کے فوراً بعد کیا جا چکا تھا۔''

گوانتانومو بے، بگرام اور ابوغریب جیل میں وحشیانہ تشدد

گوانتانومو بے، بگرام اور ابوغریب جیل میں دوران حراست مجاہدین اور عام مسلمانوں پر جو وحشیانہ تشدد کیا گیا وہ جے راک فیلر کے کہنے پر ہوا۔ سابق نائب صدر ڈک چینی بھی اس میں موث ہے۔ لیکن سی آئی اے نے، تشدد کے نئے طریقے کے بارے میں صرف دو لوگوں کو بریف کیا جن میں ایک یہ جے راک فیلر بھی تھا۔ تشدد کے ان مناظر کی ویڈیو سی آئی اے نے بنائیں تھیں، جو ضائع کر دی گئیں۔ اسکے لئے جب تحقیقاتی کمیٹی بنائی گئی تو جے راک فیلر نے اس کمیٹی کو ختم کرا دیا اس نے کہا ''یہ انٹیلی جنس کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔''

''مہذب لوگ'' کالے کرتوت

بیسویں صدی عیسوی میں، دنیا کو جن اقتصادی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا وہ راک فیلر اور

دیگر چند یہودی خاندانوں کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی تھی۔ تاکہ دنیا کے بڑے ممالک کو اپنے سامنے مجبور کرکے یہودمخالف قوتوں کے خلاف عالمی جنگ کا (انسانی) ایندھن مہیا کرنے پرمجبور کرسکیں۔ پہلی جنگِ عظیم کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہ تھا کہ خلافت عثمانیہ توڑ کر ایک عالمی یہودی حکومت قائم کی جائے تاکہ دجال کی عالمی حکومت کے لئے ایک ماڈل تیار کیا جا سکے۔

اس خاندان کے بارے میں پڑھ کر آپ شاید سوچ رہے ہونگے، کہ دنیا کا کونسا شعبہ ہے جواس خاندان کے قبضے سے باہر ہے؟ یقیناً بہت سارے معاملات میں یہ براہِ راست شریک نہیں، لیکن مکمل ان سے علیحدہ بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ دیگر معاملات جن خاندانوں کے قبضے میں ہیں، ان میں اس خاندان کی لڑکیوں کی شادیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً جے پی مورگن (J.P Morgan)، روتھ شیلڈ وغیرہ۔

دنیا میں جتنے ناپاک کام ہیں، یا ہروہ کام جس سے بنی آدم کی تذلیل ہوتی ہے، یہ خاندان ایسے تمام کاموں کا موجد ہے۔ اہلِ تعلیم یافتہ طبقے کو دھوکہ دینے کے لئے، ان غلیظ کاموں پر خوبصورت لیبل لگادیا جاتا ہے، کہیں میڈیکل ریسرچ کے نام پر، کہیں سائنس وٹیکنالوجی کے نام پر، کبھی وائلڈ لائف اور لائیو اسٹاک تو کبھی انسانیت کے نام پر چلنے والی این جی اوز کے روپ میں۔ دنیا بھر کے مردہ خانوں سے بچوں اور عورتوں کے اعضاء کاٹ کران کی خفیہ تجربہ گاہوں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ جہاں انسان کے ہر حصے پر مختلف تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس کوشش کا مقصد یہ ہے کہ اگر تیسری جنگِ عظیم میں، یہود کی نسل ختم ہوجائے تو یہودی جینز کے ذریعے، یہود کی نسل کی از سرِ نو تخلیق کی جا سکے۔ یہ کام اکثر فلاحی ادارے کرتے ہیں، جنکو یہ خاندان مختلف ناموں سے اربوں ڈالر سالانہ امداد دیتا ہے۔ جراثیمی ہتھیار بنا کر، آفت زدہ علاقوں میں انکا تجربہ کیا جاتا ہے۔ انہی کی سرپرستی میں عریانیت کو انڈسٹری کا درجہ دیا گیا ہے۔

انکی خفیہ تجربہ گاہوں میں جراثیمی ہتھیار (مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے بم کی شکل دی گئی ہے) تیار کئے گئے ہیں۔ افریقہ اور دیگر ممالک میں ان جراثیموں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اس بیماری کوختم کرنے کے لئے اپنی ہی دواساز فیکٹریوں میں اسکی دوائی تیار رکھی جاتی ہے۔ دوسری جانب ڈاکٹروں کے ذریعے انہی کی کمپنی کی دوائی لکھ دی جاتی ہے۔ دنیا میں پھیلی کئی خطرناک بیماریوں کے بارے میں سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ امراض قدرتی طور پر نہیں بلکہ انکے جراثیم کسی لیبارٹری میں تیار کئے گئے تھے۔ ان میں ایڈز کا وائرس H.I.V قابلِ ذکر ہے۔

امریکہ کے اندر، ایف بی آئی اور سی آئی اے امریکی بچوں کو اغوا کر کے شیطان کے پجاریوں کے پاس پہنچاتی ہے جن کو انکی مذہبی تقریب میں شیطان کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی یا غیر یہود اقوام کی نسل کشی

دجال کی آمد سے پہلے پہلے راک فیلرز کی یہ کوشش ہے کہ دنیا میں موجود غیر یہودی اقوام کی آبادی کو کم سے کم کر دیا جائے تا کہ مستقبل میں کوئی بھی مزاحمت دشواری کا باعث نہ بنے۔ اسکے ئے خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر انسانیت کا قتل جس بیمانہ انداز میں جاری ہے، اسکا اصل چہرہ اگر عوام کو دکھایا جائے، تو لوگ یہودیوں اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام چلانے والوں کو چوراہوں پر لٹکا دیں۔ لیکن یہ دجالی میڈیا کا کمال ہے کہ وہ صرف ان مسائل کو اجاگر کرتا ہے جس میں دجالی قوتوں کی رضا ہوتی ہے یا پھر انکے مفادات پر کوئی حرف نہیں آتا۔ چنانچہ حق گوئی کا دعوی کرنے والے کالم نگار، ٹی وی پر آنے والے دانشور سب کچھ جاننے کے باوجود، قوم کی نسل کشی اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ کر خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ زبان کھولنے کی صورت میں انکے آقا ان سے ناراض ہو جائیں گے اور یورپ و امریکہ کے دروازے انکے لئے بند کر دئے جائیں گے، بلکہ انکے اپنے ملک کی زمین بھی انکے لئے تنگ ہو جائے گی۔

نسل انسانی کو تباہ کرنے کے لئے دنیا میں جتنے پروگرام چل رہے ہیں انکے منصوبہ ساز راک فیلرز ہیں۔ یہ خاندان ترجیحی بنیادوں پر دنیا کی حکومتوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے ملکوں میں اس پالیسی کو بزور قوت نافذ کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جو دنیا سے خیر کا خاتمہ کر کے مکمل شر (ابلیس) کا مذہب نافذ کرنا چاہتا ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں لوگ ابلیس کی پوجا کریں..... ہر وہ کام کیا جائے، جس سے انسانیت کی تذلیل ہو..... اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اترے..... ابلیس خوش ہوتا رہے۔

گیری ایلن (Gary Allen)، راک فیلر کے مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے

"The Rockefeller game plan is to use population, energy, food, and financial controls as a method of people control which will lead, steadily and deliberately, into the Great Merger, a one-world government.

ترجمہ۔ راک فیلر کا منصوبہ، آبادی، توانائی، اور معاشی کنٹرول کو، لوگوں کو کنٹرول کرنے کے

لئے، بطور ہتھیار استعمال کرنا ہے۔ جو تسلسل اور سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ ایک عظیم انضمام، یعنی ایک عالمی حکومت کی طرف جائے گا۔

اس خاندان نے خلافت عثمانیہ توڑنے سے لے کر فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام تک میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ عرب حکمرانوں کو اپنے سحر میں جکڑ کر، بیت المقدس پر قبضہ کرایا۔ انھوں نے بوسنیا کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی، عراق میں درندگی کی نئی تاریخ رقم کی۔ ابوغریب جیل میں انسانیت کو رسوا کر کے، ابلیسیت کو خوش کرنے والے یہی تھے۔ افغانستان میں دنیا کا ہر اسلحہ طالبان پر استعمال کیا۔ معصوم بچوں...... عورتوں اور بوڑھوں پر نئے نئے بموں کے تجربات کئے۔ اللہ کے ولیوں کو، گوانتاناموبے کے پنجروں میں انہی کے حکم سے ذلیل کیا جا تا رہا...... قرآن کی بے حرمتی انہی خبیث، بد باطن اور شیطان کے پجاریوں کے حکم پر کی گئی۔ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اخبارات میں مہم انہی کعب بن اشرف کی اولاد کے اشاروں پر کی جاتی ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک بات ذہن میں آسکتی ہے کہ اگر یہ لوگ اتنے ہی طاقتور ہیں تو امریکہ کے صدر کیوں نہیں بنتے؟ اس کا اصل جواب تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ **ضربت علیھم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس۔الایة....** ترجمہ: ان یہود پر ذلت ڈال دی گئی ہے، وہ جہاں بھی ہوں، الا یہ کہ اللہ سے عہد اور لوگوں سے عہد کے ساتھ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کو اپنے مٹ جانے کا خوف ہے جو، یہودی نفسیات سے تعلق رکھتا ہے یہ تاریخی تفصیل چاہتا ہے، جس کا یہاں موقع نہیں۔ جبکہ آسان سا جواب یہ ہے کہ جو بادشاہ گری کا مزا جانتے ہوں، وہ بادشاہ بننا پسند نہیں کرتے۔ نیز چونکہ انکا اصل کام سازشوں کے ذریعے اپنے ناپاک منصوبوں کو پروان چڑھانا ہوتا ہے سو یہ بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ سامنے آنے کے بجائے کسی کو ڈھال بنا کر اپنا کام چلاتے رہیں۔ ان میں سے اگر کبھی کوئی فرد سامنے آنا چاہے تو خود انہی کو لوگ اسکو ''سبق'' سکھا دیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنے ہی بندے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ البتہ ۱۹۹۲ء سے یہودیوں نے سامنے آنا شروع کیا ہے۔ یہی انکی تباہی و بربادی کا آغاز ہے۔

روتھ شیلڈ (Rothschild) خاندان

نوٹ: یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے، یہ جرمن زبان کا لفظ ہے، جسکے معنی سرخ ڈھال کے ہیں۔ جرمنی میں سرخ کو Rot اور ڈھال کو Schild کہتے ہیں، اس طرح یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے۔ لفظ Schild کے معنی Sign یعنی نشان کے بھی ہیں۔ لیکن یہاں اسکے ڈھال والے معنی مراد ہیں۔ کیونکہ یہودی سلیمان علیہ السلام کی ڈھال کو قوت کی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ یہودی خاندان بھی کبالہ گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ انھوں نے یورپ اور آسٹریلیا کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے۔ اس خاندان کا جدِ امجد "میئر ایمشل باعور" ۱۷۴۳ء میں فرینکفرٹ جرمنی میں پیدا ہوا۔ اسکا باپ لوگوں کو سود پر قرضے دیتا تھا۔ اسکے گھر کے دروازے پر ایک سرخ رنگ کا داؤدی ستارہ (چھ کونوں والا) لٹکا ہوا تھا۔ اسکے پانچ بیٹے تھے جو پورے یورپ میں پھیل گئے اور بینک کے کاروبار پر قابض ہو گئے۔

1. Amschel Mayer Rothschild
2. Salomon Mayer Rothschild
3. Nathan Mayer Rothschild
4. Kalmann (Carl) Mayer Rothschild
5. Jacob (James) Mayer Rothschild

یہی وہ شخص ہے جس نے ۱۷۷۰ء میں یہودی خفیہ تنظیم الومیناتی (Illuminati) کے قیام کا منصوبہ بنایا اور اسکے لئے ایڈم وائیزت کو اعتماد میں لیا۔

راک فیلر اور روتھ شیلڈ جیسے لوگوں کے نزدیک بڑی بڑی حکومتوں کی کیا حیثیت ہے اسکا اندازہ اس مکالمے سے لگایا جاسکتا ہے جو ۱۸۱۱ء میں ناتھن میئر روتھ شیلڈ اور بعد میں ہونے والے امریکی صدر، انڈریو جیکسن کے درمیان ہوا۔ امریکہ میں روتھ شیلڈ کے بینک "آف یونائیٹڈ اسٹیٹ" کی تجدید کا بل امریکی کانگریس نے مسترد کر دیا تھا۔ اس وقت یہ مکالمہ ہوا:

"Either the application for renewal of the charter is granted, or the United States will find itself involved in

a most disastrous war."

ترجمہ: یا تو چارٹر کے تجدید کی درخواست منظور کی جائے گی یا امریکہ خود کو بہت تباہ کن جنگ میں موت پائے گا۔ اسکے جواب میں انڈریو جیکسن نے کہا:

"You are a den of thieves vipers, and I intend to rout you out, and by the Eternal God, I will rout you out."

ترجمہ: تم سانپوں اور چوروں کی آماجگاہ ہو، اور میرا ارادہ تمہیں نکال باہر پھینکنے کا ہے۔ قسم ہے ابدی خدا کی! میں تمہیں نکال باہر کرونگا۔ روتھ شیلڈ نے جواب دیا:

"Teach those impudent Americans a lesson. Bring them back to colonial status."

ترجمہ: ان بے شرم امریکیوں کو سبق سکھ دو، انکو نوآبادیتی دور میں واپس لے آؤ۔

ناتھن روتھ شیلڈ نے جو کہا اسکو عملی شکل بھی دی۔ اس نے ۱۸۱۲ء میں برطانیہ کے ذریعے امریکہ پر جنگ مسلط کرادی۔ واضح رہے کہ امریکہ سے پہلے برطانیہ یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے۔ انقلابِ فرانس خالص یہودی انقلاب تھا۔ جسکا روحِ رواں الومیناتی کا ایڈم وائیزرت تھا۔ جبکہ سارا خرچہ روتھ شیلڈ نے اٹھایا۔ Sir Walter Scott نے "دی لائف آف نپولین" میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہے۔

غیر یہود اقوام کی بیٹیوں کو گھروں سے کھینچ کر ابلیسی تہذیب کے جبڑوں میں پھنسانے والے یہودی اپنی بیٹیوں کو کیوں گھروں میں قید کر کے رکھتے ہیں۔ آزادی نسواں کی تحریکوں کے لئے اربوں کے فنڈ جاری کرنے والے اپنے گھر کی عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق کیوں نہیں دیتے۔ مسلم ممالک میں سانپ بچھوؤں کے مانند رینگتی این جی اوز، اپنے آقاؤں سے یہ مطالبہ کیوں نہیں کرتیں کہ اپنی بہو بیٹیوں کو بھی اسی طرح سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر چھوڑ دیئے جس طرح آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ روتھ شیلڈ نے اپنے بیٹوں کے لئے جو زندگی کا لائحہ عمل مرتب کیا اس میں ایک اصول یہ تھا:

Only male members of the family were allowed to participate in the family business (It is important to note that Mayer Amschel Rothschild also has five daughters, (The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl)

ترجمہ: گھرانے کے صرف مرد حضرات کو خاندانی کاروبار میں شریک ہونے کی اجازت دی

گئی تھی۔ یہ قابلِ توجہ ہے کہ مَیر ایشل روتھ شیلڈ کی پانچ بیٹیاں بھی تھیں۔

۱۹۸۰ء میں انھوں نے دنیا بھر کے قومی اداروں کی نجکاری (Privatization) کے لئے حکومتوں پر زور ڈالنا شروع کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے برطانیہ جیسے ملکوں کی بڑی بڑی کمپنیوں کو خرید لیا۔

۱۹۹۵ء میں سابق اٹامک انرجی سائنسدان، ڈاکٹر کٹی لٹل (Kitty Little) نے دعویٰ کیا کہ "روتھ شیلڈ دنیا کی 80 فی صد یورینیم کی سپلائی پر قابض ہیں جس کی وجہ سے نیوکلئر توانائی پر انکی اجارہ داری قائم ہے۔"

یہودی شخصیات سے متعلق ایک وضاحت

آپ جتنی بھی یہودی شخصیت کی زندگی کا مطالعہ کرینگے، ہر ایک کو پڑھ کر یوں محسوس ہوگا، گویا یہودیت کے لئے سب سے زیادہ خدمات اسی کی ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ یہودیوں نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنایا ہے، اور اسکے لئے نسل در نسل قربانیاں بھی دیتے چلے آرہے ہیں۔ یہ کام ساری دنیا میں منظم انداز میں کیا جاتا رہا ہے۔ تمام دنیا کو مختلف خطوں میں تقسیم کر کے ذمہ داریاں بانٹی گئی ہیں۔ لیکن یہ سب ایک تنظیم کے تحت کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں کچھ وہ ہوتے ہیں جو منصوبہ سازی کرتے ہیں، کچھ اس کو عملی شکل دینے کے لئے طریقہ کار وضع کرتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جو منظر عام پر آکر اس منصوبے کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ یہودیت کے لئے سب سے اہم خدمات، اولیمناتی کے بانی، ایڈم وائیزٹ نے انجام دیں۔ راک فیلر کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ سارا کام اسی خاندان نے کیا ہے۔ یہی معاملہ روتھ شیلڈ اور دیگر یہودی خاندانوں کا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ایک منصوبے میں بہت سارے سرکردہ یہودی، علیحدہ علیحدہ خدمات انجام دیتے ہیں۔

◆◆◆

اسماعیلی فرقہ اور آغا خان فیملی

اسماعیلی اسماعیلی فرقہ باطنی فرقوں میں سے ہے، جنھوں نے ظاہراً اسلام کا نام لیا اور باطن میں کافر ہی رہے۔ مثلاً نصیری، اسماعیلی، قرامطہ، قادیانی، بہائی وغیرہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنیوں کے رد میں ''فضائح الباطنیۃ'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔ ان کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے "**ظاهر مذهبهم الرفض وباطنهم الكفر المحض**''

اسماعیلیوں کے عقائد

جیسا کہ انکے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہود کے ساتھ یہود، اور نصاریٰ کے ساتھ نصاریٰ ہوجاتے ہیں۔ آج بھی آغا خانیوں کا یہی حال ہے۔ حسن بن صباح کے بعد ۵۵۹ھ میں اسکے ایک جانشین، حسن بن محمد ثانی نے پچھلی تمام شریعت کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا، قیامت اور دنیا فنا ہوجانے کا اعلان کیا، اور کہا جو اس کی دعوت پر لبیک کہے گا وہ زندہ اٹھایا جائے گا اور جو لبیک نہیں کہے گا ہمیشہ کے لئے فنا ہوجائے گا۔ اس دن کو ''عید قیام'' کا نام دیا گیا۔ اس دن سے آج تک اسماعیلیوں نے خود کو تمام شرعی احکامات سے آزاد کیا ہوا ہے۔ نماز، روزہ، حج سب معاف۔ صرف اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنے ''معبود'' آغا خان کو پیش کردیں تو یہی ہر عمل اور گناہ کا کفارہ ہے۔ ''اس معبود'' کی محبت و معرفت ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ وافضل مانتے ہیں۔ انکے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا نور حلول کرگیا ہے سو وہ بھی اللہ ہی ہیں۔

اسماعیلیوں کے نزدیک انکے سارے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوتار ہیں، اسلئے جو حیثیت (اللہ کی روح کا حلول کرجانا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے وہی انکے تمام اماموں کی ہے۔ اس طرح یہ آغا خان کو بھی خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ اور آغا خان بھی اس پر راضی ہے۔

ڈاکٹر محمد کامل حسین، آغا خان سوم کے ساتھ اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں:

''میں اکثر ان سے فلسفیانہ بحثیں کرتا رہتا تھا، خصوصاً اسماعیلی عقیدے کی ترقی کے بارے

میں، مجھے یہ جان کر سخت حیرانی ہوئی کہ وہ ان تمام باتوں کے بارے میں اچھی طرح معلومات رکھتے ہیں، ایک دن میں نے ان سے ایک سوال کی اجازت مانگی، جس پر انکو غصہ آجاتا تھا جب انھوں نے غصہ نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے پوچھا: مجھے آپکی ذہانت وفطانت نے حیرت میں ڈال دیا ہے، اس سب کے باوجود آپ ان (اسماعیلیوں) کو اس بات کی اجازت کیسے دیدیتے ہیں کہ یہ آپکو معبود پکاریں"۔

آغا خان یہ سن کر قہقہے مار کر ہنسے۔ اتنا ہنسے کہ آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا۔ مجھ سے پوچھ کہ " آپ اس سوال کا جواب چاہتے ہیں! ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو گائے کی پوجا کرتے ہیں، تو کیا میں گائے سے بہتر نہیں ہوں۔"

آغا خان کا نیا قرآن

یہ آغا خان سوم، سر سلطان محمد شاہ تھا، جس نے ۳۰ جولائی ۱۸۹۹ء کو تنزانیہ کے شہر Zanzibar میں ایک فرمان جاری کیا، جس میں کہا " خلیفہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے قرآن کے بعض حصے حذف کردئے تھے۔ میں اصل قرآن لکھنا شروع کروں تو اس میں چھ سال لگیں گے، پھر میں تمہارے لئے یہ بھیجونگا، پھر تم دیکھنا کہ عثمان نے قرآن سے کیا حذف کیا تھا" (مجلہ الراصد العدد التاسع)

اسماعیلیوں میں تقسیم...... بوہری اور نزاری

مصر میں فاطمی (شیعہ) حکومت کے فرمانروا مستنصر باللہ فاطمی (۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء تا ۱۰۹۵ء) نے اپنا جانشین اپنے بڑے بیٹے نزار کو بنایا تھا۔ لیکن مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے وزیر افضل بن بدر جمالی نے مستنصر کے چھوٹے بیٹے اور اپنے بھانجے مستعلی کو امام بنا دیا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ جمالی نے نزار اور اسکے بیٹے کو قتل کرا دیا۔ اسماعیلی فرقے کے بہت سے مبلغوں اور پیروکاروں نے مستعلی کی امامت کو تسلیم نہیں کیا، جن میں سب سے مشہور نام حسن بن صباح کا ہے، حسن بن صباح نزاری تھا۔ یہ بدستور نزار اور اسکے بیٹے کی امامت کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس طرح اسماعیلی دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک مستعلی، جبکہ دوسرے نزاری کہلانے جانے لگے، بوہریوں کا تعلق اسماعیلی مستعلی سے ہے جبکہ آغا خانیوں کا تعلق اسماعیلی نزاری سے ہے۔

ٹارگٹ کلنگ کا ماہر...... حسن بن صباح

حسن بن صباح (۴۳۰ھ تا ۵۱۸ھ مطابق ۱۰۳۸ء تا ۱۱۲۴ء) ایرانی، اسماعیلی شیعہ تھا۔ اس

نے ایران کے شمال مغربی علاقوں میں آ کر مختلف قلعوں پر قبضہ کرلیا اور اپنے جادو سے بیوقوف لوگوں کو اپنا مرید بنانا شروع کر دیا۔ اس نے اپنا مرکز ایران کے شہر قزوین کے قریب ''قلعۃ الموت'' میں بنایا۔ اسکے ''حشاشین'' (Assassins) مسلمانوں کو قتل کرنے میں مشہور رہے ہیں۔ انکا کام مسلمانوں کی سیاسی اور دینی قیادت کو قتل کرنا تھا۔ انھوں نے بڑی تعداد میں علماء اور مجاہدین قیادت کو قتل کیا۔ کئی مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی مدد کرتے رہے۔ حاجیوں کو لوٹ کر قتل کر دیتے تھے۔ لیکن نعرہ یہی لگاتے رہے کہ ہم پکے سچے مسلمان ہیں۔

حسن بن صباح نے قلعہ ''الموت'' میں، اپنی جنت بنا رکھی تھی۔ جہاں حسین دوشیزائیں تھیں جنکو وہ حوریں کہتا تھا، اور اپنے مریدوں کی خدمات کے عوض انکو پیش کرتا تھا۔ مریدوں کو ہر وقت اپنے سحر (Hypnotism) اور حشیش کے نشے میں ڈبوئے رکھتا تھا۔

علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: جب حسن بن صباح کے پاس امیر کا قاصد پہنچا اور اسے تسلیم کرنے کا پیغام دیا تو حسن بن صباح نے اپنے ایک ''مرید'' کو بلایا اور حکم دیا کہ خود کو قتل کر لو۔ اس نے اسی وقت خنجر نکالا اور شہ رگ کاٹ ڈالی اور تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ اسکے بعد دوسرے کو حکم دیا کہ قلعے کی فصیل سے نیچے چھلانگ مار دو۔ اس نے فوراً نیچے چھلانگ مار دی۔ پھر وہ قاصد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اپنے امیر کو جا کر کہو کہ میرے پاس ایسے بیس ہزار جانباز ہیں۔ یہی میرا جواب ہے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک، ج ۷، ص: ۶۴)

یہاں یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ مجاہدین کی جانب سے دنیا بھر میں فدائی کاروائی کرنے والوں کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ لوگ فدائی کو مصنوعی جنت میں رکھتے ہیں اور جنت کا ٹکٹ دے کر اس کو فدائی کاروائی کے لئے بھیجتے ہیں، یہ پروپیگنڈہ میڈیا میں موجود کسی باطنی کی شر انگیزی ہے جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان لٹانے والوں کو ان بدبختوں پر قیاس کرتا ہے جو حسن بن صباح کی حشیش کے نشے میں دھت ہو کر اپنی جانیں ضائع کیا کرتے تھے۔

حسن بن صباح اپنے بارے میں پکا سچا مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا میں مسلمان ہوں اور جس دین پر میں ہوں یہی دین برحق ہے۔ (لعنۃ اللہ علی المنافقین)

محمد حامد الناصر نے ''الجہاد والتجدید'' میں لکھا ہے: انکا کام صلیبیوں کی مدد کرنا تھا۔ انھوں نے ان لوگوں کو قتل کیا جو صلیبی لشکر پر بہت بھاری تھے۔

۵۵۲ھ میں انھوں نے نیشاپور (ایران) کے علاقے میں حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور

تمام حاجیوں کو قتل کر کے انکا مال واسباب لوٹ کر لے گئے۔ اس قافلے میں علماء، صلحاء اور اولیاء اللہ موجود تھے، اسلام کے دشمنوں نے کسی کا خیال نہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک شیعہ آیا، مقتولین اور زخمیوں کے درمیان کھڑا ہو کر آوازیں لگانے لگا "اے مسلمانو! ملحدین جا چکے ہیں، اگر کسی کو پیاس لگی ہو تو میں پانی پلاؤنگا۔ یہ سن کر کوئی زخمی سر اٹھاتا تو یہ لعنتی اسکو جا کر قتل کر دیتا۔ اس طرح جو کچھ بچے تھے اس نے شہید کر دئے۔ (الکامل فی التاریخ ابن اثیر)

حسن بن صباح کے پیروکار اصفہان اور قزوین کے گردونواح میں تھے۔

اسماعیلیوں کی ہندوستان آمد

اسماعیلی فرقے کا پہلا مبلغ برصغیر میں چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں آیا۔ اور حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے پہلی اسماعیلی ریاست سندھ میں قائم کر لی۔ اس کا نام جلم بن شیبان تھا۔ جلم کے بعد اسماعیلی حکومت کا حاکم حمید نامی اسماعیلی بنا۔ اسکو سلطان سبکتگین (محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد) نے ملتان کی جنگ میں شکست دی اور اسکو قتل کر دیا۔ اسکے بعد اسکا پوتا، ابوالفتح داؤد قرامطی حاکم بنا۔ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (دور سلطنت ۹۹۸ تا ۱۰۳۰ء) نے گمراہ فرقوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو داؤد قرامطی نے محمود غزنوی سے معاہدہ کر لیا۔ لیکن در پردہ سلطان کے خلاف ہندوستان کے ہندو راجاؤں کے ساتھ ساز باز کرتا رہا۔ بالآخر سلطان نے تنگ آ کر ۱۰۱۰ء میں اس پر چڑھائی کی اور اسکو ایک قلعے میں قید کر دیا۔ ہندوستان سے فارغ ہو کر سلطان نے اس پہلی اسماعیلی ریاست کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ انکے دارالحکومت کو تباہ کر دیا۔ اس وقت یہ لوگ بھاگ کر گجرات (بھارت) چلے گئے۔ وہاں یمن، مصر اور بحرین سے آئے اسماعیلی پہلے سے موجود تھے۔ گجرات جا کر یہ بوہری بن گئے۔

دوسرا دور

اس کے بعد انکی ہندوستان آمد کا بڑا سلسلہ تیرھویں صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہوا جب ہلاکو خان نے ۱۲۵۶ء میں حسن بن صباح کے قلعہ الموت اور ایران میں دیگر قلعوں کو تباہ کر دیا۔ ایران سے بھاگ کر یہ لوگ برصغیر میں آکر آباد ہونے لگے۔ یہ سلسلہ سولھویں صدی عیسوی تک مسلسل چلتا رہا۔ ایران سے انتشار کے بعد اسماعیلیوں کا امام اسلام شاہ بنا تو اس نے اپنے فرقے کے لئے کوئی ایسی زمین تلاش کی جہاں یہ گروہ خود کو منظم کر سکیں۔ اسکی نظر مغربی ہندوستان (پاکستان) پر پڑی۔ چنانچہ اس نے پنجاب، ملتان، سندھ، کشمیر اور کراچی کے ساحلی علاقوں پر

توجہ مرکوز کی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت یہ علاقے مسلمانوں کی حکومت کے مرکز دہلی سے دور دراز تھے، جہاں انکے لئے خفیہ طور پر اپنا کام کرنا آسان تھا۔

اس نے اپنے مشہور مبلغوں کو ہندوستان بھیجا۔ جن میں پیر صدرالدین اور پیر شمس الدین تبریزی پہنچے آئے۔ پیر صدرالدین انتہائی مکار ذہین آدمی تھا۔ اس نے ہندی زبان سیکھی اور اپنا نام بھی ہندوستانیوں کی طرح رکھ لیا۔ سندھ کے شہر کوٹری کو اس نے اپنا مرکز بنایا۔ اس نے ہندی میں ''دس اوتار'' نامی کتاب لکھی، جس میں لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہیں۔ ہندو اس کے خوب معتقد ہوئے۔ ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں پنجاب میں انتقال ہوا۔

اسلام شاہ کے بعد انکا امام غریب مرزا بنا۔ سولھویں صدی عیسوی میں انھوں نے اپنا مرکز ایران سے ہندوستان منتقل کر دیا۔ لیکن اس کے بعد کی تاریخ خاموش ہے۔ نہ انکے مبلغوں کا کچھ پتہ چلتا ہے اور نہ کسی امام کا۔ لگتا ہے یہ لوگ اپنی حقیقت چھپا کر، خفیہ طور پر مسلمانوں کے اندر اپنا کام کرتے رہے۔ اس لمبے عرصے پردہ خفا میں رہنے کے بعد، انیسویں صدی عیسوی میں آغا خان اول کی صورت میں انکا وجود سامنے آتا ہے۔

اسماعیلیوں کے خدا آغا خان

یہودی خاندانوں میں یہ خاندان بھی روحانی، جادوئی اور کبالہ فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اصفہانی یہودی ہیں۔ اگر چہ یہ لوگ اپنا شجرہ نسب یہ بیان کرتے ہیں:

علی، حسن، حسین، سجاد، باقر، صادق، اسمٰعیل، محمد احمد، تقی، ذکی، مہدی، قائم، منصور، معز، عزیز، حاکم، ظاہر، مستنصر، نزار، مستعلی، امیر، قاسم، آغا خان اول، آغا خان دوم، آغا خان سوم، آغا خان چہارم، حسن علی شاہ آغا خان اول (1800-1881)

آغا خان اول کے باپ کا نام شاہ خلیل اللہ علی تھا۔ اسکو ۱۸۱۷ء میں ایران میں قتل کر دیا گیا۔ اس پر اسماعیلیوں نے ایران بھر میں فسادات شروع کر دیئے۔ آغا خان اول ایران میں کرمان صوبے کا گورنر تھا۔ اس نے ۱۸۴۰ء میں بغاوت کر دی اور پورے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ حکومت نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ انگریزوں کی مداخلت پر اسکو رہا کیا گیا۔ جیل سے واپس آ کر اس نے اپنے مریدوں کو اکٹھا کیا اور قندھار (افغانستان) آ کر مسلمانوں کے خلاف، انگریزوں کے ساتھ ہو گیا یہاں سے فارغ ہو کر کراچی آیا۔ یہاں کراچی کے ساحل پر قبضہ کرنے کے لئے انگریز، مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے۔ یہ انگریزوں

کی طرف سے لڑا۔ ان خدمات کے بدلے انگریزوں نے اس کی بھر پور مالی امداد کی اور ممبئی میں اس کو مرکز بنا کر دیا۔ ممبئی پہنچ کر آغا خان کے لئے خود اسماعیلی زعماء نے پریشانی کھڑی کر دی۔ انھوں نے اسکی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ہمارے (یعنی علی بن طالب رضی اللہ عنہ کے) نسب سے نہیں ہے۔ (یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اسماعیلی فرقے کے زعماء نے آغا خان کے علوی ہونے کا انکار کیا تھا۔) یہ مسئلہ انگریز کی عدالت میں گیا، انگریزوں نے اسکی مکمل حمایت کی اور آغا خان کے نسب پر "حقانیت" کی مہر لگا دی کہ یہ نزاری، ہیں اور انکا شجرہ علی بن طالب سے ہی جا کر ملتا ہے۔ چنانچہ انکو مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ (مجلہ الراصد اعداد التاسع)

اس نے صوبہ سرحد اور قبائل کو کنٹرول کرنے میں بھی انگریزوں کی مدد کی۔ چونکہ بظاہر یہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے لہٰذا یہ تحریک آزادی میں مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوئے اور بہت کم عرصے میں مسلمانوں کے سیاہ سفید کے مالک بن گئے۔

آغا علی شاہ آغا خان دوم (1831-1885)

آغا خان اول کے بعد اسکا بیٹا آغا علی شاہ آغا خان دوم (1831-1885) تھا۔ اس نے باپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور مسلم معاشرے کو کھوکھلا کرنے کا کام جاری رکھا۔ انکا طریقہ کار یہودیوں والا ہے۔ حکومتی ڈھانچے کو خرید کر اسکو اپنے لئے استعمال کرنا۔

سر سلطان محمد شاہ آغا خام سوم

اسکے بعد اسمٰعیلیوں کا امام آغا خان سوم سلطان محمد شاہ بنا۔ اسکی عمر اس وقت صرف سات سال تھی۔ اسکی ماں شمس الملک کا تعلق خاندان قجر سے تھا۔ آغا خام سوم ۲ نومبر ۱۸۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوا۔ متحدہ ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا صدر بنا۔ اس سے بھی زیادہ اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ۱۹۳۷ء میں اس کو لیگ آف نیشن کا صدر منتخب کیا گیا۔ ملکہ برطانیہ وکٹوریہ کی جانب سے اسکو کئی خطاب دیئے گئے۔ جب اس نے برطانیہ کا دورہ کیا تو اس کو گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔

اسماعیلیت کو اصل ترقی اسی کے دور میں نصیب ہوئی۔ تحریک آزادی میں اس نے مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس کے لئے، ہندوستان کے تمام طبقات کی جانب سے متفقہ طور پر نمائندہ تسلیم کیا گیا۔

فلسطین کی آزادی سے متعلق گول میز کانفرنس میں، جو شرائط حکومت برطانیہ نے رکھی

تھیں ،اسکو عربوں نے رد کردیا تھا۔ چنانچہ مئی ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے عربوں کو راضی کرنے کے لئے آغاخان سوم کی خدمات حاصل کیں۔ ساتھ ساتھ مسلمانوں کی سادگی بھی دیکھئے کہ اس عرصے میں فلسطینی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جو کشمکش جاری تھی مسلمانوں کے ساتھ ناانصافیاں ہورہی تھیں۔ تب مسلمانانِ ہند نے حکومت برطانیہ کو اس بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ایک تحقیقی کمیٹی بنا کر فلسطین بھیجی جائے، جو اس بات کا جائزہ لے کہ فریقین (مسلمان اور یہودی) میں سے کس کی غلطی ہے۔ کس کا موقف انصاف پر مبنی ہے۔ اس کمیٹی کے ساتھ ہمارا (مسلمانوں کا) نمائندہ آغاخان سوم ہوگا۔

ع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

تقسیم کے بعد یہ خاندان کراچی آ گیا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو آغاخان سوم کا انتقال ہوا۔ اسکی وصیت کے مطابق اسکو مصر کے قدیم شہر اسوان (Aswan) میں دفن کیا گیا۔ اسکی اس وصیت کی وجہ اسکے علاوہ اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکی کہ اسوان فراعنہ کے دور میں اہم شہر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں پر فرعونوں کے دور میں بڑے بڑے مندر تھے۔ آغاخان سوم نے خلاف دستور اپنے بیٹے کے بجائے اپنے پوتے کو اسماعیلی فرقے کا امام بنایا۔ یہ نیا امام آغاخان چہارم پرنس کریم ہے۔

کریم الحسینی آغاخان چہارم

کریم الحسینی آغاخان چہارم ۱۹۳۶ء میں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں پیدا ہوا۔ اس نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ پہلی شادی ایک برطانیہ کی ماڈل (پیسوں کے عوض جسم کی نمائش کرنے والی) سالی کروکر پول (Sally Croker-Poole) سے کی۔ یہ بھارتی فوج کے ایک کرنل کی بیٹی ہے۔ شادی کے بعد اسکا نام شہزادی سلیمہ رکھ گیا۔ ۱۹۹۸ء میں دوسری شادی جرمنی کی شہزادی گبریل زولینجن سے کی۔ بعد میں اس کا نام شہزادی "اینارا" رکھ گیا۔ اس نے بعد میں آغاخان کو طلاق دیدی۔

جدید تعلیم سے آراستہ اسماعیلیوں کی حماقت، فکری پسماندگی اور گمراہی کا تصور اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ انکے حاضر امام کی اہلیہ ایک جسم کی نمائش کرنے والی عورت بنی۔ اس کی امامت کو مزید سند عطا کرنے کے لئے ۱۹۵۷ء میں ملکۂ برطانیہ نے اسکو "ہائی نیس" (Highness) کا خطاب دیا۔ پرنس کریم آغاخان کے بیٹے پرنس حسین آغاخان نے بھی ۱۶ ستمبر ۲۰۰۶ء کو ایک امریکن کرسٹن جے وائٹ سے شادی کی ہے۔

حسن بن صباح اور آغا خان

آج کے اسماعیلیوں (آغا خانیوں) کا جھنڈا دیکھئے۔ یہ سبز رنگ کا ہے جسکو ایک سرخ لکیر ایک کونے سے دوسرے کونے تک کاٹ رہی ہے۔ اس سے پہلے اسماعیلیوں کا جھنڈا سبز رنگ کا تھا۔ حسن بن صباح نے جب قلعہ اموت پر قبضہ کیا تو اس پر بھی سبز جھنڈا لہرایا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سرخ جھنڈا اس وقت لہرایا جائے گا جب ہمارے غائب امام ظاہر ہونگے۔ حسن بن صباح کی جنت "قلعہ اموت" کو جب ہلاکو خان نے (۱۲۵۶ء) میں تباہ کیا تو اسکے بعد اسماعیلیوں نے اپنے اماموں کے مزار پر سرخ اور سبز دو جھنڈے لہرائے۔ انیسویں صدی میں آکر ان دونوں (سرخ وسبز) جھنڈوں کو ایک کر دیا گیا اور یہ اسماعیلیوں کا جھنڈا قرار پایا، جس کو وہ "میرا جھنڈا (My Flag)" کہتے ہیں۔

اس خاندان کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ظاہراً پرامن سمجھے جانے والے، اندرون خانہ کس طرح برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتے رہے ہیں۔ آج بھی خاموشی کے ساتھ، پاکستان کے مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہیں۔ نیز چونکہ آغا خان خاندان کا ہمارے اس خطے سے تعلق ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ماضی کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنا حال دیکھیں اور اپنی صفوں میں گھسے ہوئے "آج کے آغا خان" تلاش کریں۔

حسن بن صباح کا انداز قاتلانہ تھا۔ جبکہ آغا خانی ظاہراً بہت پرامن شہری جبکہ اندرون خانہ انکا نظام انتہائی خفیہ ہے۔ حسن بن صباح کے حشاشین کی طرح ان میں ایک خفیہ گروہ ہے جو اسی طرح قتل کی وارداتیں کرتا ہے، جس طرح حشاشین کیا کرتے تھے۔ اسکے علاوہ کسی بھی قاتل گروہ کو اپنے لئے استعمال کرنا، اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے انھیں آگے رکھنا انکے لئے مشکل کام نہیں ہے۔ پاکستان کے سیاسی، اقتصادی اور عسکری میدانوں میں آغا خان کی مداخلت اگرچہ پرامن انداز میں ہے لیکن اس میں دھونس دھاندلی اور لالچ بھی شامل ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے کام کرنے کا انداز بالکل وہی ہے جو راک فیلر فاؤنڈیشن کا ہے۔ امداد، لالچ، میڈیا اور خوف کے ذریعے کسی بھی ملک کے اداروں کے سربراہوں کو اپنے قبضے میں رکھنا۔ اسکی بڑی واضح مثال پاکستان کے تعلیمی نظام کو آغا خان فاؤنڈیشن کے تحت دینے کی کوشش ہے۔ وہ کونسی قوتیں ہے جو اداروں میں بیٹھ کر آغا خان کے لئے کام کر رہی ہیں۔ سابق اسپیکر قومی اسمبلی میاں محمد سومرو نے کس بنا پر قوم کی ہزاروں ایکڑ زمین آغا خان فاؤنڈیشن کو مفت میں دیدی۔ اسکے عوض انکو کیا ملا؟ پرنس کریم آغا خان پاکستان آتا ہے تو اس سے ملنے والوں میں ملک کے سربراہان سے لے کر فوج کے جرنیل تک ہوتے ہیں۔ اس خاندان کی پراسراریت، خفیہ کارنامے، اور یہود کے ہاں اہمیت

کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ، برطانوی وزارت خارجہ اپنی خفیہ فائلیں ہر پچاس سال بعد عام (Declassify) کر دیتی ہے۔لیکن وسطی ایشیا، افغانستان اور شمال مغربی ایشیا کی وہ خفیہ فائلیں جو آغا خان خاندان کے خفیہ کارناموں سے متعلق ہیں، انکو مزید ایک سو پچاس سال تک عام نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

افغانستان میں اس وقت بھی آغا خان نے بڑے بڑے منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں آغا خان نے افغانستان کے لئے پچھتر مین ڈالر ($75 million) کی امداد دی، جو کسی بھی فرد کی جانب سے ملنے والی امداد کی سب سے بڑی رقم ہے۔افغانستان میں کام کرنے وال موبائل نیٹ ورک ''روشن'' بھی آغا خان کا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ گلگت و بلتستان کو خاموشی سے الگ صوبے کی حیثیت دیدینا کیا آغا خان اسٹیٹ کے خاکے میں رنگ بھرنا نہیں ہے۔اس آغا خان اسٹیٹ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ کوہستان اور گلگت کے سنی ہیں۔اصل مسئلہ گلگت کے سنی ہیں یہ ہر دور میں پاکستان کے وفادار رہے ہیں، لیکن انکو چھیڑنے کی صورت میں، کوہستان والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شاہراہِ ریشم بند کر دیتے ہیں۔اس طرح آغا خان اسٹیٹ کی راہ میں (موجودہ) شاہراہِ ریشم بھی مسئلہ بنتی ہے۔

ان تمام مسئلوں سے نمٹنے کے لئے آغا خان نے بہت تیزی کے ساتھ دو عملی اقدام کئے ہیں۔پہلا یہ کہ ناران سے براستہ بابوسر ٹاپ چلاس تک سڑک کی تعمیر، اسکے بعد یہ خطرہ ختم ہو جائے گا کہ کوہستانی شاہراہ ریشم بند کر دیں، ناران سے چلاس شاہراہ کی تعمیر پاکستانی حکومت نے دفاعی نقطہ نظر سے کرائی ہے، شاید ایسا ہی ہو، لیکن جہاں حکمران طبقہ نشے میں دھت، اسلام دشمن قوتوں کی سجائی خواب گاہوں میں مدہوش پڑا ہو، وہ اگر ہزار سڑکیں اور ہوائی اڈے بھی تعمیر کریں تو ان پر دشمن کی فوج اور طیارے اترا کرتے ہیں، اسکے علاوہ کوہستان یوں بھی بھاشا ڈیم کی تعمیر سے خالی ہو جائے گا۔

جادوگر سائنسدان

تاریخ میں جتنے مشہور یہودی سائنسدان، فلسفی، ادیب، مفکر اور دانشور گذرے ہیں ان میں سے اکثر روحانی پیشوا اور جادو کے ماہر تھے۔ اس کو مسلمانوں کی سادگی ہی کہا جائے یا کچھ اور کہ جب، البرٹ آئنسٹائن، اسحاق نیوٹن یا چارلس ڈارون اور لارڈ میکالے کا نام لیا جاتا ہے تو وہ اس سے صرف ایک سائنسدان، فلسفی اور مفکر مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ انکی زندگی کا صرف ایک پہلو ہے۔ جبکہ انکی اصل زندگی وہ ہے جو انھوں نے ایک جادوگر یا روحانی شخصیت کے طور پر گذاری۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انکی سائنسی کاوشوں میں اس طلسماتی دنیا کا بڑا دخل ہے جہاں انھوں نے ابلیس وشیاطین کے ساتھ مل کر کام کیا۔ راقم نے ''برمودا تکون اور دجال'' میں محمد عیسیٰ داؤد کے حوالے سے یہ بات لکھی تھی کہ البرٹ آئنسٹائن کی سائنسی تحقیقات میں دجال تعاون کرتا رہا ہے۔ محمد عیسیٰ داؤد کے اس خیال کی بنیاد انکے اس نظریے پر قائم ہے کہ موجودہ جدید ٹیکنالوجی کا علم، یہودی سائنسدانوں سے پہلے ابلیس، دجال اور انکے جنات کو تھا۔

بندے کے پاس اس حوالے سے کوئی اور دلیل نہیں تھی۔ لیکن الحمدللہ اب اس کی ایک دلیل ملی ہے جس کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاوی میں بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس بحث میں یہ بیان فرمارہے ہیں کہ شیطان کس طرح لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ شیخ اور مرید کو کس طرح دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگ جب اللہ کے علاوہ کسی بندے کو حاجت روا ماننے لگتے ہیں تو شیطان اس کے سامنے اس بزرگ کی شکل میں آجاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کردیتا ہے۔ اس طرح یہ آدمی سمجھتا ہے کہ میری حاجت واقعی میرے شیخ نے پوری کی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مرید دور سے اپنے شیخ کو پکارتا ہے تو شیطان اس کی آواز کو شیخ تک پہنچادیتا ہے، اگر شیخ متبع شریعت نہیں ہے تو وہ اس کو پہچان نہیں پاتا اور جواب دیدیتا ہے۔ اس جواب کو شیطان اس مرید تک پہنچ دیتا ہے۔ اس طرح مرید دھوکے میں پڑجاتا ہے اور سمجھ بیٹھتا ہے کہ میرے شیخ دور سے ہی میری حاجت روائی کردیتے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو خود

ایک شیخ نے سنایا جنکے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا:''ان شیخ نے بتایا کہ جنات نے مجھے ایک سفید چمکدار کوئی چیز دکھائی، جو پانی اورشیشے کی طرح کی تھی۔ مجھے جس چیز کی خبروہ دینا چاہتے اس (سفید چیز) میں تصویری شکل میں دکھادیتے، چنانچہ لوگوں نے اسکے ذریعے خبریں دیں، اور وہ جنات مجھ تک میرے مریدین کی بات پہنچادیتے جو مجھ سے مدد مانگتے۔'' (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)

اس واقعے میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ سفید چمکیلی چیز جو پانی اورشیشے کی طرح تھی۔ اس کو آپ بہ سانی ٹی وی اور کمپیوٹر مانیٹر کی اسکرین کہہ سکتے ہیں۔ ٹی وی اسکرین میں کرنٹ دیں اس میں اگر کوئی سگنل نہ ہوں تو یہ سفید چمکدار، پانی اورشیشہ کی طرح ہی لگتی ہے۔ نئی ایل سی ڈی اسکرین میں یہ اور زیادہ واضح ہوتا ہے۔

جنات اس کے اندر تصویری شکل میں خبریں دکھاتے۔ دوسری چیز مریدین کی آواز شیخ تک پہنچانا۔ یہ ریڈیو کی طرح کوئی چیز ہوگی۔

جنات کی دنیاوی کاموں میں مہارت کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا گیا ہے۔ **يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب وقدور راسيات** (سورۃ سبا آیت ۱۳)

ترجمہ: وہ (جنات) سلیمان علیہ السلام کے لئے بڑی بلند و بالا تعمیرات، مجسمے، حوضوں جیسے بڑے بڑے برتن بناتے، اور جمی ہوئی دیگچیاں جیسا وہ چاہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ آئنسٹائن، نیوٹن، ڈارون اور لارڈ میکالے کے سحر میں اس بری طرح جکڑا ہوا ہے کہ وہ انکے خلاف کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کرتا خواہ انکو کتنے ہی دلائل دیدیئے جائیں۔ نیز ایک بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے صرف موجودہ دور ہی ترقی یافتہ ہے، پہلی قومیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ امم سابقہ بھی اپنے دور میں ٹیکنالوجی کی معراج پر پہنچی رہی ہیں۔ البتہ بنیادی سائنس ہر ایک کی مختلف رہی ہے۔ مثلاً موجودہ سائنس تیز رفتار سفر کے لئے ہوائی جہاز کو اپنی بڑی کامیابی قرار دیتی ہے۔ لیکن ماضی میں بعض قومیں ہم سے زیادہ تیز رفتاری سے زمین کے فاصلے طے کرتی رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انکو طیاروں کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ یہی کام انھوں نے زمین کی کشش ثقل (Gravitation) ختم کر کے کیا، جو ہماری اس سائنس کی پہنچ سے ابھی تک باہر ہے، اور انتہائی ماڈرن ٹیکنالوجی ہے۔ مصر کے فراعنہ بڑی بڑی چٹانیں بغیر کسی مشینری کے ہوا میں اٹھالیتے تھے، جبکہ ہم اسکے لئے بڑی بڑی دیو ہیکل مشینری کے محتاج ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی اتنی حیرت کی بات نہیں ہے کہ یہودی سائنسدانوں کو انکی ایجادات میں جنات وشیاطین تعاون کرتے رہے ہوں۔

جبکہ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ اسحاق نیوٹن(Issac Newton) ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) کارل مارکس(Karl Marx) فرائڈ (Freud) یونگ (Jung) صرف سائنسدان نہیں بلکہ کٹر یہودی روحانی شخصیتیں تھیں جو قبالہ (یہودیوں کا جادوئی علم) کا علم بھی رکھتی تھیں۔ انکے علاوہ کوپرنیکس (N.Copernicus) کیپلر (Keplar) گیلیلیو (Galileo) بیکن (Bacon) دیکارتے (Descartes) والٹیر (Voltaire) روسو (Rousseau) ایبٹ سیس (Abbot seiyes) ڈانٹن (Danton) ٹاسٹائی (Tolstoy) یہ تقریباً سب فریمیسن اور قبالہ (کبالہ) کے ماہر تھے۔

•◆•

رحمانی نظام بمقابلہ شیطانی نظام

مسلمانوں کے خلاف بے شمار شیاطین کام کرتے ہیں۔ ہر شیطان کا کام اور ذمہ داری الگ الگ ہے۔ اسکے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اپنے فرشتوں کے ذریعے رحمانی نظام قائم کیا ہوا ہے۔ لیکن یہ رحمانی نظام انتہائی حساس نوعیت کا ہے۔ اسکی حساسیت کا اندازہ نماز میں نمازی کے آگے سے نہ گذرنے کے حکم سے لگا سکتے ہیں۔ نمازی نماز پڑھ رہا ہے، اسکے آگے سے اگر کوئی گذر گیا تو نماز پر کیا فرق پڑے گا؟ حالانکہ نماز پڑھنے والا اسی طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ لیکن حدیث میں، نمازی کے آگے سے گذرنے کے بارے میں کتنی سخت ممانعت آئی ہے۔

یہ روحانی نظام پاکی وطہارت، صدق ووفا، اخلاص وللٰہیت اور تعلق مع اللہ پر قائم ہے۔ جوں جوں یہ تعلق کمزور ہوگا، مسلمان کا رحمانی دفاعی نظام بھی کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

دشمنانِ اسلام نے ہمارے اس رحمانی نظام کو گہرائی سے پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انکو اللہ کی رحمتوں سے دور کرنے کے لئے کن کن چیزوں سے روکنا ہے اور کن راہوں پر ڈالنا ہے۔ ان اللہ کے دشمنوں نے روحانی نظام میں ایسا فساد برپا کیا ہے کہ رحمت کی جگہیں بھی انکی شیطانی حرکات سے محفوظ نہیں ہیں۔ عام استعمال کی چیزوں کو بھی فساد زدہ کر کے مسلمانوں کو پیش کر رہے ہیں۔ تعلیم جدید، سائنس وٹیکنالوجی اور ادب تک میں زہریلی اثرات واضح محسوس کئے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان تمام باتوں کے بارے میں آگاہ فرمایا جو اس رحمانی نظام سے متعلق ہیں۔ کن اعمال کو اختیار کر کے اور کن باتوں سے خود کو بچا کر، ہم شیاطین و جنات اور جادو سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: **لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولا صورة تماثيل** (متفق علیہ)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر میں فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

مستدرک حاکم کی روایت میں جنبی (ناپاک آدمی) کا بھی ذکر ہے۔ جبکہ ابوداؤد کی روایت میں گھنٹی کا بھی ذکر ہے۔

حدیث میں بیان کردہ اس رحمانی نظام کو سامنے رکھئے اور آج مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لیجئے۔ تصاویر سے تو پہلے ہی گھر بھرے ہوئے تھے، اب تو خنزیر اور کتوں کے کارٹونز نے ایسا قبضہ کیا ہے کہ بچے ہر وقت اپنے آغوش میں ہی چھپائے پھرتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح گھروں کے دروازوں پر گھنٹیاں ٹانگ دی گئی ہیں۔ یہ وہ گھنٹیاں ہیں جو دستک والی گھنٹی (Door Bell) کے علاوہ ہیں یہ گھنٹیاں چھت سے لٹکی ہوتی ہیں جنکو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی فرشتہ اگر دروازے تک آ جاتا ہو، تو وہ بھی دور سے ہی بھاگ جائے۔

چنانچہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم خود کو، اپنے بچوں اور اپنے گھروں کو کس طرح جادو، جنات اور شیاطین سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کوئی بھی کام شروع کرتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، صبح شام یا سفر پر نکلتے وقت مسنون دعائیں سکھلائی ہیں، تاکہ ہمارے اردگرد رحمانی دفاعی نظام مضبوط رہے۔ رات کو سونے کی دعا، بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، یہ تمام دعائیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ ان دعاؤں میں ہی غور کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ شیاطین کہاں کہاں ہوتے ہیں اور ان سے کس طرح اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اللہ کا دشمن شیطان تو اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کا کھانا صحیح حالت میں اس کے پیٹ میں چلا جائے۔ اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اس میں بھی وہ شریک ہو جاتا ہے۔ اور اس کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔

شیطان اولاد میں شریک ہو جاتا ہے

اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان انسان کے ساتھ اسکی اولاد میں بھی شریک ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یاتی علی الناس زمان یشارکهم الشیطان فی اولادهم قیل و کائن ذٰلک یا رسول اللّٰه؟ قال نعم قال و کیف نعرف اولادنا من اولادهم قال: بقلة الحیاء و قلة الرحمة (رواہ الدیلمی۔ بحوالہ جمع الجوامع للسیوطی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ انکی اولادوں میں انکے ساتھ شیاطین شریک ہونگے۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ کیا ایسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جی ہاں۔ کسی نے پوچھا، ہم اپنی اور ان (شیاطین) کی اولاد کے درمیان کیسے تمیز کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلتِ حیاء اور قلتِ رحم کے ذریعے۔

یہ روحانی نظام ہی ہے کہ ایک انسان کی نظر دوسرے انسان کے جسم پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ اچھا بھلا، صحت مند انسان کسی کے دیکھنے اور تعریف کر دینے سے، چلتے چلتے گر جاتا ہے۔ کسی کی نظر لگ جانے سے صاف ستھرے چہرے پر کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ اچھے بھلے صحت مند نوجوان کے اعضاء شل ہو جاتے ہیں۔

اسلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ کوئی نعمت ملے تو اس پر ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔ نظر لگنے کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

عن ابی هریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال العین حق ونھی عن الوشم(صحیح بخاری باب العین حق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر کا لگنا حق ہے اور جسم گودنے (Tattooing) سے منع فرمایا۔

مسلمان کے دفاع کا رحمانی نظام اور اسکو نقصان پہنچانے کی کوششیں

انسانیت کے دشمنوں نے اس بات پر سخت محنت کی ہے کہ انسان کو قدرت کے فطری نظام سے ہٹا کر فطرت کے خلاف بنائے گئے، شیطانی نظام کے تابع کر دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے پہلے یہ تجربات یورپ میں کیئے اور اہلِ یورپ کو فطری طرز زندگی سے ہٹا کر مکمل شیطانی طرز زندگی کا اسیر بنا دیا۔ فطرت کے خلاف زندگی گذارنے کا جو نقصان بنی نوع انسان کو ہوا ہے، اسکے لئے یورپ وامریکی معاشرے کا مطالعہ عبرت کے لئے کافی ہے۔ جبکہ ہمارا معاشرہ بھی ان رستوں پر بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑا چلا جا رہا ہے۔ وہی تمام حربے اور نعرے عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کیئے جا رہے ہیں۔ ان کی انتھک محنتیں اس بات پر صرف ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کو رحمانی نظام سے دور کر دیا جائے، تا کہ ان پر شیطانی حملے زیادہ کارگر ہو سکیں۔

احادیث میں مرغ کی اہمیت

یہاں سمجھنے کے لئے بہت آسان سی مثال دیئے دیتے ہیں۔ پہلے دیسی مرغ ہر گھر میں ہوا

کرتے تھے۔ جو کہ وقت سحر سے لیکر شام تک وقتاً فوقتاً بانگ (اذان) دیتے رہتے تھے۔ دیسی مرغ کے جہاں ظاہری فائدے ہیں، وہیں روحانی فائدے بھی ہیں۔ لیکن ''تہذیب جدید'' کے راستوں پر قدم رکھنے کے بعد، انسان اپنے ظاہری اور باطنی نفع ونقصان سے اس طرح غافل ہو جاتا ہے جیسے، وہ انسان جس پر جنات نے قبضہ کرلیا ہو۔ نہ اپنی سوچ باقی رہتی ہے، نہ اپنی پسند وناپسند، چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وہی اختیار کرتا ہو جو یہ ''تہذیب'' چاہتی ہے۔ اسکی سیکڑوں مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ لیکن صرف مرغ کی مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

مرغ (دیسی گھر والا) کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ (دیسی، گھر والے) کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

1 ......عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا سمعتم صیاح الدیکة فاسئلوا الله من فضله فانها رأت مَلَکاً واذا سمعتم نهیق الحمار فتعوذوا بالله من الشیطان فانه رای شیطانا (متفق علیه. اخرجه البخاری فی: کتاب بدء الخلق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کے (بانگ کی) آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو۔ کیونکہ اس مرغ نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو، کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔ (متفق علیہ)

فائدہ . . قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مرغ کی بانگ کے وقت فرشتے ہوتے ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا کے ساتھ آمین کہتے ہیں، اسکے لئے استغفار کرتے ہیں، اور اسکے اخلاص اور خشوع کی گواہی دیتے ہیں۔ اس لئے اس وقت کو دعا کے لئے مستحب کہا گیا ہے۔''

2 قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم "لا تسبوا الدیک فانه یوقظ للصلاة (مسند احمد. ابو داؤد. باب ما جاء فی الدیک والبهائم) **قال البانی رحمةالله علیه : صحیح**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغے کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

3 عن عبیدة الیزنی قال: کان رسو ل الله صلی اللّٰه علیه وسلم یستحب الدیک الابیض ویامر باتخاذه ویقول :انه یؤذن للصلاة، ویوقظ النائم، ویطرد

الحجر بصياحه (اتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى. المطالب العالية لابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: حضرت عبیدہ یزنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید مرغ کو پسند فرماتے تھے، اور نماز کے اوقات اور بیدار ہونے کے لئے اسکو رکھتے تھے، اور فرماتے تھے، یہ مرغ نماز کی اذان دیتا ہے، سوتوں کو (نماز کے لئے) جگاتا ہے، اور اپنی بانگ سے جنات کو دور کرتا ہے۔

فائدہ یہ آخری روایت اگر چہ ضعیف ہے لیکن اس مفہوم کی روایتیں مختلف طرق سے، مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ جن میں یہ ذکر ہے کہ سفید مرغ گھر میں ہو تو اس گھر میں شیطان اور جادو قریب نہیں آتے۔ بعض محدثین نے ایسی روایات کو ضعیف اور بعض کو موضوع کہا ہے۔ جبکہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة" میں اسی طرح کی یک حدیث "الديک الابيض الافرق حبيبي" (سفید مرغ، جس کی کلغی شاخ شاخ ہو، وہ میرا دوست ہے) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال ابن الحجر لم يتبين لى الحكم بالوضع قلت وقد روى من طرق بالفاظ مختلفة واكثرها لفظ الديک الكبير الابيض فيكون الحديث ضعيفا لا موضوعا (الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة ج: ۱ ص: ۱۷۲)

ترجمہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں وضع کا حکم مجھ پر واضح نہیں ہے۔ میں (امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اکثر روایات میں "بڑے سفید مرغ" کے الفاظ آئے ہیں۔ لہذا حدیث ضعیف ہوئی نہ کہ موضوع۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرغ کے فضائل کے بارے میں "الودیک فی فضل الدیک" کے نام سے کتابچہ لکھا ہے۔ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرغ کے فضائل پر ایک کتابچہ لکھا ہے۔ (بحوالہ کشف الظنون)

نوٹ: حدیث میں بیان کئے گئے مرغ سے کیا صرف دیسی مرغ مراد ہے یا فارمی بھی اسکا مصداق ہوگا۔ کیونکہ مرغے کو جن خصوصیات کی بناء پر پسند فرمایا گیا ہے وہ صرف دیسی مرغے میں پائی جاتی ہیں۔ فارمی مرغ نہ تو سحری کے وقت اذان دیتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بیدار کرنا تو دور کی بات وہ خود ہر وقت بے ہوشی کے عالم میں ہوتے ہیں۔ اس فرق کو وہ حضرات اچھی طرح سمجھ سکتے

ہیں جو دیسی اور فارمی کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ ہمیں ایک انتہائی قیمتی چیز (دیسی مرغ) سے ہٹا کر فارمی مرغ پر لگا دیا گیا ہے۔ فارمی مرغ کی غذا، کیمیکل بھرے انجیکشن اور مختلف دوائیاں ہیں۔ قدرتی نظام کے مقابلے، مصنوعی نظام کے ذریعے فارمی مرغ تیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ان دونوں میں لذت اور تاثیر کا تعلق ہے تو یہ فرق بھی بہت واضح ہے۔

گھر میں مرغ ہوگا اور جتنی بار بانگ دیگا اتنی ہی بار تمام سننے والے اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم مانگیں گے۔ فرشتے کے آنے کا علم ہوگا۔ اور بہت سارے فوائد ہیں جن سے ''تہذیب جدید'' نے مسلمانوں کو محروم کر دیا ہے۔

ہم نے مرغ کی مثال آسانی سے سمجھنے کے لئے دی ہے۔ ورنہ رحمانی نظام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کا رابطہ فرشتوں سے کاٹنے کے لئے، دین کے دشمنوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے ہمارے اوپر یلغار کی ہے۔ اس دور میں کتنی ہی چیزیں آپ ایسی دیکھیں گے، جن میں مسلمانوں کو مبتلاء کر دیا گیا ہے، اگر غور کریں گے تو اسکا کوئی فائدہ (دنیاوی بھی) نظر نہیں آئے گا۔ لیکن لوگ اس کو اختیار کئے ہونگے۔ نہ وہ اسکی حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ اس کام کے کرنے سے وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ محنت اور خرابی غذائی اشیاء میں کی گئی ہے۔ چنانچہ کھانے پینے کی چیزوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ خصوصاً وہ مصنوعات جنکو میڈیا کے ذریعے بہت جلد مشہور کر دیا جائے۔

جیسا کہ بتایا گیا کہ دشمنانِ اسلام نے ہمارے دفاعی نظام پر حملہ کیا ہے جسکے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں ایسا خود کار نظام وجود میں آچکا ہے کہ دنیا جہاں کے شیاطین کے ہر قسم ہمارے گھروں اور گلی محلوں میں موجود رہتی ہے۔ جو کچھ کمی باقی تھی وہ رہائشی کمرے سے متصل لیٹرین (Attach Bath) نے پوری کر دی ہے، جہاں شیاطین کے لشکر کے لشکر رہتے ہیں۔ یہی حال مساجد کے ساتھ عوامی لیٹرین کا ہے، جسکی جانب علماء کرام کو توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

مساجد کے ساتھ لیٹرین

مساجد کے اندر لیٹرین بنانے کا جو رواج عام ہوا ہے، اس میں چند باتیں توجہ طلب ہیں

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں مسجد میں پیاز وغیرہ کھا کر آنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اسکے کھانے سے، منہ سے بدبو آتی ہے۔ جبکہ پیشاب خانے یا لیٹرین سے جو بدبو نکلتی ہے،

اسکو فرشتے کس طرح برداشت کرتے ہونگے۔

2 پیشاب خانے اور لیٹرین نجاست کی جگہ ہیں۔ ہر گندی جگہ ابلیس اور اسکی ذریت کا ٹھکانہ ہوتی ہے۔ مسجد میں بھی اگر انکے ٹھکانے بنا دیئے جائیں تو بیچارے مسلمان کہاں جائیں گے۔

3 بعض مسجد کے پیشاب خانے سے اٹھنے والی سڑاند، اس قدر سخت ہوتی ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا کے لئے منہ کھولتا ہے تو دعا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں تک میں بندے نے ایسی صاف مسجدیں دیکھی ہیں، کہ داخل ہوتے ہی، پیشاب کی سڑاند کا جھونکا منہ سے ٹکراتا ہے۔ اس سے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

4 کیا کوئی افسر اپنے دفتر میں عوامی لیٹرین بنوانا پسند کریگا؟ اس گندے کام کے لئے کیا اللہ کا گھر ہی رہ گیا ہے کہ جس راہ چلتے کا دل کرے، مسجد کا پتہ پوچھے اور غلاظت نکال کر چلتا بنے۔

5 ......آپ کو یہ جملہ کیسا لگے گا اگر کوئی کہے'' پاخانہ کرنا ہے'' اسکو کہا جائے ''فلاں صاحب (مثلاً ایس پی صاحب، محترم وزیر، عزت مآب، صدر صاحب) کے گھر میں کر آؤ''۔ یا پھر کہیں لکھا ہوا دیکھیں ''مسجد/لیٹرین''۔

6 ......اکثر مساجد میں پیشاب خانے وضوخانے سے متصل ہوتے ہیں جہاں سے تعفن کے جھونکے وضوخانے میں آرہے ہوتے ہیں۔ وضو میں حاضر ہونے والے فرشتوں پر کیا بیتتی ہوگی۔

7 بدبو کی جگہ پر فرشتے زیادہ ہونگے یا شیاطین؟

8 ......آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب مجبوری کے تحت اجازت دی گئی ہے۔ سواس مجبوری کو مسجد سے دس پندرہ میٹر دور نہیں لے جایا جاسکتا؟ نیز علماء نے صرف اجازت دی ہے واجب نہیں کہا۔

9 ......اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو کسی تجارتی مرکز، کسی سرکاری دفتر یا کسی اور اہم جگہ نمازیوں کے لئے لیٹرین بنوائی جاسکتی ہے۔

10 یہ کم علم جواز اور عدم جواز کی بات نہیں کر رہا، بلکہ مسجد کے تقدس، اسلام کے روحانی نظام اور شیاطین سے حفاظت کے پیش نظر اس جانب توجہ دلائی ہے۔

مسلمانوں کے روحانی نظام کو تباہ کرنے کی ایک اور مثال جمعہ کا دن ہے۔ جمعے کے دن کی چھٹی ختم کرنا اور اس دن، جمعے کی نماز سے پہلے، لوگوں کو بازاروں اور دفتروں میں مصروف رکھنا، اتنا بڑا نقصان ہے کہ مسلمان ساری دنیا کی دولت بھی کما لیں تو ایک جمعے کے روحانی نقصان کی تلافی نہیں کرسکتے۔

جنات اچک لینگے.....رحمانی حصار میں آجایئے!

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے گھر اور خصوصاً اپنے بچوں پر بہت توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ فتنوں نے یلغار ہر طرف سے کی ہے۔ یہ یلغار بچوں کے اسکولوں میں بھی ہے جہاں انکو کارٹون بنانا اور رکھنا، جسم پر نقش و نگار (Tattoo) وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اہل محلّہ کو ساتھ لے کر اسکول کی ذمہ داران سے ملاقات کریں اور اسلام کے رحمانی نظام کے بارے میں انکو آگاہ کریں۔ یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ اسکول والوں کو مہنگی فیسیں بھی دیں اور اپنے بچوں پر شیاطین و جنات بھی مسلط کرائیں۔ اسکے خلاف ہمیں ہر جگہ اور ہر مجلس میں دوستوں رشتے داروں کی ذہن سازی کرنی چاہیئے۔ اور لوگوں کو اسکی مخالفت کرنے کی ترغیب دینی چاہیئے۔ اسی طرح بچوں کے کپڑوں پر کارٹون کا مسئلہ ہے۔ ہمیں اسکی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔

اسکے نقصانات ہر گھر میں دیکھے جاسکتے ہیں، گھر گھر جادو اور جنات کی شکایات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اپنے اور اپنے بچوں کے اردگرد رحمانی دفاعی نظام قائم کرنے کے لئے مسنون دعاؤں کا اہتمام کیجئے۔ نیک اعمال (جن میں جہاد ان سب کی چوٹی ہے) رزق حلال اور ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کیجئے۔ رحمانی نظام کے ہوتے ہوئے شیطانی حملے ناکارہ ہوجاتے ہیں۔ شیاطین فرشتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ جہاد کی تیاری (گھوڑا، اسلحہ وغیرہ) سے بھی شیطانی قوتیں دور بھاگتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو دیکھ کر بھی شیاطین بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اللہ کے نیک بندوں سے تعلق قائم کیجئے جنکے عقائد قرآن وسنت کے مطابق ہوں۔

گھروں سے تصاویر، موسیقی، گانے بجانے گھنٹیاں اور ہر وہ چیز جس سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، نکال پھینکیں۔ کیونکہ موسیقی کی ہر دھن کے ساتھ الگ الگ جنات (شیطان) ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ہر وقت حالتِ جنگ میں ہے۔ اسکا دشمن کھلا دشمن ہے جو ہر وقت آپکے غافل ہونے کی تاک میں رہتا ہے۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ اس دور میں ان چیزوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔ یہ جملہ ایمان کی کمزوری، آخرت پر یقین نہ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ جس کی زندگی کا مقصد آخرت سنوارنا ہو وہ ہر حال میں اسکو بچانے کی فکر کرتا ہے، کبھی ہتھیار نہیں ڈالتا۔ دشمن بھی اپنے کام میں لگا ہے آپ بھی لگے رہیئے اللہ کی مدد سے آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ شیاطین و جنات کا زور انہی پر چلتا ہے جو اسکو دوست بناتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ابلیس نے خود اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ میں سب انسانوں کو اغواء

کرلونگا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انه ليس له سلطان على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون (النحل ۰۰)

ترجمہ بیشک اس (شیطان) کا کوئی زور نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر ہی وہ بھروسہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسکا زور انہی پر چلتا ہے جو اسکو دوست بناتے ہیں اور جو اسکو شریک بنانے والے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت، حرام سے اجتناب، گانے بجانے سے دوری اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر کوئی پریشانی ہو بھی تو پیشہ ور پیروں کے بجائے ایسے علماء کے پاس جایئے جو شریعت کا علم رکھتے ہوں اور قرآن و سنت کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کر سکیں۔ نیز اللہ کے نیک بندوں کو ان جادوگروں کی بھی خبر لینی چاہئے جنھوں نے عام مسلمان کی زندگی عذاب بنادی ہے، جو ہمارے علماء پر مسلسل یلغار کر رہے ہیں۔ پہلے علماء سے دریافت کریں کہ شریعت میں ان جادوگروں کا کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں، اور دشمنوں کو نیست و نابود فرمائیں۔ آمین

◆◆◆

کیا موجودہ فتنوں میں خاموش رہنا چاہئے؟

دور حاضر میں عالم اسلام کو جس قسم کی صورت حال کا سامنا ہے۔ایسے حالات میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟ کسی کا ساتھ دینا چاہئے یا خاموش بیٹھے رہنا چاہئے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنوں کے وقت میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے بلکہ خاموش رہنا چاہئے؟

اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کے فتنوں کو الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ ہر فتنے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ ہر فتنے سے ایک ہی طریقہ سے بچ جائے گا، یا پھر ایک فتنے سے بچنے کے لئے دوسرے فتنے کی تدبیر اختیار کرکے بچا جاسکے گا۔

آسانی سے سمجھنے کے لئے یہاں ہم مختلف احادیث نقل کررہے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فتنوں کو بیان فرمایا اور ان میں کیا معاملہ اختیار کرنا ہے وہ بھی بیان فرمایا:

1..... عن ابی ذر: قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف انت إذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلاة عن وقتها او یمیتون الصلاة عن وقتها قال: قلت فما تامرنی ؟ قال: صل الصلاة لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها لک نافلة(اخرجه مسلم فی صحیحه)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے اوپر ایسے حکمران ہونگے جو نمازوں کو انکے اوقات سے مؤخر کرکے ادا کریں گے یا نمازوں کو برباد کرکے ادا کریں گے اس کے وقت سے ہٹا کر۔ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پوچھا: آپ مجھے ایسے وقت میں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نمازوں کو انکے وقت میں ادا کرنا۔اور اگر ان حکمرانوں کے ساتھ پڑھنی پڑے تو پڑھ لینا وہ تمہاری نفل نماز ہوجائے گی۔(مسلم شریف)

فائدہ .. اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت کو برباد کرنے کے فتنے

کے بارے میں آگاہ کیا۔ اسکا حل بھی بتایا۔ اب یہاں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ فتنہ ہے اور فتنے میں گھر میں دبک کر بیٹھ جانا چاہئے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ نہیں بلکہ علاج بھی وہی کیا جائے گا جو زبانِ نبوت سے بیان ہوا۔ چنانچہ بنوامیہ کے دور میں یہ پیشن گوئی پوری ہوئی۔ خصوصاً حجاج بن یوسف کے وقت میں۔ جن علماء حضرات نے اسکے خلاف خروج کیا اسکی ایک وجہ نمازوں کے وقت کو ضائع کرنا بھی بیان کی تھی۔

2 عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس في الفتن رجل آخذ بعنان فرسه أو قال برسن فرسه حلف أعداء الله يخيفهم ويخيفونه أو رجل معتزل في باديته يودى حق الله الذي عليه . (هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه . ووافقه الذهبي رحمة الله عليه) (المستدرک علی الصحیحین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام یا فرمایا اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں، یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے، اس پر جو اللہ کا حق (زکوٰۃ وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ۔۔۔ اس حدیث میں فتنوں ہی کے وقت میں جہاد کرنے والے کو سب سے افضل بتایا گیا ہے۔

3 عن ابی سعیدن الخذری رضی الله عنه أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشک أن يكون خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن. (بخاری شریف، ج:، ص:۱۵) (مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۷، ص ۴۴۸) (مسند ابی یعلی، ج:۲، ص:۱۷۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دور دراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

فائدہ اس حدیث کے الفاظ اگر چہ عام ہیں۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت

نے اس پر اس وقت بھی عمل کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ چھوڑ کر دور دیہات میں چلے گئے۔

یہ حدیث ایسے دور کو بھی بیان کر رہی ہے جس میں ہر قسم کا فتنہ ہوگا۔ ان فتنوں سے وہی بچ پائے گا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے گا۔ کیونکہ گھر میں خود کو بند کر لینے سے بھی ان فتنوں سے نہیں بچا جا سکے گا۔ فتنے گھر میں گھس کر حملہ آور ہونگے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ''التمهيد لما في الموطا من المعاني والاسانيد'' میں فرماتے ہیں: ''بل اراد بقوله يفر بدينه من الفتن جميع انواع الفتن'' (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں لفظ ''الفتن'' جمع کا لفظ ہے جس سے مراد ہر قسم کے فتنے ہیں)۔

انہی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ سودی نظام کے دنیا پر مسلط ہو جانے کا ہے، جسکو سود والی حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس وقت حرام خوری عام ہو جائے۔ لوگوں کا کاروبار بھی عالمی سودی ، لیاتی نظام کے تحت چل رہا ہو۔ لوگوں کے ساتھ معاشرت اختیار کرنے کی صورت میں مسلمان حرام کھانے سے نہ بچ سکتا ہو۔ ایسے وقت میں حرام سے بچنے کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے اور وہاں حلال روزی یعنی بکریوں کی آمدنی سے کھائے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی گھر ہی میں رہے تو وہاں اسی سودی مالی نظام کے تحت کمائی گئی آمدنی سے کھائے گا۔ سو جو کھائے گا وہ سود یا اسکا غبار کھائے گا۔

شارح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں: ''اس فتنے کے وقت میں بہترین مال بکریاں ہونگی۔ کیونکہ انکو لے کر جو لوگوں سے دور چلا جائے گا وہ انہی بکریوں کا گوشت کھائے گا، انکا دودھ پئے گا، اور انکے اون کا لباس پہنے گا۔ جبکہ یہ بکریاں پہاڑوں پر گھاس کھائیں گی، اور پانی پئیں گی، یہ فائدے بکریوں کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لئے فرمایا: پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے۔ کیونکہ یہ چوٹیاں دشمن سے پناہ لینے والے کو دفاع فراہم کرتی ہیں''۔ (فتح الباری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ)

4 . عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان بين يدی الساعة فتنا کقطع الليل المظلم يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسی کافرا ويمسی مؤمنا ويصبح کافرا القاعد فيها خير من القائم والماشی فيها خير من الساعی فکسروا قسيکم وقطعوا اوتارکم واضربوا

سیوفکم بالحجارۃ فان دخل - یعنی - علیٰ احد منکم - فلیکن کخیر ابنی آدم" (اخرجہ ابو داؤد بسند صحیح، واحمد، وابن ماجہ والحاکم والبیھقی)

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنے ہونگے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہونگے، ان میں "دن صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہو جائے گا، ان فتنوں کے وقت، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، پس تم (اس وقت) اپنی کمانوں کو توڑ دینا، اور کمانوں کی تانوں کو کاٹ دینا، اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مارنا (کند کر دینا)۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی آئے تو آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ (ہابیل کی طرح جو قتل ہو گیا تھا)۔

فائدہ اس حدیث میں ایسے وقت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب لڑنے والی دونوں جماعتیں اہلِ حق کی ہوں۔ ایسے وقت میں کسی کے خلاف ہتھیار نہیں چلانا چاہئے۔ نیز یہ حکم اس وقت بھی ہوگا جب کسی مسلمان کو اہلِ حق کے خلاف لڑنے کا حکم دیا جائے۔

5 عن ابن مسعود قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن مسلمۃ سیفا فقال: قاتل بہ المشرکین ما قاتلوکم فاذا اقتتل المسلمون فأت بہ احدا فاضرب بہ حتیٰ ینثلم وینقطع ثم ارجع الیٰ بیتک فکن حلسا من احلاس بیتک حتی یاتیک ید خاطئۃ او منیۃ قاضیۃ (کنز العمال اخرجہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تلوار دی۔ اور کہا اس تلوار سے مشرکین سے قتال کرنا۔ جب تک وہ قتال کرتے رہیں۔ پھر جب مسلمان آپس میں لڑنے لگیں تو اس تلوار کو احد پہاڑ کے پاس لانا اور اس پر مار مار کر اسکو کند کر دینا اور توڑ دینا، پھر گھر واپس آنا اور گھر سے ہی چپکے رہنا۔ یہاں تک کہ کوئی وار یا موت تمہیں پہنچ جائے۔ جبکہ ابوداؤد کی دوسری روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں "قالوا فما تامرنا قال کونوا احلاس بیوتکم" صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ! ایسے وقت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گھروں سے چپک جانا۔ یعنی گھر سے باہر نہیں نکلنا۔"

اوپر بیان کی گئی احادیث میں سے حدیث نمبر ۳، ۴، ۵ کا مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، مشاجرات صحابہ کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس فتنے کے

جائے تو ظاہر ہے ایسی تلوار چلانے کے فضائل تو دور کی بات ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔لہٰذا ایسی جنگ میں شریک ہونے سے بہتر ہے کہ اس تلوار کو توڑ دے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایک شخص سپاہی ہے، اسکا ذریعہ معاش ہی مال غنیمت ہے یا بیت المال سے ملنے والا وظیفہ، سواب وہ کہاں سے کھائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جواب بھی دیا۔فرمایا: بکریاں لے کر پہاڑوں میں نکل جائے اور حلال رزق کھائے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو مسلمان تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مقتول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔(متفق علیہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مرقات'' میں اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مصداق مسلمانوں کے درمیان وہ جنگ ہے جو، کسی عصبیت، حمیت اور جاہلیت کی بنا پر ہو، جیسا کہ دو علاقوں کے مسلمانوں کے مابین، دو قبیلوں کے مابین، اور اس جنگ میں کوئی شرعی پہلو نہ ہو جسکی وجہ سے ان میں سے کوئی بھی فریق شریعت کی بالا دستی کے لئے نکلا ہو، اور اس حدیث کو مسلمانوں کے مابین ہر قسم کی لڑائی مثلاً قضیہ صفین وغیرہ پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔(مرقات المفاتیح)

اگر ایک طرف امریکہ کے لئے لڑنے والا عراقی فوجی ہو اور دوسری جانب مجاہد فی سبیل اللہ تو کیا نعوذ باللہ قاتل ومقتول دونوں جہنم میں جائیں گے؟ اسی طرح طالبان اور حامد کرزئی کی فوج آمنے سامنے ہو؟ ہرگز نہیں۔

خلاصۂ بحث۔ مذکورہ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جنگ میں کسی کا ساتھ نہ دینے کا حکم فرمایا اس سے مراد یہ جنگ نہیں جس میں ایک طرف تمام کفریہ طاقتیں ہیں اور دوسری جانب اللہ کے دین کی سربلندی اور مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے لڑنے والے طالبان اور مجاہدین ہیں۔

بلکہ اس جنگ سے مراد وہ ہے جسکو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: یعنی وطنیت، قومیت، لسانیت اور کسی بھی عصبیت کی بنیاد پر لڑی جانے والی جنگ۔ یعنی تلواریں توڑنے کا حکم

امریکہ کی خاطر مجاہدین سے جنگ کرنے والوں کے لئے ہے۔ اگر انکو مجاہدین کے خلاف لڑنے کے لئے مجبور کیا جائے تو وہ اسلحہ چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ جائیں، اگر گھر میں بھی مجبور کئے جانے کا خطرہ ہے تو پھر ایسے پہاڑوں میں بھاگ جائیں جہاں اس گناہ پر انکو کوئی مجبور نہ کر سکے۔ یہی حکم بھارتی فوج میں موجود مسلمانوں کے لئے ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے یہ حکم عام ہے۔ کہ اسلام کی سربلندی کے لئے لڑنے والوں کے مقابلے جنگ نہیں کی جائے گی۔

ستکون فتنة صماء بکماء عمياء من اشرف لها استشرفت له واشراف اللسان فيه کوقوع السيف. (اخرجه ابوداؤد رقم ۴۲۶۴ والطبرانی فی الاوسط رقم ۸۴۱۷)

ترجمہ: عنقریب ایسا فتنہ ہوگا، جو بہرہ، گونگا، اندھا ہوگا۔ جو اسکے قریب آیا یہ اسکو کھینچ لے گا، اس فتنے میں زبان کا کھولنا ایسا ہوگا جیسے تلوار چلانا۔

فائدہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں حق و باطل کی تمیز نہیں ہوگی، اور نہ نصیحت و خیر خواہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بات کو سنا جائے گا۔ (بحوالہ عون المعبود)

اس حدیث میں جو فتنہ ہے اس میں زبان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ شاید اس کا مصداق وہ جنگ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی۔ اس میں خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا۔ دونوں میں سے کسی کے بارے میں برائی نہ کی جائے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فتنے کے وقت میں کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے فتنہ اور زیادہ بھڑکے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے احتمال کو زیادہ مناسب کہا ہے۔ جبکہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے احتمال کو زیادہ راجح بتایا ہے۔

موجودہ دور میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا، بہرہ اور گونگا (ہپناٹائز) کر دیا ہے کہ جو میڈیا کہہ رہا ہوتا ہے لوگ اسکے علاوہ نہ کچھ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ سوات کی ایک جعلی ویڈیو دکھا کر میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا اور بہرہ کیا، کہ اکثریت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اسلامی سزاؤں کے خلاف زبان درازی کرتی رہی، اور اپنا ایمان تباہ کرتی رہی، نہ کوئی حق سن رہا تھا نہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکی ایک اور بڑی واضح مثال لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ ہے۔ حکومت نے اس مسئلے کو اس انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا کہ لوگ اندھے، بہرے اور گونگے ہوگئے۔ اس فتنے میں اس بری طرح پھنسے کہ حق کے مخالف ہوگئے۔ اس وقت جو لوگوں کی زبانیں چلیں الامان

الحفیظ۔حتیٰ کہ بہت سی زبانیں معصوم طالبات کے قتل کا سبب بنیں۔لہٰذا ایسے فتنے میں جب لوگوں نے باطل کو حق سمجھ لیا ہو اور ساری زبانیں حق کے خلاف چل رہی ہوں،اور باطل کی تقویت کا سبب بن رہی ہوں،اس وقت زبان کو کھولنا ایسا ہے جیسے ہتھیار چلانا۔آپ اس وقت کو یاد کیجئے کہ لوگ کس طرح اندھے،بہرے اور گونگے ہو گئے تھے،سب کی زبانوں پر صرف وہی بات تھی جو مشرف کے دربار شاہی سے بیان کی جاتی تھی۔آج بھی عوام کے جتنے بھی اعتراض جہاد و مجاہدین کے بارے میں ہیں یہ سب اسی دجالی میڈیا نے ذہنوں میں انڈیلے ہیں،اور واقعی لوگوں کو ہپناٹائز (اندھا،بہرہ،گونگا) کیا ہوا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

نیز اس بحث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ہر فتنہ دوسرے سے مختلف ہے اسی طرح ہر ایک کا علاج وہی ہوگا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔(واللہ اعلم)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض فتنوں کے بارے میں اگرچہ یہ فرمایا کہ تم گھر میں بیٹھے رہنا کسی کا ساتھ نہ دینا۔اپنی تلوار کند کر دینا اور کمان توڑ دینا۔

اس حدیث سے مراد وہی صورتِ حال ہے جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

کیا یہ مسلمانوں کے آپس کی لڑائی ہے؟

اگر کوئی ان مذکورہ احادیث کو آڑ بنا کر،موجودہ دور میں ایسا کرنا چاہے تو یہ ہرگز درست نہیں۔ مثلاً عراق والے کہیں کہ عراق میں مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے،لہٰذا یہ فتنہ ہے اور فتنے میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے،یا افغانستان والے کہیں طالبان بھی مسلمان اور کرزئی اور اسکی فوج بھی مسلمان لہٰذا یہ جہاد نہیں ہے یہ فتنہ ہے۔ایسا سوچنا صریح طور پر قرآن و احادیث کی من مانی تشریح کرنا ہے۔کیونکہ قرآن کریم نے واضح طور پر کافروں کی جانب سے لڑنے والوں کو وہی حکم بیان فرمایا ہے جو کافروں کا ہے۔محدثین اور فقہاء نے ایسے لوگوں کے بارے میں انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

آج جو جنگ جاری ہے یہ جنگ کفر و اسلام کے مابین ہے۔ہر ذی شعور جانتا ہے کہ امریکہ اور اسکا اتحاد مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے۔

لہٰذا ایسے وقت میں اگر کوئی مسلمان،انفرادی طور پر یا جماعت وحکومت کی شکل میں امریکہ کا ساتھ دے رہا ہے اور انکے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کر رہا ہے تو کیا اس کو مسلمانوں کے

مابین جنگ کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ ایسے لوگ اگر اپنے سروں پر قرآن کریم بھی اٹھائے پھریں تو انکو وہی حکم ہے جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔

عراق میں نوری المالکی اور اسکی رافضی پولیس امریکہ کا ہراول دستہ بنی۔ جس نے امریکیوں کے ساتھ مل کر امریکیوں سے بڑھ کر سنی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ انکا قتل عام کیا، بلکہ گو بہنوں اور بیٹیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا، نمازیوں کے اوپر مسجدوں کی چھتوں کو گرادیا گیا، املاک لوٹ لی گئیں۔ عالمِ عرب کے علماءِ حق نے امریکیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔ مجاہدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ چونکہ نوری المالکی کی فوج امریکہ کا ہراول دستہ ہے لہٰذا پہلے ٹکراؤ انہی سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اسکو یہ کہے کہ یہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ ہے اس میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، تو یہ بات کس طرح درست ہوسکتی ہے؟ بلکہ شریعت کی رو سے ان کی سزا امریکی کافروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

یہی معاملہ افغانستان میں حامد کرزئی اور اسکی مرتد ملیشیا کا ہے، جنھوں نے اللہ کی سرزمین سے اللہ کا نظام مٹا کر دجال کے لشکر کو وہاں لا بٹھایا۔ اسکے بعد طالبان نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کردیا۔ کیا اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ کہا جائے گا؟ وہ مسلمان کیسے ہوسکتے ہیں جو اللہ کے دین پر راضی نہ ہوئے اور امریکہ کے دین پر راضی ہیں۔ نیز یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں لہٰذا جو حکم امریکیوں کا ہے وہی انکا بھی ہے خواہ وہ نماز پڑھتے ہوں یا لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے ہوں۔ قرآن کریم کی واضح آیات اس بارے میں موجود ہیں۔

اسی طرح اگر بھارت میں کوئی مسلمان جماعت، بھارتی فوج کے ساتھ ملکر مجاہدین سے جنگ کرتی ہے، تو اسکا حکم بھی ہندو کافروں جیسا ہی ہوگا۔ اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ایک طرف اہلِ حق ہیں دوسری جانب اسلام کے دشمن کفار اور انکے بھائی منافق، جو کافروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اس بات کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے مابین ہونے والی ہر قسم کی جنگ کو فتنہ کہہ دیا جائے اور تلواریں کمانیں توڑ کر اس سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔ اگر ایسا ہوتا، تو یہودی اس کا خوب فائدہ اٹھاتے۔ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھتے اور سارے عالمِ اسلام پر حملہ آور ہوکر مسلمانوں کے بچے بچے کو قتل کرتے رہتے، (نعوذ باللہ) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرتے اور یہ حدیثیں بڑے بڑے بینروں پر لکھ کر اپنے ساتھ لے کر چلتے، اگر کوئی مسلمان ان سے مزاحمت کرتا تو اسکو یہ حدیث سناتے کہ جب مسلمان آپس میں لڑیں تو کسی کا ساتھ نہ دو۔ اس

مابین جنگ کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ایسے لوگ اگر اپنے سروں پر قرآن کریم بھی اٹھائے پھریں تو انکو وہی حکم ہے جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔

عراق میں نوری المالکی اور اسکی رافضی پولیس امریکہ کا ہراول دستہ بنی، جس نے امریکیوں کے ساتھ مل کر امریکیوں سے بڑھ کر سنی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ انکا قتل عام کیا، کلمہ گو بہنوں اور بیٹیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا، نمازیوں کے اوپر مسجدوں کی چھتوں کو گرا دیا گیا، املاک لوٹ لی گئیں۔ عالم عرب کے علماء حق نے امریکیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔ مجاہدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ چونکہ نوری المالکی کی فوج امریکہ کا ہراول دستہ ہے لہٰذا پہلے ٹکراؤ انہی سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اسکو یہ کہے کہ یہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ ہے اس میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، تو یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے؟ بلکہ شریعت کی رو سے ان کی سزا امریکی کافروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

یہی معاملہ افغانستان میں حامد کرزئی اور اسکی مرتد ملیشیا کا ہے جنھوں نے اللہ کی سرزمین سے اللہ کا نظام مٹا کر دجال کے لشکر کو وہاں لا بٹھایا۔ اسکے بعد طالبان نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا۔ کیا اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ کہا جائے گا؟ وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جو اللہ کے دین پر راضی نہ ہوئے اور امریکہ کے دین پر راضی ہیں۔ نیز یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں لہٰذا جو حکم امریکیوں کا ہے وہی انکا بھی ہے خواہ وہ نماز پڑھتے ہوں یا لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے ہوں۔ قرآن کریم کی واضح آیات اس بارے میں موجود ہیں۔

اسی طرح اگر بھارت میں کوئی مسلمان جماعت، بھارتی فوج کے ساتھ ملکر مجاہدین سے جنگ کرتی ہے، تو اسکا حکم بھی ہندو کافروں جیسا ہی ہوگا۔ اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ایک طرف اہل حق ہیں دوسری جانب اسلام کے دشمن کفار اور انکے بھائی منافق، جو کافروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اس بات کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے مابین ہونے والی ہر قسم کی جنگ کو فتنہ کہہ دیا جائے اور تلواریں کمانیں توڑ کر اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اگر ایسا ہوتا، تو یہودی اس کا خوب فائدہ اٹھاتے۔ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھتے اور سارے عالم اسلام پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کے بچے بچے کو قتل کرتے رہتے، (نعوذ باللہ) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرتے اور یہ حدیثیں بڑے بڑے بینروں پر لکھ کر اپنے ساتھ لے کر چلتے، اگر کوئی مسلمان ان سے مزاحمت کرتا تو اسکو یہ حدیث سناتے کہ جب مسلمان آپس میں لڑیں تو کسی کا ساتھ نہ دو۔ اس

طرح خود تو مسلمانوں کو نیست و نابود کرتے رہتے اور اپنے خلاف اٹھنے والوں کو حدیثیں سنا کر بیٹھا دیا کرتے۔ بلکہ یہ خدمت انکی جانب سے سرکاری علماء و مشائخ انجام دیتے۔

کیا حق و باطل واضح نہیں؟

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، کون حق ہے اور کون باطل؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کے بھید اور کھوٹ کو جاننے والے ہیں۔ ہم جیسے سیاہ کار جو سینے میں ایک ایسا دل لئے پھرتے ہیں، جو نفاق میں لت پت ہے، اسکے باوجود ہمیں بال کے برابر بھی اس جنگ کے بارے میں شک و ابہام نہیں ہے، کہ امریکہ اور اسکے اتحادی مسلمانوں اور عالم اسلام سے کیا چاہتے ہیں؟ آئندہ انکے کیا ارادے ہیں؟ پاکستان کے بارے میں انکی کیا سوچ ہے؟ یہاں کون کون سے طبقات اور مکاتب فکر انکے ساتھ کھڑے ہونگے؟ کون بلیک واٹر کی صفوں میں کھڑا ہوگا اور کون دیوانے پاکستان اور اسلام کے دفاع کے لئے سروں کی فصلیں کٹوا رہے ہونگے؟ کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ میں مسلمانوں کے محلوں پر حملہ کرنے امریکیوں کے ساتھ کون آئیں گے؟ اور کون اپنے مسلمان بھائی بہنوں کی خاطر گلیوں میں خون میں نہاتے، نہلاتے، تڑپتے تڑپاتے جام شہادت نوش کر رہے ہونگے۔ اس جنگ سے زیادہ واضح جنگ اور کب ہوگی؟ اگر اس جنگ میں بھی ابہام ہے تو پھر امام مہدی کے وقت میں کیا ہوگا جب انکے مقابلے میں سفیانی کا لشکر ہوگا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہوگا بلکہ کسی وقت میں مساجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہوگا؟ اسکے ساتھ یقیناً سرکاری علماء و مشائخ بھی ہونگے جو سروں پر قرآن اٹھائے، سیدنا حضرت مہدی کو 'دہشت گرد، شرپسند، امیر المومنین کا باغی' اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہونگے۔

تمام فتنوں کا بہترین حل

قرآن و احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فتنے جس قسم کے بھی ہوں، ان کا بہترین حل اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرنا ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت حق کی خاطر قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناوأهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال. (رواہ ابو داؤد بسند صحیح)

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے

ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

لہٰذا جیسے بھی پر فتن دور ہو، ان سے بچنے کا بہترین حل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس میں فتنوں سے نجات کے ساتھ ساتھ، درجات کی بلندی بھی ہے۔ جو پہاڑوں میں بھاگ جانے والے سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ تاریخ انسانی کے خطرناک فتنے، فتنۂ دجال کے وقت بھی وہی مجاہدین سب سے افضل ہونگے جو میدانِ قتال میں ڈٹے ہونگے۔

حکم جہاد

لہٰذا اس دور میں کافروں کے خلاف پرچم جہاد بلند کرنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض ہے جیسے نماز۔ ہر ایک کو اس جنگ میں شریک ہونا ہوگا۔ خواہ خود جہاد میں نکلے یا مال سے مجاہدین کی مدد کرے یا لوگوں کو انکی مدد و نصرت پر تیار کرے۔ جو گھر میں بیٹھا رہا وہ عنداللہ سخت مجرم ہوگا۔ ایسے شخص کو پاکستان کی آنے والی نسلیں بھی معاف نہیں کریں گی۔ کیونکہ انھوں نے امریکہ کو پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنے دین اسلام کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا اور ہاتھ پہ ہاتھ دھرے، اسی انتظار میں رہے کہ سرکاری مفتی یا درباری علماء و مشائخ جہاد کا اعلان کریں، پھر جا کر یہ جہاد کریں۔

جہاد چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہونا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنا رسول الرحمة وانا رسول الملحمة ان اللہ بعثنی بالجهاد ولم يبعثنی بالزرع (الحكم الجديرة بالاذاعة ابن رجب حنبلیرحمۃاللہعلیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولِ رحمت ہوں اور میں گھمسان کی جنگوں والا نبی ہوں۔ بلاشبہ اللہ نے مجھے جہاد دیکر بھیجا ہے اور مجھے کھیتی باڑی دے کر نہیں بھیجا۔

وخرج البغوی فی معجمه " ان اللہ بعثنی بالهدی ودین الحق ولم يجعلنی زراعا ولا تاجرا ولا سخابا بالاسواق وجعل رزقی تحت ظل رمحی"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھے ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے۔ اور مجھے نہ تو کھیتی باڑی کرنے والا بنا کر بھیجا اور نہ تاجر اور نہ بازاروں میں آوازیں لگانے والا۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھ دیا گیا ہے۔

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' اسلئے اللہ تعالی نے ان لوگوں کی مذمت کی جنھوں نے جہاد چھوڑ دیا اور دولت کمانے میں مصروف ہوگئے ۔انکے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۔کہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو پہلے جہاد میں لگے ہوئے تھے۔پھر کچھ وقت ملا تو کہنے لگے کہ اب اپنی زمینوں کی بھی ذرا دیکھ بھال کریں۔اس پر تنبیہ آئی کہ جہاد چھوڑنا تمہاری ہلاکت ہے۔(الحکم الحدیرۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ابوداؤد کی روایت ہے اذا تبایعتم بالعینۃ واتبعتم اذناب البقر وترکتم الجھاد سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ اللہ من رقابکم حتیٰ تراجعوا دینکم

ترجمہ: جب تم عینہ (ایک قسم کی بیع) کا کاروبار کرنے لگو گے اور گائیوں کی دموں کے پیچھے ہولو گے،اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کردینگے جو اللہ تمہاری گردن سے اس وقت تک نہیں دور کریں گے جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹ آتے۔

فائدہ......اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تم حرام کاروبار میں لگ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاؤ گے،جہاد چھوڑنے کے نتیجے میں کافر تم پر غالب آجائیں گے اور تم پر ذلت مسلط ہوجائے گی،یہ ذلت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک پھر جہاد کی طرف نہ لوٹ آؤ۔

ایسا ہر دور میں دیکھا جاسکتا ہے۔کافر مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔پھر جب مسلمان جہاد کا علم بلند کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے،کافروں پر رعب طاری ہوجاتا ہے۔پھر وہی کافر جو کل تک مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسلتے تھے،خود کو خدا کا درجہ دیتے تھے،جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ انکے غرور کو خاک میں ملادیتے ہیں،ذلیل وخوار ہو کر اوراپنی طاقت کا جنازہ اٹھا کر جاتے ہیں۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' مسلمان جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) شام آئے۔ان سے''الحولۃ'' کی کھیتی کا تذکرہ کسی نے کیا چنانچہ انہوں نے اسکی کاشت کی۔یہ خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے قاصد بھیجا۔جب قاصد شام پہنچا تو کھیتی پک کر تیار ہوچکی تھی۔

اس قاصد نے کر تمام کھیتی کو آگ لگادی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ کر بھیجا ان اللہ جعل ارزاق ھذہ الامۃ فی أسنۃ رماحھا وتحت أزجتھا. (حرجہ اسد ابن موسی)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کا رزق نیزے کی نوک اور اسکے نچلے حصے میں رکھ

ہے۔(الحکم الحدیرة بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمةاللّٰه علیه) اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر بھیجا کہ جس نے کھیتی باڑی کی اور گائیوں کی دموں کے پیچھے لگا اور اسی پر راضی ہو گیا اور مستقل اسی کو اختیار کر لیا میں اس پر جزیہ مقرر کر دونگا۔(الحکم الحدیرة بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمةاللّٰه علیه) اور کسی نے کہا گیا کہ آپ اپنے بال بچوں کے لئے زراعت کیوں نہیں اختیار کر لیتے؟ انھوں نے جواب دیا" اللہ کی قسم ہم کسان بن کر اس دنیا میں نہیں آئے بلکہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ (جہاد کے اندر) کافر کسانوں کو قتل کر کے انکی زراعت میں سے کھائیں۔"(الحکم الجدیرة بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمةاللّٰه علیه)

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث و آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایک مؤمن کی مکمل حالت یہ ہے کہ اسکا مشغلہ ہی اللہ کی اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ ہو۔ جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے اسکے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ہے"جس نے دنیا کی فکر کو اپنا غم بنالیا اللہ تعالیٰ اسکے تمام امور خراب کر دینگے اور فقر کو اسکی آنکھوں کے سامنے کر دینگے۔ اور دنیا تو اسکو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی جا چکی۔ اور جسکی نیت آخرت کی ہو گی اور اسکے معاملے کو آسان فرما دینگے۔ اور اسکے دل میں غنا پیدا فرما دینگے اور دنیا خود چل کر اسکے پاس آئے گی۔(مسند احمد، ابن ماجہ)

ان آثار کا یہ مطلب ہے کہ مجاہدین کو جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی یا کاروبار میں نہیں مشغول ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے جہاد کمزور ہو گا۔ رہا رزق کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ اسی جہاد کے ذریعے مجاہدین کو پاک وحلال رزق عطا فرمائیں گے۔ نیز عام مسلمان کو بھی کھیتی باڑی یا کاروبار میں پھنس کر جہاد سے دور نہیں رہنا چاہئے۔ کیونکہ جہاد چھوڑنے میں تمام مسلمانوں کا نقصان ہے۔ جیسے کہ آج صورت حال ہے۔ مسلمانوں کے تمام وسائل پر یہود و ہنود کا قبضہ ہے۔ تمام مسلم ممالک کی عوام کو انھوں نے اپنے سودی نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ مسلمان دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور دنیا ہاتھ آ کے نہیں دیتی۔ ہر آنے والا دن کاروبار اور کھیتی کے لئے بری خبر لاتا ہے۔ یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اپنا حق حاصل کرنے کے لئے امریکہ اور عالمی اداروں سے جہاد نہ کریں۔ وہ اپنی بات طاقت کے زور پر منواتے ہیں۔ سو ہمیں بھی جہاد کی قوت کے ذریعے اپنے دین، اپنے وسائل اور اپنے لوگوں کی عزت کا دفاع کرنا ہو گا۔ ہم جہاد کرینگے تو اللہ ان ہندؤوں اور یہودیوں کے سونے اور ہیروں سے بھرے محلات ہمارے قدموں میں ڈال دینگے۔ پھر ہمارے وسائل کو کوئی

اونے پونے لوٹ کر بھ گ نہیں پ ئے گا۔ نہ کوئی جارج سورلیس ہوگا جو اپنا پیسہ نکال کر لیجائے اور دو دن میں کئی مسلم مما لک کی معیشت کی چولیں ہلا جائے۔ اس وقت کا آپ تصور کریں جب عالمی بینکرز راک فیلرز، روتھ شیلڈ، جے پی ، رگن جیسے یہودیوں کی تمام دولت مجاہدین کو ،لِ غنیمت میں ملے گی تم م دنیا کا سونا جو ان سود خوروں نے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے عام مسمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جبکہ جہاد کے بغیر یہی ہوتا رہے گا کہ یہ خیر امت اپنے بچوں کے منھ سے نقمہ چھین کر ان سود خوروں کو سود ہی ادا کرتی رہے گی اور سود ادا کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔ تاجر اپنی محنت کی کمائی ان کو دیتا ہے، کسان خون پسینہ بہاتا ہے لیکن......اپنے بچوں کا پیٹ بھی نہیں بھر پاتا۔

◆◆◆

دوسرا باب

تاریخ اسلام اور راہِ وفا کے مسافر

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف، یہودی سازشیں یقیناً بہت خطرناک تھیں۔ دنیا کا کوئی اور مذہب اسکا ایک حصہ بھی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ عیسائیت کو ہی لے لیجئے کہ سینٹ پال کے ایک خواب نے ہی ساری عیسائیت کا وجود جڑوں سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ جبکہ عالمِ اسلام کے خلاف ہونے والی سازشیں، انتہائی مہلک وتباہ کن تھیں۔ تہہ در تہہ، پراسراریت کے دبیز پردوں میں چھپی، دجل وفریب کے لبادے اوڑھے، معصومیت کا غازہ چہرے پر سجائے، مسلسل دین حنیف کے وجود پر یلغار کرتی آرہی ہیں۔ انکی وسعت و گہرائی کا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی ضخیم کتابوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں دشمنانِ اسلام نے نسل در نسل محنت کی ہے.... اپنے شیطانی مشن کے لئے دن رات ایک کئے ہیں .... لیکن انکی زندگی .... غداری، مکاری، عہد شکنی اور دھوکہ دہی سے بھری پڑی ہے .... انکی قربانیوں نے یہودی دنیا کو بیشک بہت کامیابیاں دلائی ہوں، لیکن...... انکے کردار کی کمزوری ..... اخلاق کی پستی......اور شیطانی مشن نے انکی تاریخ کو اتنا متعفن کیا ہے کہ ساری دنیا اسکی بدبو سے کراہت محسوس کررہی ہے۔

جبکہ انکے مقابلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام.... عہد ووفا......امانت وصداقت اور وفا شعاری کی ایسی حسین تاریخ رقم کر گئے، جس پر صرف مسلمان ہی نہیں ساری انسانیت فخر کرسکتی ہے۔ انکے کردار کی بلندی ....اعلیٰ اخلاق .... اور انسانیت کی فلاح وکامیابی کے مشن نے انکی سیرت کو ایسا معطر کیا ہے کہ محسوس کرنے والے آج بھی اسکی خوشبوئیں محسوس کرتے ہیں۔

جہاں تک کامیابی وناکامی کا تعلق ہے تو اس میں بھی اولیاء اللہ (اللہ کے دوست) اولیاء الشیطان پر غالب ہی رہے ہیں۔ اگرچہ وقتی کامیابی اولیاء الشیطان کو حاصل ہوتی رہی ہے، لیکن وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

اس دین کا صحیح حالت میں باقی رہنا،اس کے حق و سچ ہونے کی دلیل ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسلئے اللہ تعالی نے اس دین کو اسکی اصل حالت پر باقی رکھنے کے انتظامات فرمائے۔ اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے ہونے والی یلغاروں سے دفع کے لئے مدافعتی جہاد کے فریضے کو قیامت تک باقی رکھنے کا انتظام فرمایا۔ وقت کے ساتھ اس دین پر پڑنے والے غبار کو صاف کرنے، اس کا چہرہ نکھارنے کے لئے، یہ انتظام فرمایا کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد ہو جو اس دین کو شرک و بدعات اور رسومات و خرافات سے پاک کر کے اسی حالت پر لوٹا دے، جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے۔

اس دین کو اسی اصل حالت پر باقی رکھنے کے لئے ہر دور میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی، جو اس حق کے لئے اپنی جانیں دینے سے بھی دریغ نہیں کریگی۔ حق کو بچانے کے لئے انکو جان دینی پڑے تو دیدیں گے اور جان دیکر مسلمانوں کو یہ بتادیں گے کہ حق کیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: **عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسی بن مریم علیہ السلام فیقول امیرھم تعال صل بنافیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة** (صحیح مسلم باب نزول عیسی بن مریم حاکما)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، قیامت تک غالب رہے گی۔ فرمایا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے، مسلمانوں کے امیر کہیں گے آیئے! آپ ہمیں نماز پڑھایئے۔ عیسی بن مریم فرمائیں گے۔ نہیں۔ تم ایک دوسرے پر امیر ہو، اس امت پر اللہ کے شرف کے طور پر۔

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم حتی یقاتل آخرھم المسیح الدجال. (ابو داود ومسند احمد مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وافقہ الذھبی فی تلخیصہ)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، جو اسکی مخالفت کریگا اس پر

غالب آئے گی، یہاں تک کہ اس جماعت کے آخری لوگ دجال سے قتال کرینگے۔

عن بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا هلک اهل الشام فلا خير في امتي. ولا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين لا يبالون من خالفهم او خذلان من خذلهم حتى ياتي امر الله. الحديث (كنز العمال ٣٨٢٣٣. ابن عساكر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام ہلاک ہو جائیں تو پھر میرے اُمت میں خیر نہیں ہے۔ اور میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، غالب رہے گی، وہ مخالفت کرنے والے کی پروا نہیں کرینگے، اور نہ کسی چھوڑنے والے کے چھوڑنے کی پروا کرینگے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور وہ اسی حالت میں ہونگے۔

غالب رہنے کا مطلب

ان احادیث میں قیامت تک قتال کرنے والی جماعت کے بارے میں زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پیشن گوئی کی گئی ہے وہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔

کیا اس غالب رہنے سے مراد ظاہری غالب رہنا ہے۔ یعنی قتال کے اندر فاتح ہونا؟ یا کچھ اور؟

اس غلب رہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ جس حق کی خاطر قتال کریں گے اس حق کو ہر حال میں بچا جائیں گے۔ ممکن ہے اس میں انکو ظاہری فتح بھی مل جائے۔ لیکن اگر ظاہری طور پر قتال کے میدان میں فاتح نہ بن سکیں بلکہ سارے کے سارے شہید ہو جائیں اس صورت میں بھی اپنے دشمن پر غالب رہیں گے۔ جس حق کے لئے اٹھے تھے اس کو حق ثابت کر جائیں گے۔ انکے دشمن انکے ہوتے ہوئے باطل کو حق نہیں بنا سکتے۔ جس طرح دیگر ادیان کے ساتھ ہوا۔ یہ دیوانے باطل کے طوفانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور طوفانوں کا رخ موڑ دینگے۔ کبھی بچ بھی سکتے ہیں اور ڈوب بھی جائیں تب بھی حق تک اس طوفان کو پہنچنے نہیں دینگے۔ ایسے ہی دیوانوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

ہم کیسے تیراک رہے ہیں پوچھو ساحل والوں سے
خود تو ڈوب گئے لیکن رخ موڑ دیا طوفانوں کا

چنانچہ آپ دیکھیں گے یہ دیوانے تاریخ اسلام کے افق پر جگہ جگہ جھلملاتے ستاروں کے

مانند چمک رہے ہیں۔ اور ادھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے ادھر نکلے کے مصداق آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایسے ہی نفوسِ قدسیہ سے تاریخ اسلام کو رونق ملی ہے جو اپنے خونِ جگر سے اس مبارک درخت کی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ مسلم معاشرے میں خرابیوں کے باوجود، اسلام کا اصل چہرہ، صاف و شفاف ہے۔ پے در پے حملوں، اندرونی و بیرونی یلغاروں اور اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقوں کی منافقت کے باوجود، چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی، چودھویں کے چاند کے مانند دمک رہا ہے۔

اسلاف کی یادیں

اس وقت جب کہ کڑاکے کی سردی ہڈیوں تک میں گھس رہی ہے..... مصلحت کی چادر ہی نہیں کمبل اوڑھنے کے باوجود، جسم پر کپکپی طاری ہے...... آنے والا ہوا کا ہر جھونکا، رگوں میں رینگتے لہو کی رفتار کو اور ہلکا کر دیتا ہے... اردگرد کا، نوس ماحول کتنا اجنبی لگنے لگا ہے کہ کوئی مانوس آواز سنائی ہی نہیں دیتی... کبھی اپنوں کی آوازیں آتی بھی ہیں تو تہہ در تہہ مصلحتوں کے غلاف میں لپٹی کہ مفہوم بھی سمجھنا مشکل ہوتا ہے......

ایسے وقت میں جی چاہتا ہے کہ دلوں کو اسلاف کی یادوں سے ہی گرما یا جائے...... کچھ تذکرے ماضی کے ہی سہی، مبادا سست پڑتا دورانِ خون کہیں منجمد ہی نہ ہو جائے ..

آج ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ ہو جائے جو اندھیری راتوں میں، اپنی خواہشات، آرزوئیں، تمنائیں اور ارمانوں کے چراغ جلا کر قافلۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کرتے رہے آندھیاں چلیں اور چراغ ٹمٹمانے لگے تو...... انھوں نے اپنا لہو اس میں جلانا شروع کر دیا ..... اس کی لو کو مدھم نہیں ہونے دیا۔ قطرہ قطرہ لہو، اس میں نچوڑتے رہے یہاں تک کہ خونِ جگر بھی ان چراغوں کی نظر کر گئے .....

ان پاک ہستیوں کا ذکر، جنکے تذکرے اہلِ دل کی دنیا میں ولولے پیدا کرتے ہیں . شاید آج پھر انکی روشن تاریخ پڑھ کر ان عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ دیں . اور وہ جو سہمے سہمے دبکے دبکے گھٹی گھٹی سانسیں لے کر جی رہے ہیں انھیں یاد آ جائے کہ انکے اسلاف کی زندگی کیسے گذری ہے۔ باطل کے ساتھ انکا کیا معاملہ رہا ہے۔ یہ تذکرے انکے لئے بھی ہیں جو عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ چکے لیکن مڑ کر دیکھتے ہیں تو سوادِ امت کہیں اور ہی کھڑے نظر آتے ہیں انکے حوصلوں کو تقویت ملے راہِ حق کے مسافروں کو معلوم ہو کہ

عزیمت کے راستوں پر چلنے والوں کی تاریخ کیسی تابندہ ہے کہ انہی سے اندھیرو تاریکی، روشنی کی کرنیں اودھار مانگتی رہی ہے۔ غلاموں کو حریت کا سبق انہی مکتبوں سے ملتا ہے اور حریت پسندوں کو نہ جھکنے کے حوصلے انہی نفوسِ قدسیہ سے ملے ہیں۔۔۔

یہ بزرگ ہستیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں جنھوں نے یک وتنہا....دنیا کی تمام شیطانی قوتوں کا بیک وقت مقابلہ کیا اور دینِ حنیف کو اسی حال پر قائم رکھا جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو چھوڑ کر گئے تھے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل کے سامنے نہ جھکنے کی کچھ ایسی ریت ڈالی کہ عاشقانِ رسول نے پھر بھی اس مسئلے میں عقل و خرد کی سن کر ہی نہ دی چنانچہ کوئی صرف ایک فقہی مسئلے کی خاطر کوڑوں کی ضربوں پر رکھا گیا تو کسی نے حکمرانِ وقت کے خلاف خروج کرنے والوں کی مدد کر کے قید و زندان کی صعوبتوں کو اپنے لئے پسند کیا اور اسی قید سے جنت کی وسعتوں کی جانب محوِ پرواز ہوئے۔ کسی نے امت کے عقیدے کی حفاظت کے لئے چمڑی ادھڑ والی تو کوئی نوکِ خنجر پہ رقص کرتا بلندیوں کی جانب پرواز کر گیا کسی کو انگارہ ہوتی، سلگتی سلاخوں میں پرو دیا گیا تو کسی کو تانبے اور لوہے کے خول میں زندہ پیوست کر دیا گیا کوئی شہروں سے اٹھا اور پہاڑوں، ندی نالوں اور وادیوں کو اپنے خون سے رنگا رنگ کر گیا ایک شیخ اپنے تمام مریدوں کل سرمایہ حیات کو لیکر دنیا کی اس طاقت کی سامنے جا کھڑا ہوا جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا......مرید بھی کیسے .....کہ انکے بغیر برِ صغیر علمی یتیم ہی رہ جاتا خانقاہوں اور مدارس سے اٹھے اور میدانِ جہاد میں نکلے تو رن کانپ اٹھا..... فضاؤں کی سانسیں رک گئیں۔ عالم سکتے میں آگیا۔ کہ اگر یہ جماعت ہی شہید ہوگئی تو برِ صغیر میں دین کون پڑھائے گا تفسیر و حدیث، فتاویٰ و فقہ۔ کون سکھائے گا کسی نے ایک مہمان کی خاطر تخت و تاج..... امارت و سلطنت کو لات مار کر، سنگلاخ پہاڑوں میں آبلہ پائی کو ترجیح دی۔ تو کسی نے شہزادگی کی زندگی کو چھوڑ کر۔ "غربت" کو اختیار کیا

ان نفوسِ قدسیہ کے شعبے اور میدان کار بلاشبہ الگ الگ رہے لیکن ایک بات ان سب میں مشترک پائیں گے۔....وہ ہے۔ حق کو بیان کرنے یا حق پر عمل کرنے میں کسی ڈر و خوف کی پروا نہ کرنا، باطل کو باطل کہنے میں کسی مصلحت کو قریب نہیں پھٹکنے دینا۔ اپنی خواہشات خواہ دینی ہوں یا دنیاوی۔ ان پر اللہ کی رضا کو ترجیح دینا۔ اللہ کی رضا اگر ساری ساری رات حدیث پڑھانے میں تھی تو آنکھ جھپکائے بغیر قال اللہ قال الرسول سے ابلیس و شیاطین کے دلوں پر چرکے لگاتے رہے۔....اور اگر اللہ کی رضا مسندِ درس چھوڑ کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے،

زہد پہنے، پایۂ تخت دار کو چوم لینے میں ہوئی تو بڑھ بڑھ کر اس رضا کے حصول میں کوشاں ہو گئے فقہ پڑھتے رہے قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط کرتے رہے لیکن اس فقہ کو کتابوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ جسم کی کھال اتروا کر ان مسائل پر عمل کرنے کا طریقہ اپنے مقلدین کو سمجھا گئے

اہل اللہ تھے کہ خلق خدا الڈ امڈ آتی تھی ویران دلوں کو ذکر اللہ سے آباد کرتے دل کے نہاں خانوں میں چھپی دنیا کی محبت کو ایسا کھرچ کر پھینکتے کہ بندہ فکر آخرت میں ہی ڈوبا رہتا سینوں کو بتوں (غیر اللہ) کی محبت سے پاک کر کے ان میں توحید کی امانت بھرتے، جس سے بندہ صرف اپنے رب ہی کا ہو رہتا۔ محبت کے سمندر میں محبوب حقیقی سے ملاقات کا شوق کچھ اس طرح موجیں مارتا کہ وصال کی طلب میں محبوب کے دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہی چلے جاتے۔

ان خانقاہوں میں بیٹھنے والوں کی جرأت وبہادری اس درجے کی ہوتی کہ حکمرانِ وقت ہل کر رہ جاتے حکمرانوں کو خیر کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں کبھی مصلحت کو حکمتِ عملی کی چادر نہیں اوڑھائی۔ بلکہ شانِ بے نیازی کیساتھ حق کو بیان کرتے رہے۔

طوفان یہاں تھم جاتے ہیں کہسار یہاں دب جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

اہل عزیمت کا تذکرہ اس لئے بھی برمحل ہے کہ حضرت مہدی کے دوست وہی جواں ہمت بن پائیں گے جو عزیمت کے پرخار اور برف سے اٹے راستوں کے راہی ہونگے۔ دین حق کے لئے انھوں نے اپنے میدانوں میں انگاروں پر چل کر دین کا حق ادا کیا ہوگا حضرت مہدی کو پالینے اور قافلۂ حق میں شامل ہوجانے کی تڑپ میں نہ جانے کتنے خون کے دریا اور آنسوؤں کے سمندر عبور کئے ہونگے......

اسلاف کی تاریخ پڑھیئے اور اپنے اس موجودہ دور کو دیکھئے۔ فتنوں، سازشوں اور دشمن کی یلغاروں کی شدت دیکھئے کہ بڑے بڑے مضبوط ستون جڑوں سے اکھڑے چلے جاتے ہیں امام چراغوں کی کیا بساط اس بلا کا طوفان ہے کہ روشنی کے مینارے بھی کسی بڑھیا کے ٹمٹماتے چراغ لگنے گئے ہیں نوآزمودا اور اناڑی ملاحوں کا کیا ذکر جہاندیدہ اور دنیا بھر کا تجربہ رکھنے والے ملاح بھی چپو چھوڑ کر طوفان کے تھم جانے کا انتظار کر رہے ہیں

ایسے وقت میں کچھ دیوانے ہیں جنھوں نے عزم کیا ہے کہ اس طوفان کے سینے پر سوار ہو کر منزل پر پہنچا جائے گا جنھوں نے اس بات سے انکار کردیا ہے کہ شمع نبوت تک کسی سرکش

طوفان کو پہنچنے دیا جائے۔ انکے سینوں میں ابھرتا طوفان باطل کے ہر طوفان سے ٹکرا کر ان کا رخ موڑ نے کا ارادہ کر چکا ہے، خواہ انکو ڈوبنا پڑے۔

اہل حق کے قافلے کے یہ اللہ والے۔ شمع اسلام کی حفاظت کے لئے، رات بھر اس کی لو میں اپنی آہیں اور سسکیاں جلا رہے ہیں اندھیرے جب بڑھنے لگتے ہیں تاریکیاں گہری ہو جاتی ہیں تو یہ اپنی خواہشات وتمنائیں اس کی نظر کر کے اسکی لو کو بڑھاتے ہیں۔ آج اس امت کی لغت میں، غیرت وحمیت، صدق ووفا اور ایثار وقربانی جیسے الفاظ، انہی کے دم سے باقی ہیں۔

یہ سب کچھ کمسنی کی عمر میں......یا عہد شباب میں یا ڈھلتی جوانی میں کس کے لئے؟ کوئی کہیں سے آیا کوئی کہاں سے نہ علاقہ ایک نہ زبان......صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے۔ اس امت کی عظمت رفتہ واپس دلانے کے لئے اسلام کے دشمنوں سے مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لئے۔ ...لہٰذا ہمیں سوچنا ہوگا کہ انکے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہے؟ ہمیں سوچنا ہوگا کہ اب تک ہم انکے ساتھ رہے یا انکے دشمنوں کے ساتھ... انکو خوشی پہنچائی یا زخم ہی دیتے رہے۔

ہمیں چاہئے کہ ماضی کے نفوسِ قدسیہ کی طرح دلوں میں انکی عظمت پیدا کریں......تاریکی کے سمندروں میں ڈوبے رہنے کے بجائے، ان سے اجالے قرض مانگیں......ہمت جواب دے گئی ہے تو، حوصلے ادھار لے لیں۔ وسوسوں، شکوک وشبہات اور بے یقینی کی گھٹاؤں نے آگھیرا ہے تو، یقینِ محکم اور ایمانی بصیرت ان سے حاصل کر لیں......اگر قویٰ مضمحل ہو گئے اور عزم معدوم تو ان سینوں سے سینے ملا لیجئے، جن میں عزمِ مصمم، عملِ پیہم اور کوندتی چمکتی، بجلیاں بھری ہیں۔

•••

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ........حق گوئی و بے باکی

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ چنانچہ جب کبھی کسی کام سے آپ کی والدہ گھر سے باہر جاتیں تو ام المومنین آپ کو اپنی گود میں لے کر بہلاتی رہتیں۔ اور اپنا دودھ بھی دیتیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھیج دیتیں۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم آپ کو گود میں اٹھاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں لیا اور آپ کے لئے دعا کی: اللھم فقھہ فی الدین وحببہ الی الناس (اے اللہ! اس (بچے) کو دین کی سمجھ عطا فرمایئے اور انھیں لوگوں کا محبوب بنا دیجئے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۴، ص:۵۶۵)

یہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علم کے خزانے، فصاحت و بلاغت، حق گوئی و بیباکی اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائی۔ آپ نے معاشرے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو محسوس کیا۔ نفاق، جو مسلم سوسائٹی کو گھن کی طرح چاٹ جاتا ہے، اسکو کھول کر بیان کیا۔ اپنے مواعظ میں منافقین پر تابڑ توڑ حملے کرتے، حق کہنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہ لاتے۔ حجاج بن یوسف جیسے سفاک کے سامنے بغیر کسی لگی لپٹی کے، حق بات کہتے۔ ایک موقع پر فرمایا" خدا کی شان اس امت پر کیسے کیسے منافق غالب آ گئے ہیں، جو پرلے درجے کے خود غرض ہیں۔

اہلِ زمانہ پر تبصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

" ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا۔ زبانی باتیں ہیں عمل کا نام و نشان نہیں۔ علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں ایمان ہے مگر یقین

سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب، آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندۂ خدا بھی نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور نکل گئے، انھوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے، انھوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کر لیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم روزِ حساب پر ایمان رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں۔

زمانہ آج پھر کسی حسن بصری کا منتظر ہے۔ جو منافقین اور ان میں چھپے نفاق کی نشاندہی کر سکے۔ حرم میں طواف کرتے، بیت اللہ کے اندر گھستے، اور پکا سچا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے نفاق سے بھرے دلوں کو کوئی کہہ سکے کہ اے منافقو! تمہارا نفاق تمہارے تمام اعمال پر غالب ہے خواہ تم ساری عمر بیت اللہ کے غلاف سے چمٹے رہو۔ تم نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر انکے دشمنوں کی مدد کی ہے۔

•◆•

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۰ھ - ۱۵۰ھ بمطابق ۶۹۹ء - ۷۶۷ء)

تھے تو آباء وہ تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ رکھے منتظرِ فردا ہو

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالی نے آپکو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملاقات کا شرف بخشا۔ ان صحابہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن اَبی اوفی، سہل بن سعد الساعدی، ابوالطفیل رضی اللہ عنہ عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ اعد ذكر نعمان لنا أن ذكره
هو المسک ماكر رته يتضوع

ترجمہ: ہمارے سامنے نعمان ابن ثابت (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر بار بار کیجئے۔ کیونکہ انکا تذکرہ مشک ہے کہ جتنا ہلاؤ اتنی ہی مہک دیتا ہے۔

علمی مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے كان ابو حنيفة افقه اهل الارض فی زمانه (ابوحنیفہ اپنے زمانے میں روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ تھے۔)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں" واما الفقه والتدقيق فی الرأی وغوامضه فاليه المنتهی والناس عليه عال فی ذلک (سیر اعلام النبلاء) ... ترجمہ: جہاں تک تعلق فقہ، دقت رائے اور اسکی باریکیوں کا ہے تو یہ ان پر ختم ہے۔ اور لوگ اس سلسلے میں انکے عیال ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے" قال حفص بن غياث "كلام ابی حنيفة ادق من الشعر لا يعيبه الا جاهل (سیر اعلام النبلاء)

ترجمہ: حفص بن غیاث نے فرمایا" ابوحنیفہ کا کلام بال سے زیادہ باریک ہے کوئی جاہل ہی

اس میں عیب جوئی کر سکتا ہے۔'' (ایضا)

جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے مغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرو فقیہ بن جاؤ گے۔ اگر ابراہیم نخعی زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کی مجلس میں بیٹھتے۔ (ایضا)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا۔ ہر رات ایک رکعت میں ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو نوافل پڑھتے تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اتنا روتے تھے کہ انکے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ کی وفات اس جگہ ہوئی جہاں ستر ہزار مرتبہ آپ نے قرآن ختم کیا تھا۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ چھ مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ (البدایہ والنہایہ)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ گواہی دیتے ہیں **وكان معدودا في الأجواد الأسخياء، والأولياء الأذكياء، والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل** (تاریخ الإسلام للذهبي رحمة الله عليه: ۹ ص: ۳۰۶)

آخر میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''**أخبار أبي حنيفة رضي الله عنه ومناقبه لا يحملها هذا التاريخ**''۔ (یہ تاریخ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات و مناقب کی متحمل نہیں ہو سکتی)

- امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام، آپکا زہد و تقویٰ، مشتبہات سے احتیاط اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی احتیاط کا انداز ہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے۔

* ایک مرتبہ کوفہ میں کسی عورت کی بکری گم ہو گئی۔ اسکا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ لہٰذا امام صاحب نے اس وقت تک بکری کا گوشت نہیں کھایا جب تک اس بکری کا علم نہیں ہو گیا کہ وہ بکری مر چکی ہے۔ اس اندیشے سے کہ پتہ نہیں وہ بکری کسی نے کاٹ کر بازار میں نہ بیچ دی ہو۔

اندازہ لگائیے! کوئی انسان صرف شبہ کی بنیاد پر کتنے دن گوشت کھانے سے رکا رہ سکتا ہے۔ ہفتہ یا مہینہ یا پھر بہت ہوا تو چند مہینے؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ سات سال بعد جب علم ہو گیا کہ وہ بکری مر چکی ہے تب گوشت کھانا شروع کیا۔ ایک طرف آپ کے علمی

کارنامے اور دوسری جانب حق گوئی، استغناء، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ اور حکمرانوں کے ساتھ کیسا رویہ رہا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور آپ کو قاضی القضاۃ بنانے کی بار بار پیش کش کرتا رہا۔ لیکن آپ نے اس کو کبھی قبول نہیں کیا۔ اسکے ہدیئے آپ قبول نہیں کرتے تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ..... جیل میں تشدد

ایک دن منصور نے قسم کھائی کہ آپکو عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔ اسکے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں عہدہ قبول نہیں کرونگا۔ منصور کے دربان نے کہا۔ ذرا دیکھو تو امیر المؤمنین قسم کھارہے ہیں اور آپ بھی قسم کھاتے ہیں۔ جواب دیا" امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قادر ہیں"۔ (سیر اعلام النبلا ملذہبی)

چنانچہ منصور نے جیل میں ڈالنے کا حکم دیدیا۔ اور جیل سے جنازہ نکلا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پولیس افسر حمید طوسی کے حوالے کردیا تھا۔ حمید طوسی نے کہا" امیر المؤمنین جس شخص کو بھی میرے حوالے کرتے ہیں تو مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں اسکو قتل کردوں، یا ہاتھ پیر کاٹ دوں یا تشدد کروں"۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی متانت سے جواب دیا" جو تمہیں حکم ہوا ہے اسکو جلدی کر ڈالو"۔ (ایضاً)

فقیہ ابوعبداللہ الصیمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور جیل ہی میں انتقال کر گئے"۔ (ایضاً)

ہشام بن عبدالملک کے دور میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بہادری دیکھیے۔ کھلے عام حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کرتے تھے۔ آپ نے انکی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے اور حاضر نہ ہوسکنے پر معذرت کی۔ اسکے بعد بنی حسن میں سے حضرت محمد ذوالنفس الذکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں اور انکے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں محمد ذوالنفس الذکیہ کی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ابراہیم بن عبداللہ کی حمایت کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم بھی انکی خدمت میں بھیجی۔ منصور کے فوجی افسر حسن بن قحطبہ کو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ اس نے خلیفہ

سے معذرت کردی۔ منصور نے امام صاحب کے خلاف جو انتقامی کاروائی کی اسکا اصل سبب یہی تھا۔ اس نے بہانہ عہدے سے انکار کو بنایا۔ آپ پر جیل میں سخت تشدد کیا گیا۔ پھر زہر دیا گیا اور جنازہ جیل سے نکلا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا

کہنا بہت آسان ہے لیکن ذرا سوچئے امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "توفی شھیدا" یعنی شہادت کی موت پائی۔ جنکے بارے میں علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **"لو وزن علم الامام ابی حنیفة بعلم اھل زمانه لرجح علیھم"** کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم ایک پلڑے میں اور انکے دور کے تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھدیا جائے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۶، ص:۴۰۳)

وہی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنکے ہم نام لیوا ہیں .. ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم انکی تقلید کرتے ہیں انکے مناقب...... انکے فضائل اور انکے مسائل پڑھتے پڑھاتے ساری زندگی گذر جاتی ہے۔ پر کاش کبھی سوچا تو ہوتا آخر کیا چیز تھی.. کیا درد تھا .. کیسی کڑھن تھی کہ بڑھاپے میں حلقۂ مریداں کے بجائے قیدِ تنہائی کو اختیار کیا. آپ نے کیسا فقہ پڑھا تھا جس نے کسی تاویل یا فقہی جزیے کا سہارا نہیں لیا اور آخری عمر شاگردوں کے جلو میں گذارنے کے بجائے، زندان کی بھٹی میں جھونک گئے .. مسندِ درس کی اہمیت بھی مصلحت و حکمت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی ہوگی اور سمجھانے کی کوشش کی ہوگی کہ خلیفۂ وقت کے خلاف خروج کو کس طرح جائز قرار دیتے ہیں، یا یہ مسلمانوں کی آپس کی لڑائی ہے آپ فقہ پڑھاتے رہئے اور خاموش ہو جایئے، عہدہ قبول کرنے میں کیا حرج ہے وہ بھی اسلامی خلافت کا عہدۂ قضاء. لیکن ثابت (نعمان ابن ثابت) کے فرزند کے قدم ثابت ہی رہے۔ ایک بار جو "نہ" نکلی سو نکلی جان سے گذر گئے لیکن "نہ" کو "ہاں" میں تبدیل نہ کیا جا سکا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ آپ کا یہ رویہ ایسے دور میں تھا جو خیر القرون میں شمار ہوتا ہے۔ خلافت قائم ہے۔ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہے۔ اسلامی حدود، جاری و ساری ہیں۔ مسلمانوں کی جان و مال، عزت آبرو کو کافروں سے خطرہ نہیں ہے اور خلیفہ بھی آج کے حکمرانوں سے کروڑوں درجہ اچھا، جس نے نہ اقامتِ صلوۃ کو معطل کیا ہے نہ اقامتِ جہاد کو تصور کیجئے اگر

امام صاحب کو علم ہو جائے کہ انکے نام لیوا کافروں کی غلامی میں رہتے ہیں انکے فقہ سے یہود و نصاری اور ہندوؤں کی اطاعت کے جواز نکالتے ہیں... پھر اس پر فخر بھی کرتے ہیں کہ وہ بڑی دین کی خدمت کر رہے ہیں، قیامت کے دن اگر ہمارا گریبان پکڑ لیا تو کیا ہوگا؟ جس امام کو قرون اولیٰ کے حکمران باطل نظر آئے اور انکے خلاف جہاد کرنے والوں کا عملی ساتھ دیں، اگر انکو پتہ چلے کہ انکی تقلید کرنے والے، ہندوستان میں ہندوؤں کی غلامی پر راضی ہیں، انکی تقلید کرنے والے (دارالحرب) امریکہ و برطانیہ میں رہائش اختیار کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے، اور وہ بھی ہیں جنھوں نے طواغیت کو اپنا امیر تسلیم کیا ہے اور انکے خلاف خروج کو ناجائز کہتے ہیں۔ اللہ کے دشمنوں کی مدد کرنے والوں کے حق میں امام صاحب کے فقہ سے دلائل لاتے ہیں۔

اے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنے والو! کبھی سوچا ہے کہ قیامت میں ان نفوسِ قدسیہ کا کس طرح سامنا کروگے۔ امریکہ کی اطاعت پر راضی ہونا... اسلام کے خلاف چھیڑی گئی جنگ میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صف میں کھڑا ہونا کیا تاویلات کا سہارا لے کر ایسے شخص سے بحث کی جاسکے گی جنکے فقہی اسرار و رموز کی دنیا معترف ہے۔

پھر ایک بار پڑھیئے ......اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا کوڑے کھائے اور سخت اذیتیں سہہ سہہ کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملے۔

زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر اللہ کی رحمتیں ہوں نعمان ابن ثابت، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جنھوں نے اپنی زندگی قربان کر کے شریعت کی آبرو کی حفاظت کی۔ آمین۔

◆◆◆

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

تمہارے عزم سے ملتے ہیں حوصلے ہم کو

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ مطابق ۷۸۰ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ولادت سے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ والدہ نے انتہائی ہمت اور حوصلہ مندی سے پرورش کی۔ بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کیا۔ علوم دینیہ میں انھوں نے حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوت حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ فقہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام عطا کیا کہ آج تک عالمِ اسلام میں آپ کا فقہ زندہ ہے۔ حدیث میں آپ کی ''مسند احمد بن حنبل'' ایک عظیم کاوش ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ مطابق 767-820ء) نے فرمایا ''خرجت من بغداد و ما خلفت بها اتقیٰ وافقه من بن حنبل (میں نے اس حالت میں بغداد چھوڑا ہے کہ وہاں احمد بن حنبل سے بڑا نہ کوئی متقی ہے اور نہ فقیہ۔

مسندِ درس پہ بیٹھے تو طالبانِ حدیث پروانوں کی طرح آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ آپکے درس میں سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی۔

خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ کبھی خلفاء اور حکمرانِ وقت کا کوئی عطیہ قبول نہیں کیا۔ تواضع وانکساری اتنی کہ یحییٰ ابن معین (۱۵۸ھ-۲۳۳ھ مطابق 775-848) جیسے امام گواہی دیتے ہیں:

''ما رأيت مثل احمد بن حنبل صحبته خمسين سنة ما افتخر علينابشى مما كان فيه من الصلاح والخير (میں نے احمد بن حنبل جیسا شخص نہیں دیکھا میں انکے ساتھ پچاس سال رہا، انھوں نے ہمارے سامنے کبھی اپنی صلاحیتوں اور محاسن پر فخر نہیں کیا)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور فتنۂ خلق قرآن

خلیفہ مامون الرشید (دورِ خلافت ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ مطابق ۸۱۳ء-۸۳۳ء) یونانی فلسفے اور عقلیت سے مرعوب تھا۔ اسکے دور میں معتزلی طبقہ فکر نے بڑی تقویت پائی۔ معتزلہ کو اس وقت کا

روشن خیال طبقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ ہر چیز کو عقل پر پرکھنے کے عادی تھے۔ (یاد رہے کہ موجودہ دور کے ماڈرن اسلام کے علمبردار مبلغین، کالم نگار اور جدید جامعات کے پروفیسر حضرات آج کے معتزلی ہیں جو دین محکم کو عقل پر پرکھنے کے بعد تسلیم کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث یا حکم انکی چھوٹی سی عقل میں نہ آئے تو یہ اسکو رد کر دیتے ہیں)۔

معتزلہ نے نئے نئے اختلافات کے ذریعے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ اسلام دشمن طاقتیں عام سے مسئلے کو عوام کے سامنے اس طرح پیش کرتیں جیسے اسلام میں سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ یہ علمی اور فلسفیانہ بحثوں کو کفر وایمان کا مسئلہ بنادیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں ایسے ایسے اعتراضات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے، کہ لوگ پریشان ہوجاتے۔

اسی طرح ایک مسئلہ انھوں نے یہ اٹھایا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ معتزلہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے۔ انکو حکومت وقت کی سرپرستی حاصل تھی۔ جبکہ انکے مقابلے میں محدثین وفقہاء کا گروہ تھا جو اہل سنت والجماعت کی نمائندگی کررہا تھا۔ اہل سنت قرآن کے غیر مخلوق یعنی اسکے کلام الٰہی ہونے کے قائل ہیں۔ سازشی عناصر کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی عظمت واہمیت اور اسکا مرتبہ ومقام نکال دیں تا کہ یہ امت ہدایت کے سرچشمے سے ہی کٹ کر رہ جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت اس فتنے کے دوررس اثرات دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لئے، صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کچھ قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مامون نے خلق قرآن کے مسئلے کو بہت اہمیت دی اور ۲۱۸ھ میں والی بغداد اسحاق بن ابراہیم کے نام ایک تفصیلی فرمان بھیجا۔ اس میں محدثین کی شدید مذمت اور تحقیر کی گئی تھی۔ انکو خلق قرآن کے عقیدے سے اختلاف کرنے کی وجہ سے، توحید میں ناقص، مردود الشہادۃ اور شرپسند قرار دیا گیا تھا (آج کے معتزلہ باطل کے سامنے نہ جھکنے والوں کو شرپسند اور دہشت گرد کہتے ہیں)۔ حاکم کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اس مسئلے کے قائل نہ ہوں انکو انکے عہدوں سے معزول کردیا جائے۔ اسکے بعد مامون نے اور سختی کی اور سرکاری اہلکاروں اور اہل علم کے لئے بھی اس مسئلے میں معتزیوں کی حمایت کو لازمی قرار دیدیا گیا۔ اسحاق نے بڑے بڑے علماء کو جمع کیا اور ان سے اس مسئلے پر گفتگو کی۔ اس نے یہ گفتگو لکھوا کر مامون کو بھیج دی۔ مامون یہ سب پڑھ کر سخت طیش میں آیا اور ان علماء میں سے، بشر بن الولید اور ابراہیم ابن المہدی کے قتل کا حکم دیدیا۔ جبکہ باقی کے بارے میں لکھا کہ جو اپنی رائے سے رجوع نہ کرے اسکو پابجولاں، اس کے پاس بھیج دیا

جائے۔ ان کل علماء کی تعداد تیس تھی۔ لیکن ان میں سے صرف چار اپنی رائے پر قائم رہے۔ یہ چار حضرات، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ، قواریری اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح تھے۔ ان چار میں سے بھی، سجادہ دوسرے دن اور قواریری تیسرے دن اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے۔ جبکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ آخر تک اپنی رائے پر قائم رہے۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر مامون کے پاس طرسوس (موجودہ ترکی کا شہر) روانہ کر دیا گیا۔ شاید ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ایسی ہی مبارک کلائیاں چومنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ انیس دوسرے مقامات کے علماء بھی تھے۔ ابھی یہ حضرات رستے میں ہی تھے کہ مامون کی موت کی خبر ملی۔ چنانچہ ان تمام حضرات کو حاکم بغداد کے پاس بغداد واپس روانہ کر دیا گیا۔ راستے میں محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

مامون کے بعد معتصم خلیفہ بنا۔ مامون نے اپنے جانشین کو خلق قرآن کے مسئلے میں خاص وصیت کی تھی کہ وہ اس کی تعلیمات پر عمل کرے۔ چنانچہ معتصم کے سامنے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا تو چار چار بیڑیاں انکے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں۔ تین دن تک مناظرہ ہوا لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ حاکم بغداد نے دھمکیاں دیں کہ اگر تم نے بات نہیں مانی تو سخت اذیت دی جائے گی اور ایسی جگہ ڈال دیا جائے گا جہاں بھی سورج بھی نہیں آئے گا۔

جنکے دلوں میں آخرت کے سودے سمائے ہوں، جنکے سینے نور نبوت سے روشن ہوں، انکے لئے دنیا چھین لینے کی دھمکی یا سورج کو ترس جانے کا خوف کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہٰذا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی دھمکی سے مرعوب نہ ہوئے۔ بھرے دربار میں سرکاری علماء و مشائخ کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی جواب ہوتا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل لاؤ تو میں قائل ہو جاؤنگا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بیباکی نے خلیفہ معتصم کو بھی ہلا کر رکھ دیا اور وہ آپ کے معاملے میں نرم پڑنے لگا۔ اس نے امام صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے پیش رو کے ہاتھ نہ لگتے تو میں آپ کو بالکل نہیں چھیڑتا۔ لیکن درباری علماء و مشائخ اسکو غیرت دلاتے رہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ معتصم اپنے بھائی مامون کے مسلک سے ہٹ گیا ہے۔

سرکاری علماء مشائخ کی بھی مجبوری تھی کہ انکے پیٹ کا ایندھن وہی سرمایہ بنتا تھا، جو اس مسئلے میں حکومت کی حمایت کرنے کے بدلے انکے حصے میں آتا۔ انھیں قرآن و سنت سے بھلا کیا غرض تھی، انکے سامنے صرف ایک مقصد تھا۔ خواہشات کو پروان چڑھانا، دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا، حکومتی عہدوں کے مزے لوٹنا اور سرکاری دربار سے ملنے والے درہم و دینار سے اپنے گھر کی تجوریوں کے منہ بھرتے رہنا۔ انھیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ تاریخ انکے بارے میں کیا کہے گی، آنے والی نسلیں انکو کس طرح یاد کریں گی، اور آخرت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ کس حال میں کھڑے ہونگے، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ یا دشمنوں کے ساتھ؟

آخر تیسرے روز معتصم نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا "اللہ تم پر رحم کرے میری بات مان لو میں تمہیں آزاد کردونگا"۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا کہ قرآن و سنت سے کوئی دلیل لاؤ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اکھاڑ دو

اس پر معتصم سخت غصے میں آگیا اور جلاد کو حکم دیا کہ انکے ہاتھ اکھیڑ دو۔ جلاد نے دو کوڑے لگائے اور پھر اسکی جگہ تازہ دم جلاد نے لے لی۔ اس طرح ہر جلاد پوری قوت سے دو کوڑے لگاتا اور پیچھے ہٹ جاتا۔ انیس کوڑوں کے بعد معتصم پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا "کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو، بخدا مجھے تمہارا بہت خیال ہے"۔

جو اللہ کو اپنا رب مان لیتے ہیں اور پھر اس پر جم جاتے ہیں، ایسے اہل عزیمت کے لئے آسمانوں سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں، جو انکے دل کو تسلی دیتے رہتے ہیں اور حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قائم ہے۔ آج بھی دنیا بھر کی جیلیں ایسے ہی اللہ والوں سے بھری گئی ہیں جنھوں نے باطل کے سامنے سر جھکانے سے انکار کردیا ہے۔ اگر ظالم کے سامنے کوئی نہ کھڑا ہوا کرتا تو ہر ظالم، فاتح بنا کرتا۔ ہر جابر کامیاب و کامران ہو جایا کرتا۔ اور ہر کمزور شکست سے دوچار ہوتا اور اپنا عقیدہ، نظریہ اور نصب العین چھوڑ کر جابر و ظالم کے دین میں داخل ہو جایا کرتا۔

انیس کوڑے کھانے کے باوجود، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزم و حوصلے میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیتے رہے تھے۔ معتصم نے پھر

کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ اسکے بعد امام صاحب کے ہوش جاتے رہے۔
ان کوڑوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایسے کوڑے تھے کہ اگر صرف ایک کوڑا ہاتھی کو پڑتا تو وہ چیخ مار کر بھاگتا۔

امام صاحب روزے سے تھے کسی نے کہا کہ آپکو جان بچانے کے لئے اس عقیدے کا اقرار کر لینے کی گنجائش ہے۔لیکن انھوں نے اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔لوگوں نے انکو سمجھانا چاہا اور اپنے بچاؤ کی حدیثیں سنائیں انھوں نے جواب دیا کہ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا جواب ہے۔جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے بعض لوگ ایسے تھے جنکے سر پر آرا رکھ کر چلا دیا جاتا تھا، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں ہٹتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی دورِ آزمائش میں کسی نے پوچھا: حضرت آپکو یہ سب کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا۔فرمایا ڈرے تو وہ جسکے دل میں مرض ہو۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دو سال چار مہینے جیل میں رکھا گیا۔اور ۳۳ یا ۳۴ کوڑے لگائے گئے۔ علامہ سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دعوت و عزیمت میں لکھتے ہیں:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا، اور مسلمان ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہوگئے۔جن لوگوں نے اس دینی ابتلاء میں حکومت وقت کا ساتھ دیا اور موقع پرستی اور مصلحت شناسی سے کام لیا تھا، وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر گئے، اور انکا دینی و علمی اعتبار جاتا رہا، اسکے بالمقابل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان دوبالا ہوگئی، انکی محبت اہلِ سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شعار اور علامت بن گئی، انکے ایک معاصر قتیبہ کا مقولہ ہے: '' اذا رأیت الرجل یحب احمد بن حنبل فاعلم انه صاحب سنة (جب تم کسی کو دیکھو کہ اسکو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ وہ سنت کا متبع ہے۔)

ایک دوسرے عالم احمد بن ابراہیم الدورقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''جس کو تم احمد بن حنبل کا ذکر برائی سے کرتے سنو اسکے اسلام کو مشکوک نظر سے دیکھو''۔ (تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول ص ۱۰۰)

امام صاحب ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴۱ھ مطابق ۸۵۵ء کو اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔انتقال کی خبر ملتے ہی سارا شہر امڈ آیا۔کسی کے جنازے پر لوگوں کا ایسا ہجوم اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں بتائی جاتی ہے۔

عزیمت کی اس تاریخ کو وہ سوداگر کبھی نہیں سمجھ سکتے جنکے رگ و ریشے میں ''فائدہ'' سرایت

کر گیا ہے۔ جو دین کی ہر چیز کو بھی دنیاوی نفع و نقصان کی کسوٹی پر پرکھ کرا سکے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔انھیں یہ سب ''جذباتیت، عجلت پسندی، حکمت و مصلحت کے خلاف اور کوتاہ اندیشی نظر آئے گی۔''

ماضی ہمارا آئینہ ہے

فتنۂ خلق قرآن کے مسئلے میں حکومت کا ساتھ دینے والوں کو سرکاری حلقوں میں خوب سراہا گیا ہوگا، انکی ذہانت، صداقت و دیانت اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے خوب قصیدے پڑھے گئے ہونگے۔ دربار شاہی سے انکے بارے میں، محب وطن، ملک و ملت کے ہمدرد، امن کے پیامبر اور مصلح ہونے کے فرمان جاری کئے گئے ہونگے لیکن کیا یہ تمام القاب و اعزازات دنیا کی کسی تاریخ میں موجود ہیں۔ خدا جانے وہ ردی کی ٹوکری بھی کس کوڑے دان کا مقدر بنی ہوگی جس میں ان سرکاری فرامین کو پھینکا گیا ہوگا۔ حکومتِ وقت کی سرپرستی کے باوجود امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکاری علماء و مشائخ کو کس طور پر یاد رکھا۔ حکومت کی جانب سے عطا کی گئی عزت کے باوجود، مسلمانوں نے انکو کیا مقام دیا۔ کتنے ہیں جو آج انکے نام سے بھی واقف ہیں۔ جبکہ انکے مقابلے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جنکو حکومتِ وقت نے، شر پسند، فتنہ پرور اور فسادی کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے انکو کیسی عزت بخشی۔ امت نے صدیوں گذرنے کے باوجود بھی انکو اپنے دل کے دریچوں میں عزت سے جگہ دی ہوئی ہے۔ جو بھی نام لیتا ہے ساتھ میں رحمتیں بھیجتا ہے۔

یہی تاریخ کا سبق ہے۔ لیکن تاریخ سے عبرت حاصل کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ ماضی کی تاریخ کو وہ ماضی کی طرح ذہن سے گذار دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ انکے حال (Present) میں بھی ویسی ہی تاریخ لکھی جارہی ہے۔ اسکی وجہ شاید یہ ہیکہ لوگ اپنے دور میں ہونے والے واقعات و حادثات کو اس نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے تاریخ دیکھتی ہے۔ وہ اسکو بہت محدود دائرے میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی جماعت کے دائرے میں رہ کر، کوئی مسلک کے دائرے میں رہ کر، کوئی وطن کے دائرے میں قید ہو کر۔

اسی طرح اپنے دور میں وہ حکومت کے کہنے پر جس کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں، اسکو بھی حکومت کی نظر سے ہی دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنے والوں نے انکو بھی، حکومت کے باغی، امیر المومنین کی اطاعت نہ کرنے والے، امت میں انتشار پھیلانے والے اور حکمت و مصلحت کو نہ سمجھنے والے کے طور پر دیکھا ہوگا۔

معرکہ خیر وشر میں حالات و واقعات ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، چیلنجز اور تحدیات کے نام الگ اور جدا ہو سکتے ہیں، انکے مقابلے میں کھڑی ہونے والی شخصیات اور انکا میدانِ کار جدا جدا ہوسکتا ہے لیکن بنیادی مسئلہ ایک ہی ہوتا ہے۔ البتہ لوگ صرف ماضی کے ابطال و شہسواروں کی قدر کرتے ہیں اور حال کو بھول جاتے ہیں۔

اللہ کی رحمتیں ہوں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر اور انکے نقشِ قدم پر چلنے والوں پر، جو انہی عزیمت کی راہوں پر آبلہ پائی کرتے ہوئے منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ جب تک اس روئے زمین پر حق و باطل کا معرکہ جاری ہے اس وقت تک یہ تاریخ دہرائی جاتی رہے گی۔ باطل جس شکل میں بھی آئے گا حق کی جانب سے کوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کھڑا ہو جائے گا۔

فرعونِ پاکستان پرویز مشرف نے ہر گمراہی کی سرپرستی کی۔ ایسا کیسے ہوسکتا تھا کہ باطل کھل کر گمراہی پھیلائے اور حق کی صف سے کوئی اسکے خلاف کھڑا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو معرکۂ حق و باطل کی تاریخ ادھوری رہ جاتی۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ کو مکمل کرنے کے لئے پرویز مشرف کے مقابلے حق کے امام، شہید ماں باپ کے غازی بیٹے، غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا تاکہ اہلِ حق کو کوئی طعنہ نہ دے سکے کہ ماضی کی تاریخ پر فخر کرنے والو تمہارا حال کیا ہے؟

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی قربانی دے کر در حقیقت اس طبقے کی تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچالیا، جنکے مزاج میں ہر باطل کے سامنے کھڑا ہو جانا ہے۔ یا اللہ! بے شمار رحمتیں نازل فرمایئے غازی شہید رحمۃ اللہ علیہ پر اور ان غیرت مند طالبات پر جنھوں نے مردوں کی جانب سے قربانی دیکر دینی غیرت کے معنیٰ کی لاج رکھ لی۔

•◆•

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

دارا وسکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہوجسکی فقیری میں بوئے اسد اللہی

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۰ھ میں گیلان میں ہوئی۔اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔یہیں دینی علوم حاصل کئے،وقت کے نامور علماء کی صحبت میں رہے۔ظاہری و باطنی علوم سے فارغ ہونے کے بعد خلق خدا کے روحانی امراض کا علاج شروع کیا۔کیا عوام کیا حکام حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء،آپ کی مجالس میں شریک ہوکر دل کی دنیا کو آباد کرتے۔

حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ،تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔غریبوں اور فقراء کے پاس بیٹھتے۔انکے کپڑوں کو صاف کرتے،جوں نکالتے۔اسکے برخلاف کسی مالدار یا ارکانِ سلطنت میں سے کسی کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے۔خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً گھر میں تشریف لیجاتے۔جب خیفہ آکر بیٹھ جاتا تب باہر تشریف لاتے تاکہ اسکے لئے تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے۔
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی کثرت پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔اللہ سے خصوصی تعلق،خلق خدا پر شفقت،سخاوت اور مہمان نوازی آپ کی عادات میں گھل گئی تھی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حق گوئی

جنکے دل اللہ کے لئے خالص ہوگئے ہوں اور آخرت کے وعدوں پر یقین محکم ہو،وہ حاکمِ وقت وسلاطین کی ناراضگی کی پروانہیں کیا کرتے۔جس دل میں قبر کی تاریکیوں اور تنہائیوں کا خوف ڈیرے ڈالے ہو،انکو زندان کی تاریکیاں اور تنہائیاں کبھی نہیں ڈراسکتیں۔شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حق کو بیان کرنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔چنانچہ درباری علماء ومشائخ اور حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے فتوے جاری کرنے والوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

''اے علم وعمل میں خیانت کرنے والو!تم کوان سے کیا نسبت؟اے اللہ اور اسکے رسول

کے دشمنو! اے، بندگانِ خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلاء ہو، یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عالمو! اور اے زاہدو! بادشاہ وسلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے؟ کہ ان سے دنیا کا زرومال اور اسکی شہوت ولذت لیتے رہو۔ تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اسکے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو۔ بارالٰہی! منافقوں کی شوکت توڑ دے اور انکو ذلیل فرما یا انکو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما، اور زمین کو ان سے پاک کردے، یا انکی اصلاح فرما" (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول)

ایک دوسرے موقع پر اسی طبقے کے ایک فرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھے ظالموں کی خدمت گاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا۔ تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان ظالم بادشاہوں کا خدمت گار بنا رہے گا؟ جنکی خدمت میں لگا ہوا ہے انکی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔ (ایضاً)

لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انسانوں سے ہی امیدیں باندھ لی ہیں اور کافروں سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس بھی زیادہ۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا یہ سب معبودانِ باطلہ ہیں۔

"آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید وفروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز جس پر کہ تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے، اور وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع ونقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اسکے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے، تو وہ تیرا معبود ہے۔" (حوالہ مذکورہ)

اے بندگانِ خدا! پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں غور کیجئے اور پھر اپنا جائزہ لیجئے کہ ہم نے کتنے معبود بنا رکھے ہیں؟ اللہ کو چھوڑ کر امریکہ اور یہودی عالمی اداروں کو رازق مانتے ہیں، کافروں کے کہنے پر شریعت کے محکم احکامات کو ممنوع قرار دیدیتے ہیں، بستیوں پر بم برس جانے کے خوف سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو کافروں کو بیچ ڈالتے ہیں۔ قرآن کی آیت کو چھپا دیتے ہیں کہ اس سے امریکہ ناراض ہوکر ہمارا رزق بند کردیگا یا ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائیگا، اپنے گھر بچانے کے لئے دوسرے کلمہ گو مسلمانوں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر بمباری کراتے ہیں.....ظلم پر ظلم کہ ان قاتلوں کی مدد کرتے ہیں اور

قاتلوں کے دشمنوں (مجاہدین) کے خلاف اپنی زبانیں اور قلم استعمال کرتے ہیں؟

سوچئے یہ کیسا سلام ہے؟ یہ کیسا ایمان ہے؟ غور کیجئے اہم ایمان کی کونسی حد پر کھڑے ہیں؟ کبھی بتوں کی پوجا سے فرصت ملے تو گن کر تو دیکھئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ساتھ جنکو شریک بنایا ہے، انکی تعداد کہاں تک پہنچی؟ ہر چیز کا معبود الگ بنا رکھا ہے، موت وحیات کا امریکہ، نقد زروں کا آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک، رزق کا اقوام متحدہ اور سب پانی کا بھارت . وطنیت قومیت لسانیت . . خواہشات کا بت؟

ہزار بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

•◆•

صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۳۸ء - ۱۱۹۳ء)

حکمرانوں کے لئے عیش و سرمستی کی زندگی گذارنا، اپنی سلطنت کی بقاء کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنا کونسا مشکل کام رہا ہے۔قوم کے پیٹ کاٹ کر اپنے خزانوں کے منہ بھرنا دنیا کے طبقہ گروں کی عادت رہی ہے۔عوام کی زندگی کو خزاں رسیدہ کر کے اپنی زندگی میں بہار کے رنگ بھرنا انکا شوق ہوتا ہے۔اپنی نفسانی خواہشات کو شریعت کا غلاف اوڑھا دینا اور خود غرضی وانا پرستی کو مقدس آئین کا درجہ دینا انکے لئے آسان کام رہا ہے۔

لیکن اس دین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو چنتے ہیں انکی شان اوروں سے نرالی ہی ہوتی ہے، انکی عادات واطوار دوسروں سے ممتاز ہوا کرتی ہیں۔تاریخ اسلام کے افق پر یہی درخشاں ستارے ہیں، جو اندھیری رات کے مسافروں کو منزل کی جانب رہنمائی فراہم کررہے ہیں۔جنھوں نے اپنی جدوجہد، ایثار وقربانی اور خوفِ آخرت کی بدولت ہر دور میں مسلمانوں کی لاج رکھی ہے۔خود لُٹ پِٹ کر، جسم و جاں لہولہو کرا کے، دلِ ناتواں کرچی کرچی کروا کر، امت کی تسکین کا سامان کرتے رہے، مسلمانوں کو خوشیاں دلانے کے لئے تمام دنیا جہاں کا غم اپنے دل میں اتار لیا، کہ اگر یہ غم پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو وہ بھی شدتِ کرب سے کوئلہ بن جائیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کا وہ ہیرا ہیں جنکا نام سنتے ہی ایمان والوں کا ایمان جوش مارنے لگتا ہے۔بیت المقدس کی آزادی عالم اسلام کے بچے بچے کا خواب رہی ہے۔آپ ہی وہ اللہ کے ولی ہیں جنھوں نے قبلۂ اول کو کافروں کے قبضے سے آزاد کرایا۔ پہلی بار اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح کیا گیا۔اسکے بعد حکمرانوں کی بے حمیتی، اور امت کی جہاد سے دوری کی وجہ سے ۴۹۲ھ مطابق ۱۰۹۹ء میں کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا۔بیت المقدس کا مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن جانا عالم اسلام کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا۔ اس سے مسلمانوں میں کم ہمتی اور مایوسی پھیل گئی۔

دوسری جانب صلیبی جنگجوؤں کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ انھوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ روضۂ اطہر سے متعلق گستاخانہ اور توہین آمیز کلمات اور ارادوں کا اظہار کیا۔ ایسے وقت میں عالمِ اسلام کو کسی مجاہد کی ضرورت تھی جو میدانِ جہاد میں نکل کر صیبی سیل ب کے راستے میں بند باندھ سکے۔ ایک ایسا قائد جو عوام الناس کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہوا، ارض مقدس اور مکہ و مدینہ کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ ایک ایسا مجاہد، جو جہاد کو عبادت سمجھ کر کرے اور اسی کو اپنی زندگی کا حاصل بنا لے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد کا آغاز عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اور اپنے مقبوضات صلیبیوں سے واپس لینا شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ۵۴۱ھ میں شہادت کا جام عطا فرمایا۔

انکے بعد انکے بیٹے نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہاد کو آگے بڑھایا۔ نور الدین زنگی عالم، زاہد و عابد تھے۔ انکے اندر جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ بیت المقدس کی آزادی انکا مشن تھی اور اسکو وہ اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

۵۵۸ھ میں بقیعہ کے معرکے میں عیسائیوں کے اچانک حملہ کر دینے کی وجہ سے شکست ہوگئی تو قسم کھائی کہ جب تک اسلام کا بدلہ نہ لونگا تب تک چھت کے نیچے نہیں آؤنگا۔ چنانچہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ جوابی حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ علماء و صلحاء کو بھی حالات لکھ بھیجے جس میں کافروں کے مظالم بیان کئے گئے تھے۔ علماء حق نے رو رو کر یہ واقعات مسلمانوں کو سنائے جس سے لوگوں میں جہاد کی لہر دوڑ گئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علماء حق نے مجاہدین کا ساتھ دیا ہے، خود جہاد کے میدانوں میں اللہ کے سپاہی کے طور پر لڑتے رہے ہیں، اور اگر کبھی نہ جا سکے تب بھی انکے دل میدانِ جہاد ہی میں انکے رہتے اور عام مسلمانوں کو مجاہدین کی حمایت و نصرت پر ابھارتے رہتے تھے۔

علماء حق کی ترغیب سے لوگ دیوانہ وار نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کو پہنچنے لگے۔ سلطان نے اپنی قسم پوری کی اور عیسائیوں کے متحدہ لشکر کو شکست دی۔ اللہ تعالیٰ نے انکو بڑی فتوحات سے نوازا۔ پچاس سے زیادہ شہر کافروں کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن فتح بیت المقدس کسی اور کے نصیب میں لکھی جا چکی تھی۔ چنانچہ فلسطین کے تمام علاقے صلیبیوں سے پاک کرنے کے بعد ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں منزلِ حقیقی کی جانب محوِ سفر ہوئے۔

انکے بعد یہ ذمہ داری انکے سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھوں پر آپڑی۔ سلطان کو دیکھنے والے کہتے کہ شاید انکو پیدا ہی اس کام کے لئے کیا گیا ہے کہ اللہ انکے ذریعے دینِ اسلام کو مضبوط و مستحکم کرے اور بیت المقدس آزاد کرائے۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس

کی آزادی کو دل کا روگ بنالیا تھا جو انکو کسی پل چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔عیش وآرام، دنیا کی لذتیں، ذاتی خواہشات، سلطان ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ سب بے معنیٰ ہوکر رہ گئی تھیں۔ جہاد ہی انکا عیش، جہاد ہی انکا آرام تھا۔ یہی خواہش یہی تمنا اور اسی سے مستقبل کی امیدیں قائم تھیں۔

قاضی ابن شداد، جو کہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص رہے، لکھتے ہیں

''جہاد کی محبت اور جہاد کا شوق انکے رگ وریشے میں سما گیا تھا، اور انکے قلب و دماغ پر چھا گیا تھا، یہی انکا موضوع گفتگو تھا، اسی کا سازوسامان تیار کرتے رہتے تھے، اور اسکے اسباب و وسائل پر غور کرتے، اس مطلب کے آدمیوں کی انکو تلاش رہتی، اسی کا ذکر کرنے والے اور اسی کی ترغیب دینے والے کی جانب وہ توجہ کرتے، اسی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر انھوں نے اپنی اولاد، اہل خاندان اور وطن کو خیر باد کہا اور سب کی مفارقت گوارا کی۔ اور ایک خیمے کی زندگی پر قناعت کی، جس کو ہوائیں ہلا سکتی تھیں۔ قسم کھائی جاسکتی ہے کہ جہاد کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد انھوں نے ایک پیسہ بھی جہاد و مجاہدین کی امداد واعانت کے علاوہ کسی مصرف میں خرچ کیا ہو'' (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول)

دوسری جگہ قاضی شداد لکھتے ہیں: ''میدان جنگ میں انکی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس نے اپنے اکلوتے بچے کا داغ اٹھایا ہے اور ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے، خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے ''یاللاسلام اسلام کی مدد کرو! آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ (ایضا)

◆◆◆

جنگ حطین ۔ فیصلہ کن جنگ

ٹل نہ سکتے تھے جو جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

یہ جنگِ حطین تھی جو ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء کو ہوئی۔ بیت المقدس کی فتح وشکست کا انحصار اسی جنگ پر تھا۔ چنانچہ صاہبی لشکر اپنا سب کچھ اس جنگ میں جھونک چکا تھ۔ سلطان نے جہاد کی ترغیب دے دے کر مجاہدین میں جوش و ولولہ کا آتش فشاں بھڑکا دیا تھا۔ اللہ کے دوستوں کے بازوؤں میں بجلیاں بھندر ہی تھیں، جو کسی بھی لمحے اللہ کے دشمنوں پر گرنے کے لئے بے تاب ہو رہی تھیں۔ ہر مجاہد تھا یا شہادت کے جذبات سے سرشار، اپنے قبلہ اوں کو صلیبیوں کے پنجے سے چھڑانے کا آرزومند تھا۔ مجاہدین نے یہ جنگ اس طرح لڑی گویا اسکے بعد انکے لئے زندگی بے معنیٰ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ مجاہدین کامیاب ہوئے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔ ایمان والوں کے دل ٹھنڈے ہوئے اور منافقین کے کلیجے پھٹ گئے۔

میدانِ جنگ کا عجیب سماں تھا۔ ایک ایک مجاہد تیس تیس صلیبی فوجیوں کو گرفتار کر کے لیجاتا تھا، جنکو اس نے خود میدانِ جنگ میں گرفتار کیا تھا۔ بڑے بڑے صلیبی کمانڈر گرفتار ہوئے۔ بادشاہ یروشلم "گائی" بھی گرفتار ہوا۔

مکہ و مدینہ پر بری نظر رکھنے والے کا انجام

مکہ و مدینہ پر حملے کا ارادہ کرنے والا، والی کرک ریجی نالڈ، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سامنے قیدی بن کر کھڑا تھا۔ اسکا غرور و تکبر خاک میں مل چکا تھ۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ یروشلم کو اپنے پاس بٹھایا۔ اسے پیاسا دیکھ کر، ٹھنڈے پانی کا پیالہ پینے کو دیا۔ بادشاہ نے پانی پی کر ریجی نالڈ کو دیدیا۔ اس پر سلطان رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے اور بادشاہ گائی کو کہا "اسکو پانی میں نے نہیں دیا ہے۔ روٹی اور نمک

جسے دیا جاتا ہے وہ محفوظ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ شخص میرے انتقام سے نہیں بچ سکتا"۔

یہ کہہ کر سلطان دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ریجی نالڈ کے سامنے کر کھڑے ہو گئے اور کہا "تم میں نے تجھے قتل کرنے کی قسم دو مرتبہ کھائی تھی۔ ایک مرتبہ تب، جب تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا، دوسری مرتبہ اس وقت جب تو نے دھوکہ و دغا بازی سے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا تھا، دیکھ میں اب تیری بے ادبی اور توہین کا انتقام لیتا ہوں"۔ یہ کہہ کر سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار نکالی اور ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنی قسم پوری کی۔

فتح بیت المقدس

حطین کی فتح کے چند مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی مسلمانوں کو دکھایا جب بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ پہلی مرتبہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دور میں بھی بیت المقدس جہاد ہی کے ذریعے فتح ہوا تھا۔ پھر جب امت جہاد سے غافل ہوئی تو کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسکے بعد بیت المقدس نوے (۹۰) سال کافروں کے قبضے میں رہا۔ یہ نوے سال وہ ہیں جب انفرادی طور پر امتِ مسلمہ میں وقت کے بڑے بڑے محدث، مشہور فقیہ، اولیاء اللہ موجود رہے۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے، تاریخ اسلام کا یہ سنہری دور تھا۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ، ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ بن عربی، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم الشان شخصیات اس دور میں رہی تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفر و فتنے کا زور توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتال کا حکم فرمایا ہے۔ اسی راستے کو اختیار کر کے کفر کا زور ٹوٹ سکتا ہے۔ جس راستے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کیا، اور نبی آخر الزماں اسی راستے کو اپنی امت کے لئے چھوڑ کر گئے، اور فرما گئے کہ اگر تم نے اس راستے کو چھوڑ دیا تو تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی، یہ ذلت اس وقت تک مسلط رہے گی جب تک کہ تم پھر اس جہاد کی طرف لوٹ نہیں آتے۔

اب اگر امت جہاد کے راستے کو چھوڑ کر، کسی اور طریقے سے اس ذلت کو ہٹانا چاہے تو کبھی بھی نہیں ہٹ سکتی۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے میں ہے۔ جس وقت جو حکم ہو وہی کرنا ہے۔ اللہ کی رضا پر سر کو جھکا دینا ہی دین ہے۔ اسکے علاوہ سب شیطان کے دھوکے ہیں خواہ الفاظ کے ہیر پھیر، عقلی دلائل، اور قادیانی طرز کے اعتراضات لوگوں کو کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگیں۔ دین وہ ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

لئے چھوڑ کر گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی اس پر شاہد ہے۔ اور علماء حق نے اس پر چل کر ہمیں راستہ دکھایا ہے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبی، رحمۃ اللہ علیہ دین کی اس اٹل حقیقت کو سمجھتے تھے کہ کفر کا زور توڑنے کے لئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میدانِ بدر میں نکلے پھر وہاں جا کر اللہ سے فتح کی دعائیں کیں۔ سو سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کی آزادی کے لئے قتال کو ضروری سمجھا پھر اسکے بعد علماء حق سے دعاؤں کی درخواست کی۔

۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ بیت المقدس میں نوے (۹۰) برس بعد جمعہ کی نماز ہوئی۔ دور دراز کے علاقوں سے علماء اور عوام تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بیت المقدس کا رخ کر رہے تھے۔

ان لوگوں کی خوشی کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنکے دلوں میں اسلام کی سربلندی کی تمنائیں انگڑائیاں لیتی ہیں، جنکی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کو کافروں کی حاکمیت سے آزاد دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جنھیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اسلام غالب ہے یا مغلوب، مسلمان حاکم ہیں یا محکوم، انکے لئے یہ سب باتیں بے معنیٰ ہیں۔ انکے لئے صرف دو وقت پیٹ کا بھر لینا ہی زندگی ہے۔ خواہ انکے اوپر ہندو حکمرانی کریں یا یہودی۔

اتحادی افواج اور شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ

دوسری جانب بیت المقدس کی فتح کی خبر عالم کفر پر بجلی بن کر گری، اس خبر نے انکے اندر انتقام کی آگ بھڑکا دی، تمام یورپ مرنے مارنے پر تیار ہو گیا۔ یورپ کے تمام مشہور بادشاہ، شہزادے، سپہ سالار اور جنگجو میدان میں نکل آئے تھے۔ قیصر (Caeser)، فریڈرک (Frederick)، رچرڈ شیر دل (Richard the Lion-Hearted 1157-1199) شاہان انگلستان، فرانس، صقلیہ، آسٹریا، ڈیوک اور نائٹ سب اتحادی تھے اور انکے مقابلے میں تن تنہا سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند حلیفوں کے ساتھ عالم اسلام کی جنگ لڑ رہے تھے۔

پانچ سال مسلسل خونریز جنگیں چلتی رہیں۔ اتحادی افواج بیت المقدس پر قبضہ کرنے کی سر توڑ کوشش کرتی رہیں۔ لیکن اللہ کی مدد کے سہارے سلطان رحمۃ اللہ علیہ انکا مقابلہ کرتے رہے۔ تھک کر چور ہو جانے کے باوجود آرام کا خیال دل میں نہیں آیا۔ اپنی جان بچانے اقتدار کے مزے لوٹنے ..... اہل خانہ کے ساتھ زندگی کا لطف اٹھانے کی خاطر ایمانی غیرت و حمیت کا سودا نہیں کیا۔ نہ یہ خوف کھایا کہ اگر ان اتحادی افواج کے سامنے نہیں جھکے تو یہ

مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گی۔ بلکہ بے خوف ہوکر تمام عالم اسلام کی جانب سے قبلۂ اول کے دفاع کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

آج لوگ کسی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا کرتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کو بھیج دیں تو اسکی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ انھیں وقت کے صلاح الدین ایوبی نظر ہی نہیں آتے ۔ القدس کی آزادی کے لئے، جو راستہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا، آج انکے روحانی جانشین اسی راستے پر چل کر القدس تک پہنچنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ صرف القدس فتح کرنے والے کا نام نہیں۔ یہ ایک جذبہ ہے ایک عزم ہے... ایک تڑپ ہے عشق و سرمستی کی وہ انتہا ہے جہاں عقل کو داخلے کی اجازت نہیں فتح و شکست کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ جو لوگ مجاہدین کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ فتح و شکست کو دیکھ کر کرتے ہیں، وہ تعقلیت پسند (Rationalists) ہیں عشق کی انکو ہوا بھی نہیں لگی اور نہ ہی وہ شریعت کے اسرار و رموز سے واقف ہیں۔

یاد کیجئے! سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نو سو سال دعوت دیتے رہے لیکن نتیجہ کیا رہا؟ نعوذ باللہ کیا آپکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ناکام ہوگئے؟ کیا وہ حق پر نہیں تھے؟

درحقیقت عشق و محبت نفع و نقصان کو دیکھ کر نہیں کی جاتی، انجام سے بے پرواہ ہو کر صرف حکم بجا لایا جاتا ہے۔ حکم اگر اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دینے کا ہے تو فوری تعمیل کی جاتی ہے، عقل نہیں دوڑائی جاتی کہ چھری چلے گی یا نہیں؟ گردن کٹے گی یا نہیں؟ لمبی تاریخ ہے اسکو اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں جنکے دلوں میں ایمان گھر کر گیا ہے۔

چنانچہ یہ امت ہر دور میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے پر چلنے والے پیدا کرتی رہی۔ کبھی سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ (فاتح قسطنطنیہ 1481-1432) کی شکل میں، کبھی اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (1707-1618) کی شکل میں، کبھی سراج الدولہ رحمۃ اللہ علیہ (1799-1749) کی شکل میں تو کبھی سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۷۹۹ء) کی صورت میں، کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (1831-1786) کی شکل میں، کبھی میدان شاملی کے شہسواروں کی صورت میں۔ صرف غور و فکر کی کمی ہے۔ ورنہ آج بھی یہ امت بانجھ نہیں ہوئی۔ جہاد افغانستان کی ابتداء سے اب تک مختلف خطوں میں امت کی ماؤں نے کیسے کیسے ہیرے اس دین کے لئے جہاد کے میدانوں میں قربان کر دیئے۔ تاریخ لکھی جائے گی، تب تسلیم

کیا جائے گا۔ کیونکہ لوگ، اپنے دور کی شخصیات کے ناقدرے واقع ہوئے ہیں۔ وہ صرف ماضی کے صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں جبکہ انکا حال ان کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اس دور میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ آ جائیں تو ہم میں سے کتنے انکا ساتھ دیں گے؟ اتحادی افواج کے مقابلے انکا اتحادی کتنے مسلمان بن پائیں گے؟ حکومتِ وقت کی ناراضگی، سازشیں فتنے اور ذاتی الجھنوں کے ہوتے ہوئے ایسے کتنے دیوانے ہونگے جو سب کچھ چھوڑ کر بیت المقدس فتح کرنے کے لئے کسی ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلے جائیں گے؟

●◆●

تیسرا باب

امام مہدی

حضرتِ امام مہدی کا نسب، حلیہ اور بیعت سے متعلق تفصیلی گفتگو "تیسری جنگِ عظیم اور دجال" میں گذر چکی ہے۔ کچھ تفصیل "برمودا تکون اور دجال" میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں اس بحث سے متعلق مختصراً چند باتیں عرض کریں گے۔ معتزلی فکر کے حامل لوگ امام مہدی کی آمد کے منکر ہیں۔ تواتر معنوی کی حد تک پہنچی احادیث کو رد کر کے یہ لوگ صرف اس ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ مہدی کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ پوری امت کے چودہ سو سالہ مفسرین، محدثین، فقہاء اور علماء ایک طرف، جن سب کا عقیدہ امام مہدی کی آمد کا ہے، اور یہ حضرات ایک طرف کہ ماننے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جبکہ اہل سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مہدی آخرالزمان آخری دور میں تشریف لائیں گے۔ کفار اور منافقین سے قتال کر کے روئے زمین پر خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے جو نبوت کے طریقے پر قائم ہوگی۔ ان دشمنانِ اسلام میں وہ نام نہاد مسلمان حکمران طبقہ بھی شامل ہوگا جو اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کے دشمن ہیں۔ اسلامی نظام نافذ ہونے سے انھیں اپنے ہاتھ کٹ جانے، انکی عورتوں کو سنگسار کئے جانے اور انکی اولادوں کو ناحق قتلِ مسلم کے جرم میں پھانسی پے چڑھ جانے کا خطرہ ہے۔

اہل سنت والجماعت میں، حضرتِ مہدی اور دجال کی آمد کو تسلیم کرنے کے باوجود انکے متعلق لوگوں کی اپنی اپنی آراء ہیں۔ کچھ لوگ اس موضوع کو اہمیت دیتے ہیں اور کچھ اہمیت دینے کے بالکل مخالف ہیں۔ یعنی اگر فتنوں، حضرتِ مہدی اور دجال کو بالکل بیان نہ کیا جائے تو بعض لوگوں کے نزدیک اچھا ہے۔ لیکن اگر اس موضوع کو بیان کرنا یا لکھنا شروع کریں تو وہ اسکو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ان میں سے کچھ لوگ امام مہدی کے بیان کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ اس سے امت میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ عملیت پسندی کم ہوتی ہے۔ لوگ خود کچھ کرنے کے بجائے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر، امام مہدی کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اب جو کچھ کریں گے مہدی ہی آ کر کریں گے۔

حضرتِ مہدی کے تذکرے سے اگر ایسا تاثر ملتا ہے کہ لوگ عمل سے دور ہو جائیں تو یقیناً

ایسے تذکرے سے تذکرہ نہ ہونا بہتر ہے۔ لیکن اگر اس موضوع پر لکھنے والے کا مقصد، مت کو بیدار کرنا، ان میں جذبہ جہاد اور کفار سے ٹکرانے کے حوصلے پیدا کرنا، مایوسی و ناامیدی سے نکال کر امید و یقین کی شمعیں روشن کرنا ہو تو اس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ اسکی مخالفت کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیز اس دور میں اگر کوئی اس موضوع کو بیان کر رہا ہے تو کوئی نیا کام نہیں کر رہا بلکہ ہر دور میں سلف صالحین اس موضوع پر لکھتے رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت کے حساب سے تطبیق بھی دیتے رہے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیوں

ایک خطرناک طوفان جس قوم کے دروازے پر دستک دے رہا ہو، بپھری ہوئی لہریں اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جانے کے لئے موجیں مار رہی ہوں، ایسی قوم اگر احتیاطی تدابیر کرنے کے بجائے ،طوفان کے امکان کو ہی رد کرنے لگے، تو انکے انجام کے بارے میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب عالم اسلام اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑے ہوئے ہیں، اگر لوگوں کو ان حالات کی نزاکت سے آگاہ کرنا، جذباتیت اور مبالغہ آرائی ہے تو پھر امت کو جگانے کا مناسب وقت اور طریقہ کیا ہوگا؟ کیا طوفان کے آثار دیکھ کر اسکی آمد کا انکار کردینے سے طوفان ٹل جائے گا..... یا گھروں کی دہلیز پر پہنچی سونامی کی لہریں، صرف اسلئے واپس پلٹ جائیں گی کہ ہم نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ یا ہم سو رہے تھے؟ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کرلینی چاہیے کہ ہم خطرات کا ادراک کرکے ان سے اجتماعی مقابلے کے بجائے ،فرداً فرداً مات جانے کے عادی ہوتے جارہے ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ اہل حق کے ساتھ کیا ہونے والا ہے لیکن ہم اپنی سستی، کم ہمتی اور کاہلی کو تاویلات کا لباس اوڑھا کر، خواب و خیال کی دنیا میں مگن رہنا چاہتے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیوں
ناخدا تو بحر تو کشتی بھی تو ساحل بھی تو

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ فتن، دجال اور حضرت مہدی کے بیان کو اہمیت دی جائے یا نہیں تو اس میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موضوع کو بہت اہمیت دی ہے۔ اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بار بار یاد دہانی کراتے رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد، تابعین تبع تابعین، مفسرین، محدثین فقہاء اور ہر دور کے علماء اس موضوع پر تصنیفات لکھتے رہے ہیں۔ یہ ایک طویل فہرست ہے، جسکو کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔

امام مہدی کے خروج کی چند نشانیاں

عن ابن سيرين قال لا يخرج المهدي حتىٰ يقتل من كل تسعة سبعة(رواه نعيم بن حماد في الفتن) قال احمد بن شعبان: ليس فيه باس.

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مہدی اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک ہر نو میں سے سات قتل نہ کر دیئے جائیں۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما أنه رأى بنياناعلى أبى قبيس فقال يا مجاهد اذا رأيت بيوت مكة قد ظهرت علىٰ اخاشبها وجرى الماء في طرقها فخذ حذرك(ابن حجر في الفتح وعزاه الفاكهي في كتاب مكة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے جبل ابی قبیس پر عمارت دیکھی تو فرمایا اے مجاہد جب تم دیکھو کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں (جبل ابی قبیس اور جبل قعیقعان) پر گھر ظاہر ہو گئے ہیں اور پانی اسکے راستوں میں جاری ہو گیا ہے تو ہوشیار ہو جانا۔

فائدہ۔ جبل ابی قبیس صفاء کے اوپر والا پہاڑ ہے۔ جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے۔ اس پہاڑی پر شاہان آل سعود کا محل بنا ہوا ہے۔ جبکہ جبل قعیقعان اسکے سامنے والا پہاڑ ہے۔ ایک قول کے مطابق الأخشبان سے مراد جبل ابی قبیس اور جبل احمر ہیں۔ (معجم البلدان)

عن يعلى بن عطاء عن ابيه قال كنت آخذا بلجام دابةعبد الله بن عمرو فقال: اذا رأيت مكة قد بعجت كظائم ورأيت البناء يعلو رؤوس الجبال فاعلم أن الامر قد اظلك(مصنف ابن ابی شيبه)

ترجمہ: حضرت یعلی بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا، میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سواری کی لگام تھامے ہوا تھا، انھوں نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ مکہ میں پانی کی نہریں (پائپ لائن) کھود دی گئی ہیں اور عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلند ہو رہی ہیں تو جان لینا کہ قیامت کا معاملہ قریب آپہنچا۔

فائدہ ۔ مکہ مکرمہ میں پایپ لائن کے ذریعے ہر جگہ پانی بھی پہنچ دیا گیا ہے۔اور عمارتیں بھی مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں پر تعمیر کردی گئی ہیں۔

امام مہدی کا خروج کہاں سے ہوگا

جیسا کہ صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور بیت اللہ میں ہوگا۔یعنی بحیثیت مہدی آخر الزماں، آپ سے بیعت حرم شریف میں کی جائے گی۔لیکن خروج سے متعلق صحیح احادیث میں صراحت نہیں ہے۔البتہ سلف صالحین نے بعض احادیث سے یہ مطلب نکال ہے کہ حضرت مہدی کا خروج (بیت اللہ میں بیعت لئے جانے سے پہلے) بلادِ مشرق میں ہوگا۔ یہ حدیث **یقتتل عند کنز کم ثلثة کلھم ابن خلیفة** (تمہارے خزانے کے پاس تین گروہ جنگ کریں گے یہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے) والی حدیث ہے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کی بنیاد پر فرمایا: **ویکون ظھورہ من بلاد المشرق لا من سرداب سامرا کما یزعمه جھلة الرافضة** ......یعنی حضرت مہدی کا ظہور بلادِ مشرق سے ہوگا نہ کہ سامرا کی غار سے جیسا جاہل روافض گمان کئے بیٹھے ہیں کہ وہ اس غار میں موجود ہیں۔یہ آخری زمانہ میں انکے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔یہ انکی ہذیانی کیفیت اور انتہائی مایوسی ہے۔

اسی صفحہ پر آگے فرماتے ہیں "**ویؤیدہ بناس من اھل المشرق ینصرونه ویقیمون سلطانه ویشدون ارکانه وتکون رأیاتھم سوداء ایضا . لان رایة رسول اللہ ﷺ کانت سوداء یقال له العقاب . والمقصود أنّ المھدی الممدوح الموعود بوجودہ فی آخر الزمان یکون اصله خروجه وظھورہ من ناحیة المشرق ویبایع له عند البیت کما دل علی ذلک نص الاحادیث** (النہایۃ فی الفتن والملاحم، ج۱، ص۵۵،۵۶)

ترجمہ: "اہلِ مشرق انکی تائید و حمایت کرینگے۔انکی سلطنت قائم کرینگے اور اسکو مستحکم کرینگے۔ ان (اہلِ مشرق) کے جھنڈے بھی کالے ہونگے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا جسکو "العقاب" کہا جاتا تھا۔خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ممدوح آخر الزمان کا اصلی خروج و ظہور بلادِ مشرق سے ہوگا اور بیعت بیت اللہ میں لیجائے گی۔نص احادیث اس پر شاہد ہیں"۔ (النہایہ فی الفتن والملاحم)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی آثار اپنی "الفتن" میں روایت کیے ہیں جن میں امام مہدی کے خراسان اور کوفہ میں موجود ہونے کا ذکر ملتا ہے، لیکن سند کے اعتبار سے یہ کمزور ہیں۔

امام مہدی کی مدت

امام مہدی کتنا عرصہ حکومت کرینگے۔ اسکے بارے میں صحیح احادیث میں سات سال یا نو سال کی مدت بیان کی گئی ہے۔

1 .... **لا تقوم الساعة حتى يملك رجل من اهل بيتي أجلى اقنى يملأ الارض عدلا كما ملئت قبله ظلما يكون سبع سنين** (مسند احمد. اسناده صحيح على شرط مسلم دون قوله يكون سبع سنين)

ترجمہ: قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکومت نہ کرلے۔ (وہ) چوڑی پیشانی والا، کھڑی ناک والا ہوگا۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا۔ جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات سال رہے گا۔

2 .... مستدرک حاکم کی روایت کے الفاظ ہیں "**ويعطى المال صحاحا وتكثر الماشية وتعظم الامة يعيش سبعا او ثمانيا يعني حججا**" (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے)

اس حدیث میں سات یا نو سال امام مہدی کے رہنے کی مدت بیان کی گئی ہے۔

3 .... **يكون في امتي المهدي ان قصر فسبع والا فثمان والا فتسع** (رواه الطبراني في الاوسط ورجاله ثقات. مجمع الزوائد)

میری امت میں مہدی ہوگا۔ اگر کم (مدت رہے تو) سات سال ورنہ آٹھ، ورنہ نو سال۔

4 .... **ان في امتي المهدي يخرج. يعيش خمسا او سبعا او تسعا** (رواه الترمذي قال الباني حسن)

بیشک میری امت میں مہدی ہوں گے۔ وہ پانچ سال جئیں گے۔ یا سات یا نو۔

5 **يكون في امتي المهدي ان قصر فسبع والا فتسع** (ابن ماجه والحاكم قال الباني حسن)

میری امت میں مہدی ہونگے۔ اگر کم تو سات سال ورنہ نو سال۔

6 **يكون اختلاف عند موت خليفة ويلقي الاسلام بجرانه الى الارض**

فیعیشون بذلک سبع سنین او قال تسع سنین (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد)مسند ابی یعلی ۶۹۴۰

خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا اور اسلام روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہو جائے گا۔ چنانچہ لوگ اسی حالت پر سات سال رہیں گے یا نو سال فرمایا۔

حضرت مہدی کے ساتھ

محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ایک آدمی نے ان سے مہدی کے بارے میں سوال کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہیہات پھر اپنے ہاتھ سے سات کا ہندسہ بنایا پھر فرمایا" وہ آخری زمانے میں نکلیں گے جب آدمی اللہ اللہ کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ایسے لوگوں کو جمع کر دیں گے جو بادل کے ٹکڑوں کے مانند علیحدہ علیحدہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں الفت پیدا فرمادینگے۔ وہ کسی کو اجنبی نہیں سمجھیں گے اور نہ کسی پر اترائیں گے۔ ان میں اصحاب بدر کی تعداد کے برابر لوگ شامل ہونگے۔ نہ ان سے پہلے والے ان پر سبقت لے جا ئیں گے اور نہ انکے بعد والے انکو پہنچ سکیں گے، اور وہ حضرت طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد میں ہونگے جنھوں نے انکے ساتھ نہر عبور کی تھی۔" ابوالطفیل نے کہا ابن حنفیہ نے کہا کیا آپ انکو چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ (اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔)

امام مہدی سے متعلق چند سوالات

امام مہدی اور دجال سے متعلق احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً

1 صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں مسلمان بہت خوشحال ہونگے۔ وہ لوگوں کو لپ بھر بھر کے مال تقسیم کرینگے۔ جبکہ صحیح حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ دجال کے وقت تمام دنیا کے وسائل دجال کے قبضے میں ہونگے۔ جو اسکی بات مان لے گا اسکو اپنی جنت عطا کرے گا اور جو اسکی بات نہیں مانے گا اسکو جہنم میں ڈالدیگا۔ اپنے دشمنوں کی کھیتیوں، مویشیوں اور اموال کو تباہ کر دیگا۔ بارشیں روک دیگا۔ زمینیں بنجر ہو جائیں گی۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں تضاد نظر آتا ہے۔

2 جو لوگ امام مہدی کو پہلی بار دیکھ کر پہچان لینگے۔ ظاہری حلیہ دیکھ کر پہچانیں گے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ یہ لوگ حضرت مہدی سے انکا نام ونسب دریافت کرینگے۔ یہاں اگر ظاہری حلیے سے مراد حضرت مہدی کا وہ حلیہ ہے جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تو ایسا ظاہری حلیہ بہت سے لوگوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً ستواں ناک، چوڑی پیشانی وغیرہ۔ جہاں لاکھوں کا مجمع ہو وہاں اس حلیے کے لوگ کافی سارے ہونگے۔ بعض علماء جنکا تعلق جہاد کے میدانوں سے ہے انکی یہ رائے ہے کہ حضرت مہدی ان (بیعت پر اصرار کرنیوالوں) کے ساتھ جہاد کے میدانوں میں رہے ہونگے اور یہ حضرات انکو پرانے مجاہد کے طور پر پہچانتے ہونگے۔ البتہ پہلے انکے مہدی ہونے کا علم کسی کو نہیں ہوگا؟ جب مجاہدین کو سخت حالات پیش آئیں گے اور انکی قیادت پے در پے شہید ہوجائے گی یہاں تک کہ النفس الذکیہ بھی شہادت کا جام نوش فرمالیں گے۔ ایسے وقت میں وہ علماء حق جو جہاد کے میدانوں سے وابستہ ہونگے، اللہ تعالیٰ انکی توجہ انکے ایک پرانے ساتھی کی جانب مبذول کرادیں گے کہ اب انکو امیر بناؤ۔ پہلے پہل حضرت مہدی اپنے ہاشمی ہونے کا انکار کریں گے لیکن بعد میں ان علماء یا مجاہدین کو یقین ہوجائے گا کہ یہی مہدی آخرالزماں ہیں۔ چنانچہ انکو بیعت کے لئے تیار کرلیں؟

جواب **1** امام مہدی کے دور میں فراخی اور دجال کے وقت میں تنگی والی احادیث پڑھ کر بظاہر تضاد (Contradiction) لگتا ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

صحیح احادیث میں حضرت مہدی کے وقت خوشحالی کا دور سات سال یا آٹھ سال یا نو سال آیا ہے۔ اور اسکے بعد پریشانی کا دور شروع ہوجائے گا۔

مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جسکا ایک حصہ یہ ہے "فیکون کذلک سبع سنين او ثمان سنين اوتسع سنين ثم لاخير في العيش بعده (مسند احمد)

طبرانی کی روایت ہے ويقسم الاموال ويلقى الاسلام بجرانه الى الارض فيعيشون بذلك سبع سنين امام مہدی اموال تقسیم کریں گے اور اسلام مضبوط و مستحکم ہوجائیگا۔ مسلمان اس حالت میں سات سال رہیں گے۔ (علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رجالہ رجال الصحیح)

اس خوشحالی کے دور کی ابتداء کب سے ہوگی؟ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی جیش الخسف عنہا والی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی کو شکست دینے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہوجائے گا۔

عن ام سلمة رضی اللہ عنہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رحل من بني هاشم فيأتي مكة فيستخرجه الناس من بيته وهو كاره فيبا يعونه بين الركن والمقام فيجهز اليه جيش من الشام حتى اذا كانو بالبيداء خسف بهم فيأتيه عصائب العراق وأبدال الشام و ينشأ رجل بالشام وأخواله كلب فيجهز اليه جيشا فيهز مهم الله فتكون الدائرة عليهم فذالك يوم كلب الخائب من خاب من غنيمة كلب فيستفتح الكوز ويقسم الأموال ويلقى الاسلام بحرانه الى الأرض فيعيش بذلك سبع سنين أو قال تسع سنين (المعجم الأوسط، ج:۲،ص:۳۵،مسند أبي يعلى:۶۹۴۰،ابن حبان ۶۷۵۷،المعجم الكبير:۹۳۱،ابن حبان ۶۷۵۷)

ترجمہ: امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائیگا لوگ (اسے پہچان کر کہ یہی مہدی آخرالزماں ہیں) گھر سے باہر نکال لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرینگے۔ (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر) شام سے ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگا چنانچہ یہ لشکر جب بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائیگا۔ اسکے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہونگے۔ پھر ایک شخص شام سے نکلے گا جسکی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی وہ اپنا لشکر ان (بنی ہاشم کے اس شخص) کے خلاف مقابلے کے لئے روانہ کریگا اللہ تعالی اس لشکر کو شکست دیگا جسکے نتیجے میں ان پر آفت آئیگی۔ یہی ''کلب'' کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو ''کلب'' کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر وہ (مہدی) خزانوں کو کھول دینگے اور مال تقسیم کریں گے اور اسلام دنیا میں مستحکم ہوجائے گا وہ اس طرح سات یا نو سال رہینگے۔ اس روایت کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد، ج ۷، ص:۳۱۵)

جبکہ دجال کے دنیا میں رہنے کی مدت چالیس دن ہوگی جو کہ ایک سال دو مہینے اور تقریباً چودہ دن کے برابر ہونگے۔ دجال کا یہی عرصہ مسلمانوں پر انتہائی آزمائش کا ہوگا۔ نیز دجال کے خروج سے تین سال پہلے سے آزمائشوں کا آغاز ہوجائے گا۔ ان احادیث کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ امام مہدی اپنے ابتدائی دنوں میں ہی بڑی بڑی فتوحات کرلیں گے۔ جسکے بعد مسلمانوں کے لئے خوشحالی کا دور شروع ہوجائے گا۔ یہ دور پانچ سے نو سال تک ہوسکتا ہے۔ پھر اسکے بعد مشکلات کی ابتداء ہوگی۔ مسلمان اور منافق الگ الگ ہونے شروع ہوجائیں گے۔ صحیح حدیث

۔۔۔ یہی آیا ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے مسلمان اور منافقین الگ الگ ہوجائیں گے۔ بفسطاطین
الناس فی فسطاطین فسطاط ایمان لانفاق فیه فسطاط نفاق لا ایمان فیه

یہاں ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی کے دور میں مسلمانوں کی جنگیں ہوں گی یہاں تک کہ دو جنگ عظیم بھی ہوں گی۔ حدیث میں الملحمة الکبری کہا گیا ہے جس میں ۹۹ فیصد مسلمان شہید ہوجائیں گے۔ جنگوں کے ہوتے ہوئے مسلمان کس طرح خوشحال اور پرامن زندگی گذار سکتے ہیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ صحیح حدیث کے مطابق سفیانی کے لشکر کو شکست دینے کے بعد مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہوجائے گا۔ جبکہ ملحمة اکبری دجال کے آنے سے ایک سال پہلے ہوگی۔ اس ملحمة الکبری کے علاوہ اس عرصے میں اگر جنگیں ہوں تو وہ امن وامان یا خوشحالی کے منافی نہیں ہیں۔ فاتح قومیں جنگیں لڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقوں میں امن وامان اور خوشحالی کو بآسانی برقرار رکھ سکتی ہیں۔ تاریخ میں اسکی بڑی واضح مثال امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں موجود ہے۔ آپکے دور میں جنگوں پہ جنگیں لڑی جاتی رہیں اسکے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمان مضبوط بھی رہے اور خوشحال بھی۔

ایک سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ جنگ تو سرزمین حجاز و شام میں ہوگی۔ چنانچہ اسکے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ ارض حجاز یا عرب ممالک میں حضرت مہدی اسلامی خلافت قائم کر پائیں گے۔ جبکہ ایران، افغانستان، پاکستان، ہندوستان وغیرہ کی کیا صورت حال ہوگی۔ کیا ان جگہوں کے مسلمان بھی اسلامی خلافت کے سائے میں خوشحالی کی زندگی گذاریں گے؟

اسکا جواب ان احادیث میں ملتا ہے جو ان خطوں کی فتوحات سے متعلق آئی ہیں۔ مثلاً مشرق (خراسان) سے امام مہدی کی حمایت میں اٹھنے والے کالے جھنڈوں والی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہونگے۔ رہا ہندوستان تو ہندوستان کی فتح کی بشارت بھی حدیث نبوی میں موجود ہے۔ مجاہدین کا لشکر ہندوستان کو بھی امام مہدی کی خلافت میں لے آئے گا اور وہاں بھی مسلمان ایسی ہی خوشحال زندگی گذاریں گے۔

امام مہدی کے بارے میں اگرچہ حدیث میں عرب کے علاقے کی وضاحت آئی ہے۔ لیکن محدثین نے عجم کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ امام مہدی سے متعلق ایک حدیث ہے" لا تذهب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی " کی تشریح میں "تحفة الاحوذی" میں ہے

''امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں عجم کو بیان نہیں کیا لیکن ان سے وہ بھی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ (حضرت مہدی) عرب و عجم پر حکومت کریں گے اور تمام مسلمانوں کا مقصد و نصب العین ایک ہو گا نیز وہ سب متحد بھی ہونگے تو تمام مقاموں پر غالب آجائیں گے۔ اس بات کی تائید ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی کر رہی ہے جس میں یہ ہے کہ وہ (مہدی) مسلمانوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نافذ کریں گے اور اسلام روئے زمین پر مستحکم و مضبوط ہو جائے گا۔ وہ سات سال رہیں گے۔'

''ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عرب کا ذکر اسلئے کیا ہو کہ اس وقت وہ نبیے میں ہوں یا اسلئے مسلمانوں میں محترم و معزز ہونے کی وجہ سے اسکا ذکر کیا ہو۔ یا اختصار کی وجہ سے صرف عرب کو ذکر کیا جبکہ مراد اس سے عرب وعجم دونوں ہیں۔ لیکن زیادہ واضح بات یہ ہے کہ عرب کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ عجم انکی اطاعت کرتے ہیں''۔ (تحفۃ الاحوذی ج:۶ص:۴۰۲)

جواب 2 ......دوسرا سوال جو حضرت مہدی کے خراسان یا جہاد کے میدانوں میں ہونے سے متعلق ہے، اسکے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول اوپر نقل کیا گیا ہے نیز نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے الفتن میں بھی چند آثار نقل کئے ہیں جن سے حضرت مہدی کے جہاد کے میدان میں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں تک معاصر مجاہدین علماء کی اس رائے کا تعلق ہے کہ بیعت لینے والے حضرات حضرت مہدی کو بحیثیت پرانے مجاہد کے پہچانتے ہونگے، یہ ان علماء کی رائے ہے۔ اگرچہ اس رائے کی تائید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی کر رہا ہے۔

اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ امام مہدی کو وہی علماء حق تلاش کریں گے جو قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے نظریے پر ایمان رکھتے ہونگے، یہ علماء حق قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے دشمنوں کو شکست دینے کے خواہشمند ہونگے۔

◆◆◆

امام مہدی کی حمایت میں مشرق سے آنے والے کالے جھنڈے

اس بارے میں متعدد روایات احادیث کی کتابوں میں آئی ہیں۔ جبکہ آثار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں ضعیف بھی ہیں اور صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔ اسکے باوجود بعض لوگ اسکا انکار کرتے ہیں۔ انکا انکار محض لاعلمی، ضد یا کسی تعصب کی بنیاد پر ہے۔ یہی وہ طبقہ جو امام مہدی کا بھی انکار کرتا ہے۔ انکے پاس نہ کوئی علمی دلیل ہے۔ بلکہ اصول احادیث کو ایک طرف رکھ کر یہ بس اس پر بضد ہیں کہ مہدی کے بارے میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔

جو لوگ ضد پر آجائیں اور ''میں نہ مانوں'' کی رٹ لگائے رکھیں تو آپ انکو کیسے سمجھا سکتے ہیں؟ انکار کرنے والے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا بھی انکار کرتے ہیں۔ نیز دجال کی آمد کے منکر بھی اس دور میں موجود ہیں۔

ان کالے جھنڈوں کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''یہ کالے جھنڈے وہ ہونگے جو حضرت مہدی کے ساتھ ہونگے...... حضرت مہدی کے اپنے جھنڈے بھی کالے ہونگے.... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا۔ جسکو عقاب کہا جاتا تھا۔ اسکو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بن ولید نے مشرق دمشق میں ''ثنیۃ'' نامی مقام پر نصب کیا ہوا تھا۔ اس جگہ کو ابھی تک ثنیۃ العقاب کہا جاتا ہے۔ یہ جھنڈا روم وعرب کے کافروں پر عذاب تھا۔'' (النہایۃ فی الفتن والملاحم ج ا ص ۱۷)

مشرق سے اٹھنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں مستند روایات

1. عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:یقتتل عند کنزکم ثلاثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لایصیر الی واحد منھم.ثم تطلع رأیات سود قبل المشرق فیقاتلوکم قتالا لم یقاتلہ قوم ثم ذکر شیئا فقال اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی ھذا حدیث صحیح علی

شرط الشيخين وقال الذهبي رحمة الله عليه على شرط البخاري ومسلم

(المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص ج ۴، ص ۵۱۰)

ترجمہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانے پر تین آدمی جنگ کریں گے۔ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے۔ پھر یہ (خزانہ) ان میں سے کسی کے ہاتھ نہیں لگے گا۔ پھر کالے جھنڈے مشرق سے ظاہر ہونگے۔ وہ تم سے ایسے جنگ کریں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں کی ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا: جب تم انکو دیکھو تو انکے ہاتھ پر بیعت کر لینا خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو اپنی سند سے روایت کیا ہے اور کہا ہے "ہذا اسناد قوی صحیح"۔ (النہایہ فی الفتن)

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات"

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "حدیث صحیح المعنی دون قولہ: "فانہ خلیفۃ اللہ المہدی"۔ واسنادہ حسن۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ)

2 ...عن بن مسعود رضي الله عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال يجئ قوم من ههنا واشار بيده نحو المشرق اصحاب رايات سود يسألون الحق فلا يعطونه مرتين او ثلاثا فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملأها عدلا كما ملئوها ظلما فمن ادرك ذلك منكم فليأتهم ولو حبوا على الثلج (رواه ابو عمرو الداني)

قال ابو عبد الله محمد حسن محمد حسن الشافعي صحيح ورواه ابن ماجه رحمة الله عليه

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم یہاں سے آئے گی اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ کالے جھنڈوں والے ہونگے۔ حق (امارت) کا سوال کرینگے۔ چنانچہ وہ (عرب کے حکمران) نہیں دینگے۔ دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ سو وہ قتال کرینگے۔

پس انکی مدد کی جائے گی۔ اسکے بعد وہ (عرب) ان کو امارت دینگے۔ کالے جھنڈوں والے اب اسکو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اک شخص کو امارت دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ سوتم میں سے جوانکو پالے ضرور انکے ساتھ آجائے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ (اسکو ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور محقق ابو عبداللہ محمد حسن محمد حسن الشافعی نے اسکو صحیح کہا ہے۔)

3 ..عن بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذ اقبل فتیۃ من بنی ھاشم فلما رآھم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اغرورقت عیناہ وتغیر لونہ قال فقلت ما نزال نری فی وجھک شیا نکرھہ فقال ان أھل بیت اختار اللہ لنا الآخرۃ علی الدنیا وان اھل بیتی سیلقون بعدی بلاء وتشریدا وتطریدا حتی یأتی قوم من قبل المشرق معھم رأیات سود فیسالون الحق فلا یعطونہ فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونہ حتیٰ یدفعوھا الی رجل من أھل بیتی فیملؤھا قسطا کما ملؤوھا جورا فمن ادرک ذلک منکم فلیأتھم ولو حبوا علی الثلج (اخرجہ ابن ابی شیبۃ(۳۷۷۲۷)،نعیم بن حماد فی الفتن،ابن ماجۃ(۴۰۸۲)،ابو نعیم(۲۷).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کہ بنو ہاشم کے کچھ نوجوان آئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو آپکی چشمِ مبارک سرخ ہوگئیں اور چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے دریافت کیا، ہم آپکے چہرے پر ناپسندیدگی کی آثار دیکھ رہے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہم اہلِ بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے آخرت کو پسند فرمایا ہے، اور میرے اہلِ بیت کو میرے بعد تکالیف اور جلاوطنی کا سامنا ہوگا، یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ آئیں گے، جنکے ساتھ کالے جھنڈے ہونگے، تو وہ حق کا سوال کریں گے۔ وہ (بنو ہاشم) ان (کالے جھنڈے والوں) کو نہیں دیں گے، چنانچہ وہ قتال کریں گے اور انکی مدد کی جائے گی، پھر یہ انکو وہ کچھ دیں گے جسکا انھوں نے سوال کیا تھا لیکن اب وہ اسکو قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ اس کو وہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے ظلم سے بھری ہوئی تھی، سوتم میں سے جو ان (کالے جھنڈوں) کو پالے انکے ساتھ ہوجائے خواہ اسکو برف پر گھٹنوں

کے بل چل کر آنا پڑے۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ''زوائد ۱۴۴۱'' میں فرماتے کہ اس سند میں یزید ابن ابی زیاد کوفی مختلف فیہ ہیں۔ لیکن اس میں زیاد ابن ابی زیاد منفرد نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں عمرو بن القیس عن الحکم عن ابراہیم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم کی جس روایت کی جانب اشارہ کیا ہے اسکو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا ہے۔ لیکن شیخ احمد الغماری نے ''ابراز الوهم المكنون'' میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور انکے بھائی عبداللہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے جواب میں کہتے ہیں: '' یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسے راوی نہیں ہیں جو کذاب یا وضاع ہوں۔ نیز جبکہ اسکے اور طرق بھی موجود ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسی طریق سے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے جسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ (بحوالہ العرف الوردی فی اخبار المهدی مع تحقیق شیخ ابو یعلی البیضاوی)

4 ......عن الزهرى قال تقبل الرايات السود من المشرق يقودهم رجال كالبخت المجللة أصحاب شعور أنسابهم القرىٰ وأسمائهم الكنىٰ يفتحون مدينة دمشق ترفع عنهم الرحمة ثلاث ساعات. (رواہ نعیم بن حماد فی الفتن عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، ج: ا ص: ۲۰۶)

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کالے جھنڈے مشرق سے آئیں گے جنکی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی جو جھول پہنی خراسانی اونٹنیوں کے مانند ہونگے بالوں والے ہونگے، انکے نسب دیہاتی ہونگے اور انکے نام کنیت (سے مشہور) ہونگے، وہ دمشق شہر کو فتح کریں گے تین گھنٹے رحمت ان سے دور رہے گی۔

نوٹ: اسکو نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

افغانستان کی موجودہ صورتِ حال

اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے مقابلے طالبان کو بڑی کامیابیوں سے نوازا ہے۔ طاقت کے نشے میں چور امریکی بے سروسامان طالبان ملاؤں کے سامنے اب بے بس نظر آ رہے ہیں۔ نورستان سے سرحدی چوکیاں خالی کر دی گئی ہیں۔

دوسری جانب پاکستان کے ساتھ مل کر امریکہ اس ہاری ہوئی جنگ کو جیتنا چاہتا ہے۔ پاکستان میں موجود امریکی لابی، امریکیوں کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو چکی ہے کہ پاکستانی فوج نے جس طرح سوات و قبائل میں کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح افغانستان میں بھی امریکہ کو یہ جنگ جیت کر دے سکتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف پاکستان میں بعض طالبان ذمہ داران کی گرفتاری اور دوسری جانب پاکستانی فوج کے سربراہ کو امریکہ بلا کر انتہائی اعزاز و اکرام سے نوازنا، مستقبل کی صورت حال کو واضح کر رہا ہے۔

امریکہ اپنے مسلمان نما دوستوں کے ساتھ مل کر امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے مقابلے میں کچھ ایسے طالبان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے جو اسلامی امارت کے مشن سے دستبردار ہو کر جمہوری سیٹ اپ میں شامل ہو سکیں۔ اسکے لئے یقیناً بہت محنت ہو رہی ہے۔ لیکن اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کرنے والوں کو ایسی باتوں سے ہوشیار تو ضرور رہنا چاہیے البتہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر طالبان قیادت کے اہم کمانڈر جہاد چھوڑ کر امریکی منصوبے پر راضی ہو جاتے ہیں تو کیا جہاد بند ہو جائے گا؟ کیا حق مخصوص ذمہ داران کے ساتھ خاص ہے کہ اگر یہ جہاد کریں گے تو جہاد حق ہے اور جہاد چھوڑ کر جمہوری نظام میں شامل ہو جائیں گے تو جمہوریت حق بن جائے گی؟

ایسا ہرگز نہیں ہے۔ افغانستان میں جو لوگ اسلامی نظام کی واپسی کے لئے لڑ رہے ہیں، وہ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک فتح نہ مل جائے یا وہ شہادت کا جام پی کر اپنے رب کے پاس پہنچ جائیں۔ اور جو حق کا راستہ چھوڑ کر باطل کے ساتھ جا ملیں گے وہ اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، بلکہ وہ خود کو ہی نقصان پہنچائیں گے۔ جہاں تک فتح و شکست کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کب اہلِ حق کو فتح ملے گی۔ لیکن جو بات ہمارے لئے اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر حال میں حق والوں کا ساتھ دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ فتح قریب ہے۔

اہلِ عدن (یمن) . اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والے

عن بن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج من عدن ابین اثنا عشر الفاینصرون اللہ ورسولہ ھم خیر من بینی وبینھم (مسند احمد بن حنبل)وقال الھیثمی رواہ ابو یعلی والطبرانی ورجالھما رجال

الصحيح غير منذر الافطس وهو ثقة(مجمع الزوائد)وقال البانی رحمة الله عليه في "السلسلة الصحيحة" صحيح.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عدن ابین سے بارہ ہزار افراد نکلیں گے جو اللہ اور اسکے رسول کی مدد کرینگے۔ وہ میرے اور انکے مابین سب میں بہتر ہونگے۔

نوٹ: علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکے تمام راوی صحیح ہے البتہ منذر الافطس ثقہ ہیں۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السلسلۃ الصحیحۃ'' میں اس کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ......عدن ابین جنوبی یمن کا ساحلی شہر ہے۔ آج کل عدن (Aden) کے نام سے مشہور ہے۔ اہلِ یمن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی کی ہے۔

افغانستان وعراق کے بعد امریکہ یمن میں بھی آپریشن کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ آپ دیکھئے کہ ان جگہوں پر یہودی امریکی فوج کو بھیج رہے ہیں جن کے بارے میں احادیث میں یہ ذکر ہے کہ ان جگہوں سے حضرتِ مہدی کی حمایت میں مجاہدین آئیں گے۔

◆◆◆

عراق جنگ

عن ابی الراعراء قال ذکر الدجال عند عبدالله بن مسعود فقال یفترق الناس عند حروجه ثلاث فرق فرقة تتبعه (وفرقة تلحق باهلها منابت الشیح)وفرقة تأخذ شرط هذا الفرات یقاتلهم ویقاتلونه حتی یقتلون بغربی الشام فیبعثون طلیعة فیهم فرس أشقر أو أبلق فیقتتلون فلا یر جع منهم أحد هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه. (مستدرک علی الصحیحین، ج:۴،ص:۶۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوزاعراء فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے دجال کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ دجال کے وقت لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جائے گی،(اور ایک جماعت گھاس اگنے کی جگہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شامل ہو جائے گی)اور ایک جماعت اس فرات کے کنارے ڈٹ جائے گی۔دجال ان سے جنگ کرے گا اور یہ دجال سے جنگ کرینگے۔(لڑتے لڑتے آگے بڑھتے جائینگے) یہاں تک کہ مغربی شام میں جنگ کرینگے۔پھر(ریکی کے لئے) ایک دستہ بھیجیں گے جس میں چتکبرے یا بھورے رنگ کے گھوڑے ہونگے،یہ(وہاں)جنگ کرینگے۔چنانچہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔

نوٹ: یہ حدیث راقم نے ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں نقل کی تھی۔وہاں متن میں غلطی تھی جسکی وجہ سے ترجمہ بھی غلط کیا گیا تھا۔اسکو یہاں متن و ترجمے میں قوسین میں درست کیا گیا ہے۔تمام حضرات اسکو درست فرمالیں۔

امریکی طریقۂ کار اور چند عبرتیں

امریکہ جہاں بھی اپنی عسکری مہم کا آغاز کرتا ہے اس سے پہلے اس ملک میں ایسے طبقات کو تلاش کرتا ہے جو اسکے لئے کام کر سکیں۔عام طور پر وہاں کی اقلیت انکے لئے زیادہ کارآمد اور بعض وجوہات کی بناء پر آسانی سے استعمال کے قابل ہوتی ہے۔چنانچہ ان طبقات کو بڑے بڑے فنڈ جاری کئے جاتے ہیں اور ان قوتوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔عراق میں صدام حسین کا تختہ الٹنے کے

لئے عراق کی اقلیت (روافض) کو مضبوط کیا گیا۔ امریکہ نے شیعہ سنی اختلاف کا خوب فائدہ اٹھایا اور اہلِ تشیع سے کچھ معاہدے کرنے کے بعد انکو مکمل طور پر اپنے لئے استعمال کیا۔

اہلِ تشیع عراق پر اپنے سیاسی اقتدار کی جنگ میں یہ بالکل بھول گئے کہ وہ امریکہ کا ساتھ دیکر کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ لیکن تاریخی تعصب اور اقتدار کا نشہ انسان کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ اسے کرسی کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا ہوتا۔

مجلسِ اعلیٰ برائے اسلامی انقلاب فی عراق المعروف تنظیم بدر

اسکو آیت اللہ محمد باقر حکیم نے ایران میں قائم کیا تھا۔ محمد باقر حکیم صدام حسین کی فوج میں تھا لیکن ۱۹۸۰ء کی عراق ایران جنگ میں عراق سے بھاگ کر ایران چلا گیا تھا۔ ایران میں محمد باقر حکیم ایرانی انٹیلی جینس ایجنسی کے تعاون سے ٹریننگ کیمپ چلا رہا تھا تاکہ عراق میں روافض کو منظم کیا جاسکے۔ عراق پر امریکی قبضے کے بعد امریکی فوج نے انکو ایک معاہدے کے تحت عراق میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی۔ امریکہ نے انکو عراقی امن فوج میں ضم کر دیا۔ جہاں یہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہاں تک کہ انکو وزارتِ داخلہ بھی مل گئی۔

وزارتِ داخلہ حاصل کرنے کے بعد انھوں نے ایک تنظیم بنائی جسکا کام سنی علماء کو قتل کرنا، ائمۂ مساجد، ڈاکٹر اور تاجر حضرات وغیرہ کو اغوا کرنا، عقوبت خانوں میں تشدد کرکے مارنا، پھر کسی دور دراز کے علاقے میں لاش پھینک کر چلے جانا۔ پولیس اور دیگر حکومتی شعبوں میں سنیوں کو مجاہدین کا حامی کہہ کر گرفتار کر لیا جاتا۔ ان سابق عراقی فوجی افسروں کو ٹارگٹ کلنگ میں قتل کرا دیا جاتا جو عراق ایران جنگ میں پیش پیش رہے تھے۔

عراق سے سنیوں کا خاتمہ

یہ ایسا کڑوا سچ ہے جو اب ہمیں تسلیم کر ہی لینا چاہئے کہ یہودی اور دیگر اسلام دشمن قوتیں اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کو الگ الگ حیثیت میں دیکھتی ہیں۔ یوں تو تمام تاریخِ اسلام اس پر شاہد ہے لیکن عراق کے اندر جو کچھ امریکیوں نے کرایا اس نے ہر ایک کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ یہ مکمل منصوبہ تھا جسکے تحت عراق کی سنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جانا تھا۔ امریکہ کو اس میں ایران کی مکمل حمایت حاصل تھی چنانچہ ایران سے آیت اللہ محمد باقر حکیم کو اسکے مسلح رضا کاروں کے ساتھ عراق بھیجا گیا۔

اس منصوبے کے تحت سنی آبادی پر جہازوں، ہیلی کاپٹروں سے بمباری کرکے بستیوں کو اجاڑ دیا گیا اور بچ جانے والوں کو نقلِ مکانی پر مجبور کیا گیا۔ بلیک واٹر کے ساتھ محمد باقر حکیم کے مسلح

غنڈوں کے ذریعے سنیوں کے محلوں پر حملے کئے جاتے اور آبادی کی آبادیوں کو اس طرح ملیامیٹ کردیا جاتا کہ پیچھے رونے والے بھی باقی نہ بچتے۔ بغداد، فلوجہ، تعفر، موصل، سمارہ، رمادی، اور بصرہ میں صحافیوں نے ایسا قتل عام دیکھ کہ غیر مسلم بھی اسکو برداشت نہ کرسکے۔ چنانچہ امریکی صحافی اسٹیفن نے روافض کے جرائم سے پردہ اٹھایا۔ اسکا یہ کالم نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا۔ اس نے اپنے کالم میں عراق میں تعینات برطانوی اعلیٰ حکام پر الزام عائد کیا کہ انھوں نے شیعہ گروہوں کو عراقی پولیس میں داخل کیا ہے۔ اسکے کالم کے چار دن بعد اسکی لاش کہیں سڑک پر پڑی پائی گئی۔

سنیوں کا یہ قتل عام اس قدر بڑے پیمانے پر تھا کہ وہ لوگ بھی چیخ پڑے جو شیعہ سنی اختلاف پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ ھیئۃ علماء اسلام کے ترجمان نے اسکو سنیوں کا قتل عام قرار دیا۔ حتیٰ کہ عراقی صدر جلال طالبانی اور کردستان صوبے کے صدر مسعود بارزانی نے اس وقت کے وزیر اعظم ابراہیم جعفری سے مطالبہ کیا کہ عرب سنیوں کے خلاف جرائم کو روکا جائے۔ ابوغریب جیل کے ظلم کی کچھ داستانیں آپ نے سن رکھی ہیں لیکن عراق سنی اگر محمد باقر حکیم کے لوگوں کے ہاتھ گرفتار ہوجاتا تو وہ تمنا کرتا کاش اسے امریکی لیجاتے۔

بلیک واٹر نے مختلف رافضی گروہوں کو کرائے پر لیا اور انکے ذریعے یہ سب کچھ کیا گیا۔ چونکہ انکو سنیوں کے ایک ایک گھر کی معلومات تھیں لہٰذا انھوں نے منظم انداز میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ ان دشمنانِ اسلام کی اخلاقی پستی دیکھئے، صرف فلوجہ شہر کے اندر ۴۹ اسی خواتین کی عزتیں مسجد میں تار تار کی گئیں۔ اس کے علاوہ مساجد، مدارس، سنیوں کے بڑے بڑے تجارتی مراکز اور فیکٹریاں سب کچھ تباہ و برباد کرکے رکھ دیا۔ جمعے کے دن نمازیوں سے بھری مسجدوں کی چھتیں بارود لگا کر نمازیوں کے اوپر گرادی گئیں۔ عقوبت خانوں میں بند کرکے انکو ٹوٹے ہوئے شیشوں پر چلایا جاتا، ڈرل مشینوں سے جسموں میں سوراخ کئے جاتے۔

کیا یہ فرقہ وارانہ فسادات تھے

عام طور پر لوگ ایسی برائیوں کو فرقہ وارانہ فساد کہہ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ عراق میں جو کچھ ہوا یہ فرقہ وارانہ فساد نہیں تھا بلکہ باقاعدہ جنگ تھی جو امریکی پیسے اور اسلحے کے ذریعے عراق کے سنیوں پر مسلط کردی گئی تھی۔ منظم انداز میں انکا وجود مٹانے کے لئے لشکر کے لشکر سنی آبادیوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک گروہ جو آپ کو دشمن سمجھتا ہے، مسلح ہو کر آپکا وجود ہی مٹا دینا چاہتا ہے لیکن آپ ہیں کہ بس یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ فساد کی سازش ہے۔

بلیک واٹر ان ایکشن

بلیک واٹر کے بارے میں بندہ اپنی کتاب ''برمودا تکون اور دجال'' میں بیان کر چکا ہے۔ یہاں اسکے طریقہ کار اور اہداف کے بارے میں بات کرینگے۔ جیسا کہ آپکو علم ہے کہ بلیک واٹر ایک نجی فوج ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کی مضبوط فوج کے ہوتے ہوئے ایک نجی فوج کی کیوں ضرورت پڑی؟ پھر ریاست کے اندر ریاست قائم کرنے کی اجازت دینے والی قوت کونسی ہے؟ امریکی حکومت نے انکو امریکی فوج سے زیادہ اختیارات کس کے دباؤ میں آ کر دیئے؟ کیا ایرک پرنس ہی اصل مالک ہے یا پس پردہ کوئی خفیہ، لیکن انتہائی طاقتور شخص موجود ہے؟ آپ شاید سوچ رہے ہوں ڈک چینی؟ ہرگز نہیں۔ ڈک چینی صرف فرنٹ مین تھا۔ ڈوریں کہیں اور سے ہلائی جا رہی ہیں۔

وہ جو بھی ہو لیکن اتنا واضح ہے کہ اسکے سامنے امریکی قانون، آئین اور پینٹاگون یہ سب کوڑا کرکٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ بلیک واٹر کا قیام پہلا تجربہ ہو ایک ایسی فوج کا جو حکومتوں سے آزاد ''ایک فرد'' کی زیر کمان ہو، جو دنیا کے تمام قانون وقاعدوں سے بالاتر ہو کر صرف اپنے گرینڈ ماسٹر کے احکامات کی پابند ہو۔

دوسری جانب پاکستان میں بلیک واٹر کو آنے کی اجازت دینا نئے عالمی منظر نامے کو اور واضح کر رہا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگار جس تناظر میں عالمی سیاسی صورت حال کو دیکھ رہے ہیں اور تجزیہ کر رہے ہیں وہ شاید سطحی ہے۔ اگر ہم تمام معاملات کا گہرائی سے مطالعہ کریں، تو ہر بڑے مسئلے کے پیچھے انتہائی خفیہ ہاتھ نظر آئیں گے۔ مثال کے طور پر عراق پر امریکی حملے کو سطحی نظر سے دیکھیں تو ہماری نظر سابق صدر جارج ڈبلیو بش پر جا کر رک جائے گی۔ اس کو مزید گہرائی سے دیکھیں گے تو ہمیں بش کے پیچھے ڈک چینی جیسی بااثر شخصیات کھڑی نظر آئیں گی جنھوں نے اس منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے میں بش سے زیادہ کردار ادا کیا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ بش کو ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا۔ لیکن اس سے زیادہ مزید گہرائی میں جائیں تو ڈک چینی

کے پیچھے راک فیلر نظر آئیں گے عراق کے خلاف اصل فتنہ گری انہی کی ہے۔ لیکن جب آپ راک فیلرز، روتھ شیلڈ یا مختصراً یوں کہہ لیجئے تمام سرکردہ یہودی قوتوں کا مطالعہ کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ ان سب کے پیچھے "ایک فرد" ہے جو ان سب سے طاقتور ہے، اور یہ تمام یہودی قوتیں اسکو اپنا بڑا امام کر چل رہی ہیں، ایسا ایک بار نہیں ہوا بلکہ تاریخ یہود میں ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ خصوصاً یہودیوں کی اپنی صفوں میں، تجارت اور سیاست میں پیدا ہونے والے بحرانوں میں۔

چنانچہ بعض محققین یقین کی حد تک اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ وہ "خفیہ فرد" کانا دجال ہے جو پردے کے پیچھے رہ کر ان سب کو چلا رہا ہے۔

یہ خفیہ ہاتھ پاکستان میں کئی مرتبہ حرکت میں آیا ہے۔ خصوصاً پرویز مشرف کے اقتدار پر قبضہ کرنے سے لے کر اب تک۔ آپ دیکھیں گے کہ جب پاکستان کے اندر امریکہ مخالف قوتیں (جو پاکستان کو امریکی جنگ سے باہر نکالنا چاہتی ہیں) کچھ متحرک ہوتی ہیں اور معاملات امریکی اور بھارتی لابی کی پکڑ سے باہر جانے لگتے ہیں تو فوراً کچھ نادیدہ قوتیں درمیان میں آ کر سب پہلے جیسا کر دیتی ہیں، اور پھر سب کچھ امریکی مرضی کے مطابق ہونے لگتا ہے۔ ظاہراً مہرے سامنے نظر آتے ہیں، لیکن وہ صرف مہرے ہی ہیں۔

بلیک واٹر کا طریقہ کار

کسی بھی ملک میں اپنا ہدف متعین کرنے کے بعد بلیک واٹر اس ملک میں اپنے دشمن کے دشمن سے رابطہ کرتی ہے۔ انکو ہر طرح کی امداد دیکر اپنے دشمن کے خلاف انکو منظم کرتی ہے۔ دشمن کے تمام طبقات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ انکی آبادیاں کہاں کہاں زیادہ ہیں، تجارتی مراکز کہاں واقع ہیں، حکومتی اداروں میں انکے دشمن کن کن جگہوں پر ہیں، یہاں تک کہ گھروں کی معلومات کہ کس گھر میں کتنے افراد ہیں، حفاظت کے کیا انتظامات ہیں، اسلحہ ہے یا نہیں؟

پاکستان میں یہ تمام معلومات بلیک واٹر جمع کر چکے ہیں، جبکہ سب سے بڑا ذریعہ مشرف کا قائم کردہ "نادرا" ہے۔ اسکے علاوہ بینکوں سے اکاؤنٹ کی تفصیل حاصل کی جا چکی ہیں۔ مثال کے طور پر لاہور کے ایک بڑے بینک میں دن دہاڑے بلیک واٹر آئے اور مینیجر کے تمام عملے کو ایک طرف کھڑے ہو جانے کا حکم دیا، انکے افراد بینک کے کمپیوٹر پر بیٹھے اور تمام ریکارڈ اپنے ساتھ کاپی کر کے لے گئے۔

یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ پاکستان بھر میں ایسے واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ اسلام آباد جیسے شہر میں پولیس والوں کو سڑک پر لٹا کر سب کے سامنے مارنا، ناکوں پر کھڑے فوجیوں کو گالیاں دینا، کسی گاڑی کے آگے نکل جانے کی صورت میں اسکورٹ کی پٹائی کرنا، جام میں پھنس جانے پر گاڑی سے نکل کر اسلحہ سے عوام کو دہشت زدہ کرنا، بڑے بڑے کنٹینر کراچی سے لاہور اور لاہور سے بذریعہ موٹر وے اسلام آباد بغیر چیک کئے پہنچنا، جدید امریکی اسلحہ پنجاب، کراچی، گلگت اور سرحد کے مختلف شہروں میں اپنے دشمن کے دشمن طبقے کو تقسیم کرنا، وطن عزیز میں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ لیکن ''کہیں اوپر'' سے حکم یہ آیا ہے کہ اب میڈیا پر کوئی خبر نہیں لگنی چاہئے۔ وزیر داخلہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لئے پیسہ اور اسلحہ تقسیم کیا جا چکا ہے۔ یہ تقسیم کرنے والے کون ہیں اور تقسیم کس کو کیا گیا، یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔

پاکستان میں بلیک واٹر کے اہداف

انکو ہم درجات میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1 .... وہ علماء جو امریکہ کے خلاف جہاد کی کھلے عام دعوت دیتے ہیں۔

2 . پاکستان میں موجود وہ طالبان اور مجاہدین جو براہ راست القاعدہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ یاد رہے کہ بلیک واٹر صرف پشاور شہر میں اب تک ایسے دس سے زیادہ مجاہدین کو گھر پے چھاپہ مار کر شہید کر چکے ہیں۔

3 .... وہ مجاہدین جو طالبان سے تعلق رکھتے ہیں اور انکے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

4 وہ علماء حق جنکا تعلق اس مکتب فکر سے ہے جنھوں نے ہر دور میں غیر ملکی حملہ آوروں کے سامنے جھکنے کے بجائے انکے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ جنکا شجرہ نسب شاملی کے مجاہدین سے جا کر ملتا ہے۔ اندیشہ ہے (اللہ کرے اندیشہ غلط ہو) کہ اس طبقے کا قتل عام کیا جائیگا۔ خصوصاً کراچی میں۔

5 فوج اور خفیہ اداروں میں وہ افراد جو طالبان کو ابھی بھی تزویراتی گہرائی (Stretagic Depth) کے طور پر دیکھتے ہیں۔

6 .... وہ تاجر جو دینی جذبہ رکھتے ہیں۔

انکے اہداف پڑھ کر پریشان نہ ہوئیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دفاع آپ پر فرض کیا ہے، ان اسلام دشمنوں سے لڑنے کی تیاری کیجئے۔ اور پاکستان کے ہر شہر کو انکا فلوجہ بنا دیجئے۔

حفاظتی تدابیر

موجودہ حالات اور آئے دن کی ٹارگٹ کلنگ خود آنے والے حالات کی داستان بیان کر رہی ہے۔ خصوصاً کراچی میں رستہ چلتے بچے سے بھی آپ پوچھیں کہ کراچی میں کیا ہونے والا ہے تو وہ بھی آپکو صاف صاف بتا دیگا۔

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اگر آپ اپنی عزت، دولت، گھر بار بیوی بچوں، ملک اور سب سے بڑھ کر اپنا دین بچانا چاہتے ہیں تو حملہ آور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کر لیجئے۔ اگر آپ اپنے گلی محلوں کو فلوجہ، تلعفر، بغداد و رمادی بنتا نہیں دیکھنا چاہتے تو ابھی سے بیدار ہو جایئے۔ ورنہ یاد رکھیے لکھنے والے کا قلم ان مناظر کو لکھنے سے عاجز آجائے گا۔ پاکستانی مسلمانوں کے خلاف کفار کی نفرت عراقی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ جی ہاں اہل بوسنیا سے بھی زیادہ۔

باتیں بہت ہیں لیکن یہ وقت عمل کا ہے.....اگر آپ کو اپنے ملک سے پیار ہے.....اپنے دین سے پیار ہے۔ اپنا کاروبار جو آپ نے دن رات کی محنت کر کے کھڑا کیا ہے.....بیوی بچے جو آپ کا کل سرمایہ حیات ہیں.....ان سب کے دفاع کے لئے آپ کو خود ہی اٹھنا ہوگا۔ ذیل میں چند آسان تجاویز ہیں جو انکے لئے ہیں جو جینا چاہتے ہیں، اور جو خودکشی کا فیصلہ کر چکے انکو کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ آپکے تیاری کرنے سے اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں پر رعب بھی ڈالیں گے اور آپکی مدد بھی فرمائیں گے۔ لیکن اگر آپ تیاری نہیں کریں اور خاموشی سے گھروں میں دبکے بیٹھے رہیں گے تو آنے والے حالات ٹل نہیں جائیں گے۔

1 .....سب سے پہلے گھر کے تمام مرد حضرات جہادی تربیت حاصل کریں۔ وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! انکے گھر میں کوئی تربیت یافتہ مجاہد ہوتا۔

2 ... جس طرح کا اسلحہ اکٹھا کر سکتے ہیں کر لیں، اور گھر کے تمام افراد مع خواتین کے اسکو چلانا اور کھولنا جوڑنا سیکھ لیں۔

3 گلی محلہ کی سطح پر لوگوں کو تیار کریں اور کسی بھی حملے کی صورت میں اجتماعی لائحہ عمل بنائیں۔ ابتداء میں مشکلات ہونگی لیکن محنت و لگن ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ مشکل حالات میں افراتفری کے بجائے صبر و سکون کے ساتھ حالات سے نمٹا جائے۔

4 گھر کے تمام افراد کو بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت ڈلوائیں۔

5 ایسے علاقے میں رہائش نہ رکھیں جہاں دیندار طبقے کے دشمن رہتے ہوں۔ نیز ان علاقوں

میں بھی نہ رہیں جہاں دشمن آپکے بارے میں معلومات رکھتا ہو۔

6 گھریلو اخراجات کم کریں اور پیسہ جمع کر کے اسلحہ خرید یں۔

7 اپنے اوپر کسی بھی حملے کی صورت میں مزاحمت کا عزم کرلیں۔اس سے اللہ تعالیٰ آپکے دشمنوں پر رعب طاری کر دیں گے اور آپ کے لئے بچ نکلنے کے راستے آسان فرما دیں گے۔

8 گھریلو ساز و سامان کم رکھیں، جتنے ہلکے ہونگے نقل و حرکت اتنی ہی آسان ہوگی۔اسلحہ ضرور اپنے ساتھ رکھیں۔دباؤ میں آنے کی صورت میں رہائش تبدیل کر دیں۔

9 گھر میں غذائی مواد زیادہ تعداد میں جمع کر کے رکھیں۔خصوصاً بھنے ہوئے چنے، کھجوریں وغیرہ۔

10 دنیا کی کسی بھی چیز کو اپنی مجبوری نہ بنائیں۔مثلاً لذیذ کھانے،ائیر کنڈیشنڈ،آرام پسندی وغیرہ۔صرف اور صرف اپنا دین بچانے کی فکر کریں۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو خالص کر لیں۔اور انہی کی ذات سے گڑگڑا کر عافیت واستقامت مانگتے رہیں۔

کیا واقعی ایسا وقت آنے والا ہے

اگر ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں مگن ہوں اور اپنے اردگرد کے حالات سے بے خبر ہو جائیں،اپنے محلے پڑوس میں لہراتے ہوئے اسلحہ سے آنکھیں بند کرلیں،اور اپنے خلاف زہر اگلتے نعروں سے کان بند کرلیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔پھر ہمیں یوں ہی لگے گا کہ یہ سب باتیں مبالغہ آرائی اور لوگوں کو بلاوجہ ڈرانے کے لئے کی جارہی ہیں۔یہاں ہر طرف امن وامان ہے کسی کی جان ومال کو کوئی خطرہ نہیں۔نہ یہاں امریکہ آئے گا نہ بھارت حملے کی جرأت کریگا۔نہ بلیک واٹر کو اتنی ہمت ہے کہ وہ پاکستان جیسے ایٹمی ملک میں یہ سب کر سکیں۔یقیناً ایسے لوگ ہیں جو آج بھی ایسی باتیں کررہے ہیں۔لیکن یہ آخری درجے کی غفلت ہے۔اور غفلت کا دوسرا نام تباہی ہے۔

غافلوں کا انجام

اس طبقے کا انجام اگر دیکھنا ہو تو آیئے تاریخ کے صفحات الٹیئے:

یہ ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) کا بغداد ہے خلافت بنو عباسیہ کا دارالخلافہ بغداد شہر بغداد، دنیا کے حسین ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ شہر کے گلی کوچوں میں موجود ہے بازار کی رونقیں ایسی کہ اہل دنیا کے دل اسکی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔۔۔ تفریح گاہیں ہیں کہ لوگوں کا اژدحام ہے مدارس وخانقاہیں

شائقین علم سے کھچا کھچ بھری ہوئی تمام عالم اسلام کا مرکز بغداد دیکھنے والے کہہ سکتے تھے کہ اسکے شباب پر کبھی زوال نہیں آئے گا

بغداد کا ہر طبقہ اپنی دنیا میں مست تھا،حکمران محلات کی دنیا میں مدہوش تاجر بازاروں کے اسیر اہلِ علم علمی موشگافیوں کا شوق پائے، سب سوئے ہوئے سوائے چند کے بلکہ خود فریبی کے نشے میں دھت خطرات سے آنکھیں بند کئے بچی کھچی گنتی کی سانسیں پوری کر رہے تھے..... اس وقت جب خطرات فصیلِ بغداد کے باہر پڑاؤ ڈال چکے تھے ہلاکو خان لشکرِ جرار لے کر بغداد کا محاصرہ کر چکا تھا لیکن عوام وخواص کی حالت جوں کی توں برقرار تھی ایسا بھی نہ تھا کہ یہ آفت اچانک آگئی ہو۔ بلکہ فطرت کے اصول کے مطابق بہت پہلے سے انکو بیدار کرنے کا سامان ہو چکا تھا ان سے پہلے تاتاری لشکر،سلطنتِ خوارزم کو تہہ بال کر کے ملیامیٹ کر چکا تھا ۔لیکن خواب وخیال کی دنیا میں رہنے والے خوش تھے کہ ہماری باری نہیں آئے گی۔ بغداد کی باری کبھی نہیں آئے گی......انکے نفس نے اس دعوے پر دلیلیں بھی گڑھ دی ہونگی...کہ یہ دارالخلافہ ہے ۔ یہ عالمِ اسلام کا مرکز ہے ...یہاں علم کے پہاڑ بستے ہیں .....ہزاروں کی تعداد میں مساجد ہیں بڑی بڑی خانقاہیں ہیں۔

لیکن خواب تو خواب ہی تھے سو چکنا چور ہوئے تاتاری بغداد کا محاصرہ کر چکے تھے۔ اور غافل تھے کہ نہ جاگنے کی قسم کھا بیٹھے تھے۔

۶۵۶ ہجری (1258ء) محرم کا آخری عشرہ،تاتاری بغداد میں داخل ہوئے ..اور ایسا قتلِ عام کیا کہ مورخ کا قلم اس ظلم کو زیرِ قرطاس لانے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا ۔چالیس دن تک مسلمانوں کو قتلِ عام ہوتا رہا،نہ عورتیں بچیں نہ بچے نہ بوڑھوں پر ترس کھایا گیا نہ بیماروں پر... نہ مساجد میں امان ملی نہ خانقاہیں محفوظ رہیں ....صرف یہود ونصاریٰ کو چھوڑا گیا اور رافضیوں کو۔جس نے وزیر ابن علقمی کے گھر میں پناہ لے لی اسکو امان مل گئی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔''مقتولین کی تعداد کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا،بعض نے کہا دس لاکھ اور بعض نے انکی تعداد بیس لاکھ بتائی ہے۔چالیس دن تک تاتاری قتل وغارت گری کرتے رہے،چالیس دن کے بعد بغداد کی حالت ایسی تھی جیسے چھتیں زمین پر آگئی ہوں،شہر ویران تھا لاشوں کے ٹیلے تھے... بارش نے شکلوں کو اور خراب کر دیا تھا،جسکی وجہ سے سارا شہر بدبو سے متعفن تھا بچے کھچے لوگ متعدی امراض میں مبتلاء ہوگئے ہوائیں چلیں تو ملک شام تک اس تباہی کے

اثرات سے گر گئیں وہاں بھی بیماریاں پھوٹ پڑیں وباء پھیلی طاعون پھوٹ پڑا ... بڑی تعداد میں لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں"۔ (ابدایہ والنہایہ)

یہ وہی بغداد تھا رونقیں جگمگاہٹیں ہنگامے رعنائیاں جلوتیں اور خلوتیں۔ لیکن اب کچھ بھی نہیں بچا تھا۔

بغداد کی تباہی اور وزیر ابن علقمی کا گھناؤنا کردار

ابن علقمی خلیفہ مستعصم باللہ کا وزیر تھا۔ یہ غالی رافضی تھا جسکے دل میں سنیوں کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

''اسکا مقصد اہل سنت والجماعت کی خلافت کو ختم کر کے، فاطمیوں (شیعوں) کی خلافت قائم کرنا تھا، وہ بغداد سے تمام سنیوں کو مٹانے کا خواہشمند تھا، مساجد و مدارس کو تباہ، اور خلیفہ اور اسکے خاندان کو نیست و نابود کرنا چاہتا تھا۔'' (البدایہ والنہایہ)

چنانچہ اس نے ملا نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۴ء)، جو کہ ہلاکو خان کا مشیر خاص اور غالی رافضی تھا، کے ذریعے چنگیز خان اور ہلاکو سے رابطہ استوار کیا۔ اور بغداد پر حملے کے لئے تاتاریوں کو اکساتا رہا۔ دھیرے دھیرے خلافت کو کمزور کرنے لگا۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد خلیفہ مستنصر (مستعصم کے والد) کے آخری ایام میں دس لاکھ تھی۔ ابن علقمی نے اسکی تعداد کم کرتے کرتے دس ہزار کر دی۔ خلافت کے تمام راز تاتاریوں کو باقاعدگی سے دیتا رہا۔

جب ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کیا تو اسنے خلیفہ مستعصم کو ہلاکو کے پاس جانے پر زور ڈالا۔ چنانچہ خلیفہ سات سو سواروں کو ساتھ لیکر ہلاکو کے پاس روانہ ہوا، جن میں بغداد کے بڑے بڑے علماء، فقہاء، وزراء اور معتمدین شہر شامل تھے۔ جبکہ خود ابن علقمی ان سب سے پہلے مع خاندان کے ہلاکو خان کی پناہ میں پہنچ چکا تھا۔

خلیفہ اور ہلاکو میں مذاکرات ہوئے۔ ایک مرحلے پر ہلاکو مان گیا اور بعض شرائط کے ساتھ واپس جانے پر راضی ہو گیا۔ لیکن عین اس وقت ابن علقمی اور نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خان کے کان بھرے اور مذاکرات ناکام کرا دیئے۔ (آج بھی ابن علقمی کی اولاد یہی کام کر رہی ہے)

خلیفہ وقت گھوڑوں کے سموں تلے

ابن علقمی نے ہلاکو کو مجبور کیا کہ وہ خلیفہ کو قتل کر دے۔ لیکن ہلاکو خان خلیفہ کا خون بہانے سے ڈر رہا تھا۔ اسکا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے آسمان سے اس پر آفت نازل ہو جائے گی۔ اسکا حل

ابن علقمی نے یہ بتایا کہ اسکو چٹائی میں لپیٹ کرا سکے اوپر گھوڑے دوڑا دیئے جائیں۔اس طرح خلیفہ کا خون زمین پرنہیں گریگا اور ہلاکو آسمانی آفت سے بچ جائے گا۔

خلیفہ کے ساتھ ان تمام علماءوفقہاء کے بارے میں بھی ابن علقمی نے قتل کا مشورہ دیا جو خلیفہ کے ساتھ آئے تھے۔اس غدار نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ خلیفہ کے محل سے عورتوں اور بچوں کو پکڑ واتا اور ایک ایک کر کے انکو بکریوں کی طرح ذبح کراتا۔خلیفہ کے تمام رشتہ داروں کو اسی طرح ذبح کیا گیا۔ اسکی خواہش تھی کہ بغداد میں سنیوں کے مدارس کی جگہ شیعوں کے مدارس قائم ہوں،مساجد کی جگہ امام باڑے ہوں،لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو دنیا میں ہی ذلیل کیا اور نامراد مرا۔

یہ تاریخ پڑھ کر،اہلِ بغداد کی سستی،کوتاہ اندیشی اور خوش فہمی ابھی تک آپ کی سمجھ میں نہیں آئی ہوگی کہ دشمن کو بغداد کے دروازے پر دیکھ کر بھی کیونکر وہ لوگ دشمن سے جہاد کے لئے تیار نہیں ہوئے؟

اسی طرح آپ نے مسلم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ بھی کیا ہوگا اور شاید آج تک مغل حکمرانوں کو کوستے ہونگے کہ انکی نااہلی نے اتنی بڑی مسلم سلطنت کو آنکھوں دیکھتے انگریزوں کی غلامی میں دیدیا۔حکمرانوں کے ساتھ ساتھ آپ اس وقت کی مسلم عوام کو بھی سخت سست کہتے ہونگے کہ دشمن کو سر پر آتا دیکھ کر حکمرانوں سے بغاوت کر کے خود دشمن سے مقابے کو کیوں نہ نکلے؟

آپکو کیسا لگے گا اگر مؤرخ ان مذکورہ اقوام میں آپ کا بھی اضافہ کردے۔اور لکھ دے کہ مسلمانانِ پاکستان کیسے تھے جنکے سامنے انکا دشمن انکے شہروں پر قبضے کرتا رہا اور وہ سب کچھ آرام سے برداشت کرتے رہے۔کیسے دانشور اور اہلِ علم تھے کہ دشمن سے تیاری کے بجائے اپنی فوج کو ان قوتوں کے خلاف لڑنے پر لگادیا جوانکے دشمن سے ٹکرا رہے تھے۔

آج کے ابن علقمی

آج ایک نہیں کتنے ابن علقمی ہیں جو ابن علقمی کے خواب کو تعبیر دینے کے لئے دن رات ایک کیئے ہوئے ہیں،کتنے نصیر الدین طوسی ہیں جو ہلاکوئے وقت کے مشیر بنے بیٹھے ہیں،راز بیچنے والے پاکستان کے سیاہ سفید کے مالک ہیں پیغامات اور خصوصی پیغامات لیکر خصوصی ایلچی،کبھی تہران جاتے ہیں تو کبھی لندن نادرا سے ڈیٹا حاصل کر کے نقشوں پر سرخ نشانات لگائے جارہے ہیں دکانوں تجارتی مراکز فیکٹریوں اور گلی محلوں کی تفصیل تیار ہو چکی ہے کہاں دوست ہیں کہاں دشمن کہاں پرامن شہری ہیں اور کہاں دہشت گردوں کے ہم

مسلک گن شپ ہیلی کاپٹر کہاں کے ئے موزوں ہیں اور نئے ایف 16 کہاں کے ئے بہتر رہیں گے۔

رات جب گہری ہونے لگتی ہے اور اندھیرا ہر چیز کو ڈھانپنے لگتا ہے خود فریبی کے شکار سرابوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک ہار کر چور اوندھے منہ، غافل پڑے ہوتے ہیں ایسے میں آج کے ابن علقمی آج کے ہلاکو کو کیا مشورے دیتے ہیں کیا راز بیچتے ہیں اور کب آنے کی دعوت دیتے ہیں۔

دیکھئے اگر آنکھیں ہیں ...... سنئے اگر سماعت نے ساتھ نہیں چھوڑا ...... محسوس کیجئے اگر حواس باقی ہیں ...... یہ تقسیم ہوتا اسلحہ ... منتخب وزارتیں۔ مخصوص مدت کے لئے کھلنے والے اسحہ لائسنس ...... اداروں میں اتھل پتھل ...... نظریاتی پاکستانیوں کو دہشت گردوں کا حامی اور ''پرو طالبان'' کہہ کر سائڈ لگا دیا جانا ...اس آگ کی تپش محسوس کیجئے جس نے ابھی صرف بولٹن مارکیٹ کو خاکستر کیا ہے ...یاد کیجئے ان منظم گروہوں کو جو کراچی میں فیکٹریوں کی فیکٹریاں اکھاڑ کر لے گئے ...... سنئے ان چیخوں کو جو ابھی فرداً فرداً اٹھتی ہیں اور پھر ٹریفک کے شور میں کہیں گم ہو جاتی ہیں۔ بھول گئے تو فلوجہ کو دوبارہ پڑھ لیجئے۔

لیکن یہ سب انکے لئے ہے جنکو اللہ نے آنکھیں دی ہیں جو دیکھتی ہیں کان دیئے ہیں جنکی قوت سماعت ختم نہیں ہوئی ...... اور احساس ہے کہ ابھی مردہ نہیں ہوا وہ جانتے ہیں کہ حالات ہمارے بیان سے بھی زیادہ نازک اور خطرناک ہیں ۔نہ اسلحہ کسی سے پوشیدہ ہے نہ اہل حق کے بارے میں تفصیلی معلومات اکٹھا کیا جانا ڈھکی چھپی بات ہے۔ بیک واٹر کے ساتھ کون ہیں، اور برطانیہ امریکہ کے ساتھ کس کی خفیہ گٹھ جوڑ ہے سب کچھ سامنے ہے۔لیکن آنکھیں موند کر اپنی ہی موج مستی میں کھو جائیں تو کچھ بھی نہیں۔ یہ سب جذباتی باتیں ہیں ......لوگوں کو ڈرانے کے ئے مبالغہ آرائی ہے۔ یہاں کچھ نہیں ہونے والا۔

دوست و دشمن کو پہچانئے

پاکستان کے مقتدر حلقوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان کا دفاع وہی طبقہ کر سکتا ہے جسکو آج امریکہ و بھارت کے کہنے پر دشمن اور غدار ان وطن کی صف میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ جہاد افغانستان سے لیکر طالبان تک اور جہاد کشمیر کے آغاز سے لے کر اب تک، کون سا مکتب فکر ہے جو اسلام کے نام پر پاکستان کے دفاع کے لئے مسلسل قربانیاں دیتا آرہا ہے۔ مشرف نے ہر

میدان میں پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے، اس فکری میدان میں بھی جہاں اس نے ان حقائق کو اوپرانے کی کوشش کی ہے جنکا نہ کوئی نظریہ ہے نہ نصب العین۔ جہاں سے پیسہ مل جائے اسی کے نعرے اسی کے حق میں رہیں۔

مستقبل قریب بھی اس حقیقت کو آشکارا کردیگا کہ بھارتی وامریکی یلغار کے سامنے، سرحدو قبائل، آزاد کشمیر وگلگت، سیالکوٹ تا بہاولنگر، بہاولنگر تا کراچی، مسلمانانِ پاکستان کی حفاظت کے لئے کون اہل وفا قربانی دینگے۔

لیکن عقلمندی یہی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے دوست و دشمن کی پہچان کیجئے، اتنا نہ گر یئے کہ کل نظریں ملانے کا حوصلہ بھی نہ رہے۔ میڈیا میں موجود بھارتی و یہودی لابی نے اگرچہ لوگوں کو اندھا و بہرہ کردیا ہے۔ لیکن آپ حقیقت جانتے ہیں کہ بھارت سے پیسہ کس کو مل رہا ہے، را (RAW) اور سی بی آئی کے خفیہ افسران کراچی ولاہور میں کس کے مہمان بنتے ہیں، دبئی ولندن میں کس کے بچوں کی فیسیں اور اہل خانہ کی شاپنگ کے خرچے وہاں موجود بھارتی سفارت خانہ برداشت کرتا ہے، صرف اس بات کے عوض کہ ان غداروں نے اپنی فوج کا رخ بھارت سے موڑ کر پاکستان کے نظریاتی محافظوں کی جانب پھیر دیا ہے، اور بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

آپ جانتے ہیں جن کو آپ بھارتی ایجنٹ کہہ رہے ہیں، انکے دلوں میں بھارت کی نفرت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ جہاد چھوڑ کر گھر میں بیٹھنا گوارا کرلیں گے، بھوک سے تڑپ تڑپ کا جان دیدیں گے، لیکن پاکستان کے خلاف بھارت سے ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ انکے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ ممکن ہے بھارتی ایجنسیوں نے ایسی کوششیں کی ہوں، لیکن بھارت کو اسکا عملی جواب افغانستان میں دیدیا جاتا ہے۔ افغانستان میں بھارتی فوج اور اسکے مفادات پر جو ضربیں لگتی ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ وہی دیوانے ہیں جنکی رگ رگ میں بھارت کی نفرت و دشمنی بھری ہوئی ہے۔ بھارت کے لئے یہی انکا عملی جواب ہوتا ہے۔

یہ سب وہ باتیں ہیں جو ہر باخبر پاکستانی جانتا ہے، لیکن اس اندھے، بہرے اور گونگے فتنے نے سب کو ہپنا ٹائز (مسحور) کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب مجاہدین کشمیر کے بارے میں بھی وہی نظریہ بنایا جارہا ہے جو بھارتی لابی چاہتی ہے۔ دشمن بھارت ہے، فوج کو اس طرف واپس لانا ہوگا۔ بھارت کا ہاتھ ہمارے گلے تک پہنچ چکا ہے، اگر دیر کی تو برہمن کی انگلیاں شہ رگ پے سخت ہوتی چلی جائیں گی، اور پاکستان میں بھارت کے نمک خوار یہی تاثر دیتے رہیں گے کہ پنڈت جی

ہمارا گلا نہیں دبا رہے بلکہ سارنگی و گٹار پہ انگلیاں تھرتھرا رہے ہیں تا کہ امن کی فضاؤں میں سر سے سرگم اور مدھر موسیقی کی لہریں بکھر جائیں۔

پاکستان میں موجود اس طبقے کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ سرحدی لکیریں حرف غلط کی طرح مٹ کر مسلمانانِ پاکستان کو بھی گنگا جمنی تہذیب میں ایک غوطہ لگوا دیا جائے تا کہ بھارت کی طرح یہاں کا چپہ چپہ، قریہ قریہ ''بندے ماترم'' کے نعروں سے گونجنے لگے۔

امریکہ و بھارت کی کوشش ہے کہ پاکستانی فوج قبائل میں الجھی رہی جبکہ پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوج کو قبائل سے نکال کر مشرقی سرحد پر لگائے۔ میڈیا کے شور شرابے کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ میڈیا ہی کی شرانگیزی کی وجہ سے آج پاکستانی فوج قبائل میں الجھی ہوئی ہے۔ میڈیا قبائل میں حالات کو سنگین بنا کر پیش کرتا ہے گویا طالبان تھوڑی دیر میں اسلام آباد پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ یہ ہر قیمت پر یہ چاہتے ہیں کہ فوج قبائل میں ہی پھنسی رہے تا کہ بھارت وامریکہ کے لئے پاکستان کو تر نوالہ بنانے میں آسانی رہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو صحیح معنوں میں پاکستان کا ہمدرد ہے وہ اس بات کی حمایت نہیں کرے گا کہ فوج اپنے ہی لوگوں سے الجھی رہے۔ جتنے لوگ اس آپریشن کی حمایت کر رہے ہیں یہ سب وہ ہیں جو کل تک پاک فوج کے وجود تک کو مٹانے کی باتیں کرتے تھے۔ اب انکو اپنی مراد پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ انکے دو دیرینہ دشمن، مجاہدین اور فوج ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ ہر دو صورتوں میں انھیں خوشی ہی خوشی مل رہی ہے۔

جہاں تک فوج کی حمایت میں نکالی جانے والی ریلیوں کا تعلق ہے، تو جان لیجئے یہ فوج کی حمایت میں نہیں بلکہ یہ ریلیاں اس خوشی میں ہیں کہ انکے خوابوں کو تعبیر ملی ہے کہ فوج کو اس طبقے کے ساتھ لڑا دیا گیا ہے۔ یہ ریلیاں انکے دلوں میں چھپی اسی خوشی کا اظہار ہیں۔ آپریشن کی حمایت کرنے والے کچھ وہ ہیں جنکو براہِ راست بھارتی لابی بڑے بڑے فنڈ جاری کر رہی ہے۔ امریکہ و برطانیہ کے دورے، اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں پلاٹ، ماہانہ وظائف، حکومتی خرچ پر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں علماء مشائخ کانفرنسیں، یہ سب ایک ہی ''واز'' بول رہے ہیں جس سے امریکہ خوش ہو جائے اور پاکستان کے وجود پر زخم در زخم لگتے رہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو میڈیا سامنے لا رہا ہے جو امریکہ و بھارت کی خواہش پوری کرنے میں پیش پیش ہیں۔ جبکہ اس طبقے کی آواز کو دبا دیا گیا یا میڈیا سے ہی انکو غائب کر دیا گیا جو واقعی پاکستان کے ہمدرد ہیں۔

اللہ کے قانونِ فطرت کے راستے میں نہ آئیے۔ اگر شہدا کا رب مجاہدین ہی کے ہاتھوں

بھارت کو فتح کرانے کا فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپ انکا راستہ نہیں روک سکتے۔ اگر روکنا ہے تو اسلام آباد و کراچی میں بیٹھی اس بھارتی لابی کو لگام ڈالئے جس نے پاکستان کو آج اس نہج پر پہنچا دیا ہے کہ بھارت کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ انہی غداروں کی بدولت قوم پانی کے قطرے قطرے کی محتاج ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ پانی کا مسئلہ پاکستان کی بقا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بقا کی خاطر ان لوگوں کے شکر بنایئے جو قبائل میں آپریشن کا مطالبہ کرتے ہیں، انکو مقبوضہ کشمیر بھیجئے آپ کو پتہ لگے گا کہ یہ اس ملک کے ساتھ کتنے مخلص ہیں۔

پاکستانی کون ہیں؟

اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ پاکستان کلمہ کے نام پہ وجود میں آیا تو پھر اس پاکستان کو آپ سرحدوں میں کیوں محدود کرتے ہیں۔ جب پاکستان کلمے کے نام پر وجود میں آیا تو یہ ہر اس مسلمان کا ملک ہے جو کلمے کے لئے جیتا اور کلمے کے لئے مرتا ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں پیدا ہوا ہو۔ ہر وہ مسلمان پاکستانی ہے جسکی زندگی کا مقصد اس کلمے کی سربلندی کے لئے کلمے کے دشمنوں سے لڑنا ہے۔ خواہ وہ عرب میں پیدا ہوا یا افریقہ میں.....اس نے دہلی میں آنکھیں کھولی ہوں یا سرینگر میں۔ جبکہ وہ غدارانِ ملت کیونکر پاکستانی ہو سکتے ہیں جو مسلمانوں کو برہمن کی غلامی میں دینے کے آرزومند ہیں....جو اس کلمے کی بالادستی کے بجائے اس خطے میں ہندو کی بالادستی قبول کر لینے کی دعوت دے رہے ہیں، جو کھلی آنکھوں قوم کو اجتماعی خودکشی کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

ہندوستانی مسلمان کس کے ساتھ جہاد کریں گے؟

اب جبکہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد انگڑائیاں لے رہا ہے۔ اپنی کھوئی ہوئی عظمت، رفتہ واپس لانے کے لئے نوجوانوں میں احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مجاہدین باطل قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں یہ سوال بہت اہم ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ایک بڑی تعداد ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ وہ ابھی تک اس انداز میں جہاد میں شریک نہیں ہو سکے جیسے کہ ہونا چاہئے تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انکا سامنا دنیا کی مکارترین قوم سے ہے جس نے اپنے مکروہ چہرے پر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ لیکن ہندوستانی مسلمانوں کو وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے خود کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ غلامی میں رہتے رہتے

کہیں برہمن کی غلامی کا احساس ہی ختم نہ ہو جائے۔

بہت سارے سوال اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں سے کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کی طرح آپ بھی امام مہدی کے منتظر ہونگے، اگر امام مہدی تشریف لے آئیں تو آپ حضرات کیا کریں گے؟ آپ وطن کا ساتھ دینگے یا اسلام کا؟ امام مہدی کے ساتھ مل کر بھارتی فوج کا مقابلہ کریں گے یا ''حکمت و مصلحت'' کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں گے؟

اگر امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے تو یہ حکم جہاد اس وقت بھی ہے۔ اور فرض عین ہے۔ لہذا آپکے لئے ضروری ہے کہ ہندوؤں کے خلاف جہاد میں شرکت کریں۔ مسلمانان ہند کو اپنی آنے والی نسلوں کو مسلمان بنائے رکھنے کے لئے ہندوؤں سے آزادی حاصل کرنی ہی ہوگی۔ ورنہ دھیرے دھیرے ہندو کا زہر بچے بچے کی شریانوں میں خون بن کر دوڑ رہا ہوگا۔ اردو زبان سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دینے کے بعد انکا اپنے ماضی سے کتنا تعلق رہ جائے گا اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ اپنے منہ سے جتنے چاہیں دعوے کرتے رہیں'' آپ کو ہندوستان میں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے اور آپکو مساویانہ حقوق دئے گئے ہیں ''، لیکن ہندوستان سے باہر آپکی حالتِ زار پر دنیا افسوس کرتی ہے۔ آپکی پسماندگی کے بارے میں چھپنے والی اکثر رپورٹیں پڑھ کر تو یوں لگتا ہے گویا آپ کو شودر بنا دیا گیا ہے۔

عالم اسلام کروٹ لے چکا ہے، جہاد کے میدان گرم ہیں، نوجوان سج دھج کے حوروں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں ... مائیں جوان بیٹوں کو اللہ کے نام پر قربان کر رہی ہیں.. شجاعت و بہادری کی ایسی تاریخ رقم کی جا رہی ہے جس پر امت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ دنیا بھر سے مسلمان جہاد میں شریک ہونے کے لئے ارضِ جہاد ارضِ افغان کا رخ کئے جا رہے ہیں لیکن آپ کہاں ہیں؟

برہمن کی عیاری نے یادداشت پر شاید ایسا وار کیا ہے کہ اب جامع مسجد دہلی اور لال قلعے کو دیکھ کر بھی اپنی عظمتِ رفتہ یاد نہیں آتی بابری مسجد کے بعد اتنی مساجد شہید ہونے کے باوجود بھی سومنات کو توڑنا ہی بھول بیٹھے جس قوم کی عورتوں کو آپ نے عزت دی اور عورت کا مقام عطا کیا آج وہی قوم تمہاری عزتوں کو بھرے بازاروں میں نیلام کرتی پھرتی ہے تمہاری کمزوری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ پہلے دنیا سے چھپ چھپا کر یہ ظلم کرتے تھے لیکن اب خود ساری دنیا کو دکھاتے ہیں تمہاری بے بسی کی ویڈیو بنا کر عالمی میڈیا کو دیتے ہیں

غلامی اتنی بھی کیا کہ آقا نے مسجد کی تعمیر پر پابندی نہیں لگائی لیکن جب چاہا مسجد میں سور پھینک کر چلے گئے دو سجدوں کی اجازت میں اتنے مگن کہ دارالحرب اور دارالاسلام کے مسائل ہی بھول بیٹھے۔

آج آپ ہندوستان کو دارالحرب نہیں مانتے جبکہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے اس وقت دارالحرب ہونے کا فتوی جاری کیا تھا جب ابھی دہلی کی حکومت پر مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ عدالتی نظام قاضیوں کے ہاتھ میں تھا، بظاہر ہر طرح کی مذہبی آزادی تھی، عیدین، جمعہ اور اذان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جو وجوہات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تحریر فرمائیں انکو پڑھیئے اور ہندوستان میں ہندوؤں کے مظالم دیکھیے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

''یہاں رؤساء نصاری (عیسائی افسران) کا حکم بلا دغدغہ اور بے دھڑک جاری ہے اور انکا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری، انتظامی رعیت، خراج، باج، عشر و مالگذاری، اموال تجارت، ڈاکوؤں اور چوروں کے انتظامی معاملات، مقدمات کا تصفیہ جرائم کی سزاؤں وغیرہ (یعنی سول فوج پولیس دیوانی اور فوجداری معاملات کسٹم اور ڈیوٹی وغیرہ) میں یہ لوگ بطور خود حاکم اور مختار کل ہیں۔ ہندوستانیوں (مسلمانوں) کا انکے بارے میں کوئی دخل نہیں۔ بے شک نماز جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے اسلام کے چند احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور حریت کی بنیاد ہے (یعنی حاکمیت اعلیٰ Commandand Control) وہ قطعاً بے حقیقت اور پامال ہے۔ چنانچہ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں، عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے۔ انتہاء یہ ہے کہ کوئی مسلمان یا ہندو انکے پاسپورٹ اور پرمٹ کے بغیر اس شہر یا اسکے اطراف و جوانب میں نہیں آ سکتا۔ عام مسافروں یا تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی اجازت دینا بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے نفع کی خاطر ہے۔ اسکے بالمقابل خاص خاص ممتاز اور نمایاں حضرات مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم انکی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عملداری ہے۔ بے شک کچھ دائیں بائیں مثلاً حیدر آباد لکھنؤ رامپور میں چونکہ وہاں کے فرمارواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے براہ راست نصاری کے احکامات جاری نہیں ہوتے (مگر اس سے پورے ملک کے دارالحرب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا) (علماء ہند کا شاندار ماضی)

آج ہندوستان میں حکم کس کا چلتا ہے، مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا؟ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو اب تک سیکڑوں بار پامال کیا جا چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عملی اقدامات نے دشمنانِ اسلام کو آگ بگولہ کر دیا، دودھ میں چھپکلی اوٹا کر دودھ پلا دیا گیا جسکے نتیجے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی جاتی رہی اور برص لاحق ہو گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مع خواتین خانہ کے دہلی بدر کر دیا گیا، عورتوں تک کو سواری پر سوار ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ سے محبت کی پاداش میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دارالحرب کا فتویٰ صرف کاغذی کاروائی نہ تھی بلکہ اس پر عمل درآمد کے لئے مکمل جنگ کا منصوبہ انکے پاس تھا۔ جو کچھ انکے قلم سے نکلا اس کے لئے بہت تیزی کے ساتھ عملی اقدامات کئے گئے، شہر شہر جا کر لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا گیا، جو جہاد پر جانے کیلئے تیار ہوئے انکی جہادی تربیت کی گئی، ہجرت کے لئے مسلمانوں کو تیار کیا گیا، جہاد کے مصارف کے لئے مالی انتظامات کئے، دیگر ممالک سے تعلقات نیز باضابطہ جنگ کے آغاز کے لئے صوبہ سرحد کا انتخاب، اور وہاں تک پیچھے مرکز سے رابطے کا انتظام، رسد کمک کی فراہمی غرض وہ تمام اقدامات کئے گئے جو جنگ کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اسکے لئے سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ امیر مجاہدین اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ انکے مشیر خاص متعین ہوئے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ چٹائیوں پر بیٹھنے والے توپ و تفنگ اٹھائے اپنے علم کی لاج رکھنے کے لئے گھر بار، بیوی بچوں، بڑے بڑے دینی حلقوں کو خیر باد کہہ کر گھر سے ہزاروں میل دور صوبہ سرحد کے پہاڑوں میں بسیرا کر رہے تھے۔ قرآن و حدیث کا درس چھوڑ کر آج قرآن و حدیث کے احکامات کو بچانے کے لئے یہ سب نکل کھڑے ہوئے تھے، کیا شیخ الحدیث اور کیا شیخ التفسیر کیا قطب اور کیا ابدال سارے کے سارے اللہ کے منشا کو پورا کرنے کی خاطر گرد و غبار میں اٹے، کیچڑ میں لت پت ہوتے، روکھے سوکھے ٹکڑوں پر گذارا کرتے، فاقے برداشت کرتے ملامت کرنے والوں کی ملامت سنتے طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سہتے، حکمتِ عملی اور مصلحت پسندی کا درس دینے والوں کو قرآن و حدیث سے جواب دیتے، غداریاں بے وفائیاں گھر بار سے دوری سب کچھ

برداشت کرتے ہوئے بالآخر یہ عظیم شخصیات پر مشتمل قافلہ بالاکوٹ میں اپنی آخری چیز بھی رب کائنات کی منشا ورضا کی خاطر قربان کر گیا۔ اور بعد میں آنے والے مفسرین ومحدثین، مصلحین و مرشدین کو بتا گیا کہ ولایت، اللہ حق مجدہ کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے، انبیاء کے وارث وہ علماء ہیں جو شریعت کے تقاضوں پر اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ شعائر اسلام کو بچانا ہی سب سے بڑی دین کی خدمت ہے خواہ اپنا گھر اپنا مدرسہ، اپنا وطن تک اسکے لئے قربان کرنا پڑے، تم میں بہترین عالم وہی ہوسکتا ہے جو قرآن سے سیکھے اور اس پر ڈٹ جائے۔

یہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق ہی تھا کہ اس پیشانی نے کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا جو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھکتی تھی۔ بالاکوٹ میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے وقت ہر بار دہلی سے بالاکوٹ تک کا نقشہ ذہن میں گھومنے لگتا ہے۔ دہلی کی رونقیں، نمازیوں سے کھچا کھچ بھری مساجد، مدارس میں شائقین علم کا ہجوم، اور دوسری جانب بلند و بالا پہاڑوں میں گھرا بالاکوٹ، کہاں دہلی کا شہزادہ اور کہاں ''ست بنا نالہ''۔ مجھ جیسا پست ہمت اس راز کو کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث نبوی کا درس دیتے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث چھوڑ کر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہو لئے؟

کبھی مزار قاسمی میں قاسم محمود رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ کس قوت سے ٹکرانے چلے تھے، جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اور خود سے یہ بھی سوال کیجئے گا کہ احاطہ مولسری سے نکلتے ہوئے باب قاسم پر آخری نظر ڈال کر دل میں جذبات کا طوفان لئے نکلنے والا طالب علم باقی ہے یا دنیا کی جگمگاہٹوں نے انکو بھی ''مستقبل'' کی فکر کرنے والا بنا دیا؟

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ ہمارے اسلاف زیادہ سمجھدار تھے جو امت کے ہیروں کو اکٹھا کر کے بالاکوٹ میں لاکر شہید کرا بیٹھے، یا ہم جو اپنی جان بچائے پھرتے ہیں؟ میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کو یہ احساس نہیں تھا کہ انگریزوں کے خلاف انکا فتویٰ انکے لئے کس قدر مشکلات کھڑی کر دے گا، کیا انکو اس بات کا اندازہ تھا کہ انکے اس عمل سے ہندوستان بھر کے مدارس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ پھر آخر کیا تڑپ تھی جو دہلی کے عظیم علمی کارنامے انجام دینے والے مدارس کو داؤ پر لگا دیا، خود بھی مصیبتوں میں رہے اور مدارس بھی مسمار کرائے؟

مجھ جیسے کم علم جب اسلاف کی تاریخ پڑھتا ہے اور آج کے حالات دیکھتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ کوئی اور تھے ہم کوئی اور ہیں۔ دل کرتا ہے کہ آگے سفر کے بجائے ماضی کی طرف ہی لوٹ

چلیں آیئے ماضی ہی پھر سے واپس لائیں کہ وقت بہت مختصر ہے بحثیں چھوڑیئے اور اٹھیئے کہ اٹھنے کا وقت ہے مایوس نہ ہویئے اور خود کو کمزور بھی نہ سمجھئے صومالیہ والوں کو دیکھئے بھوکے پیٹ قحط زدہ رگوں کا خون بھی دین کے دشمنوں نے نچوڑ رکھا تھا لیکن جب اٹھے تو وقت کے فرعون کے گلے میں رسیاں ڈال کر گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرے۔

بھارت کچھ بھی نہیں اللہ ہی کی طاقت ہے جس سے ڈرنا چاہئے یہ خوف غلامی ہے اور کچھ بھی نہیں......ورنہ ایک پولیس والے کی کیا مجال کے ایک تھری ناٹ تھری ہاتھ میں لے کر محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو یوں ہنکا کر لے جائے جیسے انسان نہیں بکریوں کا ریوڑ ہوں۔ یہ صرف جہاد سے دوری کا نتیجہ ہے ورنہ بھارتی فوج بھی آپکے سامنے ٹھہر نہیں سکتی ....کشمیر کے اندر دیکھ لیجئے۔ مشرف کے غداری کرنے سے پہلے تک مجاہدین نے کس بری طرح بھارتی فوج کو شکست دی تھی۔

جلدی کیجئے۔ جہاد کے میدان پکار رہے ہیں......قافلے رواں دواں ہیں ....قطب مینار آپکو آپ کی عظمت کی داستان یاد دلا رہی ہے۔ ....لال قلعے پر لہراتا ترنگا دل کو خون خون کرتا ہے......اور اسکے سامنے پر شکوہ جامع مسجد کیا ان سب کو دیکھ کر بھی لٹا ہوا ماضی واپس لینے کی تمنا نہیں ہوتی۔ یہ سب آپ کی وراثت ہے۔ ....اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ آپ اللہ کے دشمن ہندوؤں کی غلامی میں زندگی گذاریں..... اٹھنے کا وقت ہے اٹھ جایئے ....اگر خود نہیں اٹھیں گے تو اٹھا دیئے جائیں گے۔ تھوڑا وقت ہے۔ جنگوں کے آغاز سے پہلے خود کو جہاد کے لئے تیار کر لیجئے تاکہ باہر سے آپ کے مجاہدین بھائی اور اندر سے آپ غزوۂ ہند میں شریک ہو کر جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکیں......اور آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہندوستان کے بارے میں بشارت میں شریک ہو سکیں۔

پاکستان اور علماء حق

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

انتہائی حیرت کی بات ہے کہ جب خطرات سانپ کی طرح پھن پھیلائے سامنے کھڑے ہیں، اس نازک وقت میں اہل حق میں حرارت کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ حالانکہ یہ وہ طبقہ ہے جو خطرات کی بو دور سے ہی سونگھ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن فی الوقت خطرات انکے سروں پر برسنا شروع ہو چکے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔

کبھی دل کرتا ہے کہ ان بندگانِ خدا کے دروں پر جا کر پوچھیں تو سہی کہ پتھروں کو زبان عطا کرنے والوں پر یہ خاموشی سی کیوں طاری ہے؟ بالاکوٹ کے کوہساروں اور شاملی کے میدانوں کو اپنے لہو سے رونق بخش کر، برصغیر میں آزادی کی بہار لانے والے آج خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کیوں بکھرے پڑے ہیں؟ ماضی اور حال کا یہ تضاد طالب علموں کے لئے نا قابلِ فہم ہے؟

ہمیں خود کو قاسم و محمود کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے کہ ہمارے اور اسلاف کے منہج اور طریقۂ کار میں کتنا فرق آیا ہے؟ یہ فرق صرف فروعی ہے یا بنیادیں ہی ہل چکی ہیں؟ صرف طریقۂ کار میں اختلاف ہے یا مقاصد و نصب العین ہی تہہ و بالا ہوگئے ہیں؟ نصب العین پر خود کو مٹانے کی سنت جاری ہے یا خود پر نصب العین کو قربان کیا جارہا ہے، مٹ جانے کا شوق جوان ہے یا بچ جانے کی تمنا نے دل میں گھر کرلیا ہے؟ آخری حدیث پڑھاتے وقت جو ''خوئے بغاوت'' بطور سند تقسیم کی جاتی تھی، اسکی جگہ کہیں ''حکمت و مصلحت'' نے تو نہیں لے لی؟ شوق بالاکوٹ اور تمنائے شاملی دل کو گرماتی ہے یا لندن و واشنگٹن کی سحرانگیزی نے دین کی خدمت کے ''جدید تقاضے'' سکھادیئے ہیں؟

اللہ ان گنہگار آنکھوں کو وہ دن نہ دکھائے کہ جب اس مکتبِ فکر کے رجال کا قتلِ عام کیا جائے، انکے مساجد و مدارس کی چھتیں انہی پر گرادی جائیں۔ کاش ایسا نہ ہو اور سب کچھ اچھا ہی چلتا رہے۔ لیکن نہ جانے کیوں پھر اس سیاہ کار کی آنکھوں کے سامنے، درختوں سے لٹکی اس طبقے کے مردانِ حر کی لاشیں آجاتی ہیں، جنکو ۱۸۵۷ء کے بعد، دہلی کی جامع مسجد سے دہلی دروازے تک، درختوں پر اس طرح سجادیا گیا تھا جیسے، شادی بیاہ میں ہر دیوار اور منڈھیر پر چراغ سجادیئے جاتے ہیں۔ پھر دل کو تسلی دے لیتا ہوں، کہ وہ پرانے دور کی باتیں تھیں۔ یہ جدید دور ہے۔ ''معلومات'' اور ''آگاہی'' کا دور۔ ''ایک آنکھ'' (One Eye) کا دور ..جو...... ہر جگہ ہر کسی کو دیکھ رہی ہے...... لہٰذا انگریزوں جیسا ظلم آج نہیں کیا جاسکتا ...... لیکن پھر ''اپنوں'' کے ساتھ کچھ خوفناک ہوجانے کے اندیشہ سے بے چین ہوجاتا ہوں، پھر اس معلومات اور ''کانی آنکھ'' (جو صرف یک طرفہ دیکھتی اور دکھاتی ہے) کے دور کا فلوجہ نیندیں اڑا دیتا ہے فلوجہ . مقتل گاہ ایک خاص مکتبِ فکر کی مقتل گاہ جس میں خوئے بغاوت ابھی باقی ہے اپنے دین اپنے ایمان اپنے ملک پر کسی کافر کو قابض ہوتا دیکھ کر جنکی خوئے بغاوت پھر سے بھڑک اٹھتی ہے یہ سب ایک ہیں انکے نام، چہرے، علاقے اور زبانیں ضرور جدا جدا ہیں لیکن ان سب کی فطرت میں بغاوت ہے انکا ردِ عمل ایک جیسا ہوتا ہے تہذیب برطانیہ کی صورت میں آئے، یا امریکہ کی شکل میں انکا پیشہ ہی بغاوت ہے

حالانکہ مسلمان تو اور بھی ہیں جو وسیع النظر دوسروں کو برداشت کرنے والے دور جدید کی حقیقتوں کے سامنے سر جھکا دینے والے لیکن اس مکتبِ فکر کے اندر ''انتہا پسندی'' ہے دنیا کی ''مہذب اقوام'' خود چل کر انکے دروازے پر تہذیب سکھانے آئی ہیں یہ ہیں کہ مرنے مارنے پر تیار فساد پھیلاتے شر پسند انکی تاریخ ہی یہی ہے جب ایسا کوئی موقع انکو ملتا ہے تو ان کے خانقاہ والے مدرسوں والے کیا امام کیا مؤذن کیا تاجر کیا مزدور یہ سب ایک جیسے ہو جاتے ہیں کوئی خانقاہ سے اٹھ کر، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی امداد اللہ بن جاتا ہے ،اور وقت کے محدث مدرسے چھوڑ کر اپنے پیروں کے پیچھے ہولیتے ہیں.....

پاکستان میں اہلِ حق کے خلاف عراق والا طریقہ کار استعمال کیا جائے گا۔علماء حق باطل قوتوں کے نشانے پر ہیں۔لہٰذا قبل اسکے کہ چن چن کر ٹارگٹ کلنگ میں نشانہ بنتے رہیں ،اٹھنا ہوگا.....قبل اس کے کہ امریکہ پاکستان میں اپنی مرضی کی جنگ مسلط کرے اہلِ حق کو اس جارحیت کے خلاف اٹھنا ہوگا۔عوام کو ساتھ لے کر آنے والے حالات سے نمٹنے کے لئے تیاری ناگزیر ہے.....غم اور کچھ نہیں ،صرف اتنا سا ہے کہ یہ آنکھیں، آپکے گلی محلوں اور بستیوں کو فلوجہ بنتے دیکھنے کی تاب کہاں سے لائیں گی.....

لہٰذا نفس بار بار یوں بندی کی فضیلت سناتا ہے ، کہ جہاں ، لوگ آرام سے سو رہے ہوں وہاں شور شرابا کرنا ،سوتوں کو جگانا ...''بدتہذیبی'' سمجھی جاتی ہے ....لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن دل پھر دل ہے، ڈرتا ہے کہیں اپنوں کے ساتھ وہ کچھ نہ ہو جائے جو علماءِ عراق کے ساتھ ہوا آنکھوں کے سامنے پھر وہی منظر گھوم جاتے ہیں..سرزمین دجلہ و فرات کے منظر ..اذان کی آوازوں سے گونجتے مینارے ،اذان دینے والوں پر گرادیئے گئے .... سجدے میں پڑے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے نمازیوں پر مسجدوں کی چھتیں گرادی گئیں..... باحیاء عرب بیٹیاں اور بہنیں موت کی تمنا کر کر کے جنیں یا ..وامعتصماہ.... یا کسی محمد بن قاسم کے انتظار میں پورے محلے کا محاصرہ کر کے تمام عورتوں کو اٹھا کر لے جاتے سفید ریش بوڑھوں کو داڑھیاں پکڑ کر سڑکوں پر گھسیٹتے اور نوجوانوں کو قطاروں میں کھڑا کر کے نشانہ بازی کرتے ابلیسی تہذیب کے پجاری امریکی فوجی، بلیک واٹر اور وہ طبقہ جنکا شجرۂ نسب ''ابن علقمی'' سے ملتا ہے۔ نشانہ ایک ہی طبقہ بنا وہ بھی بہت منظم انداز میں کھلم کھلا دن کی روشنی میں حتی کہ بھرے بازار میں اس طبقے کا کوئی بھی فرد نظر آیا جس رافضی نے

چوہا امریکی گن اٹھائی اور سب کے سامنے گولی ماردی ظلم ساظلم تھا.....

دوست شاید محسوس کریں کہ صرف فلوجہ ہی کا ذکر بار بار کیوں؟ .. کشمیر بھارت ... افغانستان کو کیوں بھول گئے؟

سب یاد ہیں نہ کشمیر بھول سکتے ہیں ..... نہ دہلی ..... خود اپنا ''آپ'' بھلایا جاسکتا ہے لیکن سرینگر ودہلی نہیں بھلائے جاسکتے کہ یہ بندے بندے پر قرض ہے .... رہا افغانستان اسکے بغیر تو سب کچھ ادھورا ہے۔ لیکن جو سبق پاکستان میں موجود اہل حق کے لئے فلوجہ میں ہے وہ کسی میں نہیں .. فلوجہ میں قتل عام اپنے اندر بے پناہ عبرتیں اور سبق سمیٹے ہوئے ہے .. نیز پاکستان کے لئے عراقی پیٹرن روبہ عمل لایا جائیگا۔ قاتل کون تھے... قاتلوں کی رہنمائی کرنے والے کون اور مقتول کون؟ سسکیاں، آہیں اور چیخیں کس کی گونجی تھیں قہقہے اور نعرے لگانے والے کون تھے؟ مختصر یوں کہہ لیجئے کہ فلوجہ اہل پاکستان کی ایسی ویڈیو فلم ہے جو پہلے سے بنائی گئی ہے.... اپنا مستقبل دیکھنے کے لئے فلوجہ کی کہانی غور سے پڑھئے .... جس نے فلوجہ کو پڑھ لیا .... اسکے لئے مستقبل میں پاکستان میں ہونے والا سب کچھ اس طرح ہوگا گویا وہ فلوجہ ہی کی ویڈیو دیکھ رہا ہے ..... حملہ آور بھی وہی .. حملے کے نشانے پر بھی وہی .. قاتل بھی فلوجہ جیسے... اور مقتول بھی فلوجہ کی طرح۔

یہ کمزور دل چٹانوں کے دل چاک کرتی ان بہنوں کی چیخوں کو برداشت کرنے کے قابل نہیں .... ان بہنوں کی آواز پر تو آج کے محمد بن قاسم ''ابومصعب زرقاوی'' نے لبیک کہا تھا.. کیا کوئی ہے جو کراچی سے گلگت اور کشمیر سے قبائل تک، بلیک واٹر، امریکی میرین اور انکے کرائے کے فوجیوں کے مقابلے، ابومصعب زرقاوی بن سکے.....کوئی ہے جو تمام مصلحتوں.....خود فریبی کی حکمت عملیوں اور خوف کے سایوں سے جان چھڑا کر .. بیک وقت ... اسلام کے تمام دشمنوں کے مقابلے کے لئے تنہا اٹھ کھڑا ہو..... تب جا کر مسلمانان پاکستان کو بچایا جا سکے گا۔

اہل حق کے لئے ضروری ہے کہ جس انداز میں دشمن ہمیں مٹانے کے منصوبے بنا رہا ہے اسی انداز میں اس کو جواب دیا جائے۔ بھارت وامریکہ کی منت سماجت کر کے .. زندگی کی بھیک مانگ کر یا چند سانسیں قرض لے کر جی لینے کا نام زندگی نہیں ہے۔ایسی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے۔

قبل اسکے کہ امریکہ و بھارت مل کر آپ پر یلغار کر دیں........اٹھ جایئے اور پاکستان بھر کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد شعلۂ جوالا بنا دیجئے۔امام مہدی کی دعوت دینے والے لشکر کو مضبوط

کیجئے اور امام مہدی کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو جائیے۔ لوگوں کو سمجھائیے کہ امریکی جنگ کا ایندھن بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالی اگر اس ابلیسی طاقت کے مقدر میں شکست لکھ چکے ہیں تو ساری دنیا مل کر بھی اسکو طالبان سے نہیں بچا سکتی۔ اگر ساری دنیا کے مسلمان بھی امریکہ کے ساتھ ہو جائیں تو اللہ تعالی ان سب کو مٹا کر ایک نئی قوم لے آئیں گے جو انکے دین کے دشمنوں سے جہاد کرے گی۔ اللہ تعالی کسی کے محتاج نہیں ہیں۔

چنانچہ ہمیں آخرت سے ڈرنا چاہئے اور اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دینے کے بجائے اہل ایمان کے ساتھ نیا اتحاد قائم کر کے امریکہ و بھارت کے خلاف جنگ کی تیاری کرنی چاہئے۔ کامیابی انہی کو ملے گی جو اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے لڑیں گے اور جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیں گے اللہ تعالی انکو چھوڑ دینگے۔ پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالی ہمیں اہل حق کے ساتھ شامل فرمادیں اور باطل کا ساتھ دینے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین

•◆•

جہاد کا وقت کب آئے گا؟

امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے؟

جہاد کے فرض عین ہونے کی جو شرائط ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں ان کے مطابق تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں کوئی سستی، کاہلی اور حیلوں بہانوں کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ ابھی وہ شرائط پوری نہیں ہوئیں جو دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کی ہیں۔ قادیانی شریعت کے مطابق ابھی جہاد فرض نہیں ہوا، اور نہ مستقبل میں فرض ہونے کی امید ہے۔

دشمنان اسلام مسلمانوں پر حملہ آور ہیں اور یکے بعد دیگرے مسلم ملکوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اپنے دفاع کے حوالے سے مسلمان انتہائی غفلت کا شکار ہیں۔ جب لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے کہ آیئے جہاد میں شامل ہو کر اس فرض کو پورا کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد کیا ہے تو جہاد سے بچنے کے لئے لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں، حالانکہ ان میں کوئی بھی ایسا اعتراض نہیں جسکو قرآن نے نہ بیان کیا ہو اور اسکا جواب نہ دیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو دنیا کی محبت اور اس سے وابستہ لمبی چوڑی امیدوں نے ایسا تباہ کیا ہے کہ دنیا چھوٹ جانے کا تصور ہی خوفناک لگتا ہے۔ موت کی یاد تو کجا قبرستان جا کر بھی دل کے کسی گوشے میں اسکا خیال آکر نہیں دیتا۔ حقیقت کا انکار اور مشکل حالات دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے کی عادت اب مزاج کا حصہ بننے لگی ہے۔ چنانچہ آج بھی خود کو ہر طرف سے گھرا ہوا پانے کے باوجود لوگ حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بجائے حقیقت کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ انکے نزدیک موجودہ حالات ایسے کوئی غیر معمولی نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ وقت بہت دور ہے۔ لہذا خواہ مخواہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب امام مہدی آئیں گے تو سارے مسلمان انکے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہو جائیں گے۔ لوگوں میں یہ خیال عام ہے کہ امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ مل کر جہاد کر لیں گے۔

یہ بات کہتے ہوئے وہ حضرت مہدی کے وقت کے حالات سامنے نہیں رکھتے کہ جب دنیائے کفر ان مسلمانوں کو مٹانے کا عزم کئے ہوگی جو ساری دنیا سے بغاوت کر کے صرف ''اللہ اللہ'' کے نظام کے لئے سر دھڑ کی بازیاں لگا رہے ہونگے، ابلیس کے مذہب ''نیو ورلڈ آرڈر'' سے بغاوت کر کے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے، آگ کے دریا عبور کر رہے ہونگے۔ تمام کفر اور انکے اتحادی منافقین سب انکے دشمن ہونگے۔ انکو مٹانے کے لئے انکی ہنستی کھیلتی بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جائے گا، پھول سے مسکراتے بچوں سے انکا بچپن چھین لیا جائے گا، انکی باحیاء بیٹیوں کو زندہ جلا دیا جائیگا، انکے بوڑھے باپوں کے سامنے جوان سال بیٹوں کو توپوں کے دہانوں پر رکھ کر اڑا دیا جائیگا... ہر طرف خون آشام جنگیں ہونگی...... پہاڑوں کا دل چیر دینے والے دھماکے... زمین دہلا دینے والی گولہ باری......

جسموں سے خون کے فوارے پھوٹتے ہوں گے..... کھوپڑیاں فضاء میں یوں اڑتی ہونگی گویا روئی کے گالے... انسانی گوشت کے چیتھڑے جگہ جگہ بیل بوٹوں کی طرح بکھرے پڑے ہوں گے..... دھماکوں کی چنگھاڑ سے زمین کا دل پھٹا جاتا ہوگا... بندوقوں کی نالیوں سے نکلنے والی گولیاں شائیں شائیں کرتی کانوں سے گذر رہی ہوں گی... زخمیوں کی آہ و بکا نے فضاء کی سانسوں کو روک رکھا ہوگا..... نیل کے ساحل سے خاک کاشغر تک جنگ ہی ہوگی۔ ایسے وقت میں کون کس کے ساتھ ہوگا، یہ بڑا اہم سوال ہے؟

اس سب کے ساتھ ساتھ سرکاری علماء و مشائخ جو حضرت مہدی کو نہ جانے کیسے کیسے القاب سے نواز رہے ہونگے، قیمتی پلاٹوں، بیرونی دوروں، تا حیات سرکاری وظائف اور لذت بھرے سرکاری عشائیئے (Dinner) کے عوض لکھے جانے والے فتوی..... سیدنا مہدی کا ساتھ دینے والوں کے خلاف دجالی پروپیگنڈہ ۔ یہ تمام باتیں مد نظر رکھیئے اور پھر اپنے اس فیصلے کے بارے میں دل سے پوچھئے کہ...... ''جب امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ جہاد کر لیں گے، ابھی تو جہاد کا وقت بہت دور ہے؟''

امام مہدی کے ساتھ جہاد کرینگے یا نہیں کریں گے اسکا بہت سیدھا سا جواب قرآن نے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة کہ اگر واقعی وہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اسکے لئے کچھ ساز و سامان تو تیار کرتے۔

جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ جہاد کی تیاری تک پر راضی نہیں ہیں۔ جب جہاد کی تیاری ہی نہیں ہوگی تو امام مہدی کے ساتھ جہاد میں کیسے شامل ہونگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت بھی جہاد فرض عین ہے، سوال اس وقت جہاد میں شامل ہونے سے کیا چیز روک رہی ہے؟ یہ جہاد کا وقت ہے دشمن سر پہ آ کھڑا ہوا ہے۔ لہٰذا اس وقت جہاد میں شامل ہو جائیے اگر امام مہدی آ جائیں تو یہی جہاد انکی قیادت میں ادا کیا جائے گا اور اگر نہ بھی آئیں تو ہمیں اپنا فرض تو ادا کرنا ہے جسکے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جہاد نماز روزے کی طرح ایک عبادت ہے۔ کسی بھی عبادت کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب دل میں اسکی طلب موجود ہو، اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر اسکو مانگا جائے، اسکے لئے کوشش کی جائے اور اسکی قدر کی جائے۔ سو جہاد بغیر مانگے، بغیر اسکی کوشش کئے اور بغیر تیاری کئے کس طرح مل سکتا ہے۔ جبکہ فضائل کے اعتبار سے یہ سب سے افضل فریضہ ہے، نیز جہاد کی تربیت کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے۔ لہٰذا پہلے یہ تو سیکھ لیا جائے کہ جہاد کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس شخص کو آپ کس طرح سچا مان سکتے ہیں جو یہ کہتا ہو کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، میری نماز پڑھنی کی نیت ہے، لیکن نہ وہ وضو کرتا ہے نہ نماز کی تیاری کرتا ہے؟

امام مہدی کے ساتھ ہی اگر جہاد کرنا ہے تو اسکی تیاری اور تربیت تو ابھی سے کر لینی چاہئے۔ کیونکہ حضرت مہدی کوئی تاریخ دے کر نہیں آئیں گے کہ میں فلاں تاریخ کو آ رہا ہوں، چنانچہ ہم اس تاریخ سے کچھ پہلے تربیت کر لیں گے۔

ناگزیر جنگ کی تیاری کیجئے

ان سب باتوں کے علاوہ اصل اور کھری بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ اللہ سے ملاقات کا شوق دل میں ہے یا نہیں؟ دنیا کی اتنی لمبی چوڑی امیدیں......ساز و سامان سے بھرا ہوا گھر ...بڑھاپے تک کے منصوبے، بلکہ مرنے کے بعد بھی پیچھے رہ جانے والوں کے لئے، منصوبہ بندی..... دنیا کی لذتیں.....دستر خوان بھرے ظہرانے اور عشایئے.. قیمتی ترین ملبوسات... زندگی بھر کی کمائی، ختم ہو جانے والے اور چھوڑ کر چلے جانے والے گھر کی زیبائش و آرائش کی نظر ...ٹائل کونسی لگانی ہیں......گھر میں پینٹ کیسا ہونا چاہیے...گھر کی اندرونی تزئین (Interior Designing) کس سے کرانی ہے اس سب کو دیکھ کر تو یوں لگتا ہے کہ ہمارا اللہ سے ملاقات کا کوئی ارادہ ہی نہیں اور اس دنیا سے جانے کا خیال بھی دل سے نہیں گذرا یہ سب کفر کریں سو کریں کہ انکا مقصد ہی دنیا ہے لیکن امت توحید اگر اس گھر کی تعمیر و تزئین کو نصب العین بنالے، جس کو چھوڑ کر چلے جانا ہے جو کھنڈر بن جانے

والا ہے اور جہاں سے جنازہ نکلے۔ وہ امت جسکے ہر ہر فرد کو اپنا پیٹ کاٹ کر اسلحہ خرید کر رکھنا چاہیئے، ساری دولت فضول خرچیوں پراڑادے، یہ کہاں کی عقلمندی وسمجھداری ہے۔

ہوشیار وہی ہے جو مصیبت میں گرفتار ہونے سے پہلے اس سے بچنے کی تدبیریں کرے داناوہی ہے جو جنگ سے پہلے جنگ کی تیاری کرلے..... مسلمانانِ پاکستان کو مستقبل قریب میں ایک خطرناک جنگ کا سامنا کرنا ہوگا..... حکمران جھوٹی تسلیاں دیتے رہیں یا ایٹمی جنگ سے ڈراتے رہیں، بھارت وامریکہ سے جنگ لڑنا پاکستان کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے۔ رہا ایٹمی جنگ کا خوف تو قسطوں میں سسک سسک کر مرنے سے ایک ہی بار دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرلینا زیادہ آسان کام ہے۔ بھارت نے پانی روک کر ہمیں قسطوں میں مارنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کیسی گذرے گی اسکا اندازہ اس وقت وہ لوگ نہیں لگا سکتے جنکو ہر وقت پانی میسر رہتا ہے۔ رہے حکمران۔ انکو چھوڑیئے اور اپنے ہی بازوؤں پر بھروسہ کیجئے..... کیونکہ اس خطے کا دفاع عام مسلمان ہی کو کرنا ہے۔

وقت بہت مختصر ہے۔ خصوصاً گلگت، کراچی اور اہلِ پنجاب کے لئے..... اپنے محلوں اور شہروں میں موجود مجاہدین کی قدر کیجئے..... وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے گھر میں کوئی ایک مجاہد ہوتا اہلِ محلہ ترسیں گے..... کاش! محلے میں ایک ہی ہوتا جو آج ہمارے گھروں میں گھستے بھیڑیوں کے جبڑوں میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت کرتا..... انکی قدر عراق کے سینوں سے پوچھئے۔ یہ منظر دجلہ وفرات کی سرزمین نے دیکھا ہے..... آپ بھی اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے لایئے۔ مسلمانوں کے محلوں کا محاصرہ کرکے سب کچھ لوٹ لیا جاتا..... ساری عمر کی کمائی... عزت... جان ومال۔ سب کچھ تباہ کرکے چلے جاتے..... صرف پیچھے سلگتے کھنڈرات۔ چربی جلنے کی بو..... وہ پتھرائی آنکھیں جو زخمی حالت میں زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہوتیں یہ منظر دیکھنے کے لئے انکو زندہ چھوڑ دیا جاتا بچے کے لاشے سے چمٹی ممتا کی لاش..... بوڑھے باپ کے اوپر پڑا جوان بیٹا..... جبکہ بہنوں اور بیٹیوں کی چیخیں ہوتیں کہ دجلہ وفرات بھی نوحہ کناں ہوتے..... سیکڑوں کی آبادی میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو امریکہ اور انکے ایجنٹوں کے مقابلے اسلحہ چلانا بھی جانتا ہو۔ پھر آپ کے انہی "دہشت گردوں" نے یمن، سعودی عرب شام اور افغانستان سے بہنوں کی چیخوں پر لبیک کہا عراق کے عام شہری خود اپنی عزت وجان کی حفاظت کے لئے مجاہدین کو اپنے گھروں اور محلوں میں جگہ دینے لگے انکے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست کرتے ان سرفروشوں نے ایثار وقربانی کی

وہ مثالیں قائم کیں کہ آج عراق کے مسلمان... انکی راہوں میں پلکیں بچھاتے ہیں اور ان پر جانیں نچھاور کرتے ہیں۔

لہذا برا وقت آنے سے پہلے مسلمانانِ پاکستان کو ان ''درویشوں'' کی قدر کر لینی چاہئے انکے بارے میں آپکی معلومات صفر ہیں.... اگر چہ آپکا یہ خیال ہے کہ آپ انکے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں... آپکی معلومات کے ذرائع کائنات کے کذاب ہیں جنھوں نے آپکے ذہنوں میں دجالیت بھر دی ہے۔ آپ انکو جو نام بھی دیتے رہیں.....دہشت گرد جنونی، انتہا پسند، ملا، طالبان ...کہہ لیجئے......اسلام و پاکستان کے دشمنوں کو اسمبلیوں میں جگہ... ...اور قربانی دینے والوں پر سنگ باری......

تم انصاف کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

وقت سب کھرے کھوٹے کو الگ کر دے گا۔ کس کے دل میں یہاں کے مسلمانوں کا درد ہے اور کون ہیں جو پاکستان کے نام پر اس عوام کو لوٹتے چلے آرہے ہیں۔

◆◆◆

دوست کون دشمن کون؟

امام مہدی کے ساتھ کون مسلمان ہوں گے اور انکے دشمنوں کے ساتھ کون ہونگے؟ اسکا جواب انتہائی آسان بھی ہے اور نہ سمجھنا چاہیں تو بہت مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ صرف اور صرف انہی کے خالص ہوکر رہیں۔ اگر کوئی ننویں فیصد انکا اور ایک فیصد انکے غیر کا ہوگا تو اسکو قبول نہیں کیا جائیگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ حکم فرمایا کہ وہ روئے زمین سے تمام نظاموں کا خاتمہ کر کے صرف اللہ کا نظام نافذ کریں۔ تاکہ وہ سو فیصد اللہ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔

وقاتلوهم حتیٰ لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله اوران کافروں سے اس وقت تک قتال کرو جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہوجائے اور سارا کا سارا دین اللہ کا نہ ہوجائے۔

حضرتِ مہدی بھی آکر اسی فریضے کو انجام دیں گے۔ اور قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے سے روئے زمین کو کفر و شرک سے پاک کر کے خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے۔ حضرت مہدی کے ساتھ وہ تمام اہلِ حق ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے تمام احکامات کے سامنے سر جھکاتے ہونگے۔ انھیں اسلام کے ہر حکم سے محبت ہوگی، راتوں کو مصلوں پر کھڑے ہوکر گڑگڑانے والے اور دن میں میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دینے والے، انکے دلوں میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی اور انکے سینے اللہ کے دشمنوں کی نفرت سے بھرے ہونگے، مسلمانوں کے قاتلوں پر انکو غصہ آتا ہوگا، ہر حال میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنے والے ہونگے۔ کبھی ابلیس کے نظام پر راضی نہیں ہونگے، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا اسکو حلال مانتے ہونگے اور جن کو حرام کہا انکو حرام مانیں گے، اگر کوئی قوت کے ذریعے اللہ کے احکامات میں ردوبدل کرے گا تو یہ اس سے قتال کرتے ہونگے، اور جان قربان کر کے حق کو حق ثابت کریں گے اور باطل کو باطل۔

جبکہ انکے مقابلے میں تمام باطل قوتیں ہونگی۔ کافروں کے ساتھ وہ نام نہاد مسلمان بھی ہونگے جو اسلامی نظام سے چڑتے ہیں، جو روئے زمین پر خلافت اسلامیہ کے مخالف ہیں، جنھیں حدود اللہ سے نفرت ہے، جو پردے کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، جنکو جہاد دہشت گردی

اور اخلاق کے خلاف لگتا ہے۔ جو قتال فی سبیل اللہ کو نہیں مانتے، جنکے دلوں کو دنیا کی محبت اور موت کے خوف نے جکڑ رکھا ہوگا، جنکی خواہشات نے ان پر غلبہ پالیا ہوگا جہاد کے مقابلے گھروں میں بیٹھے رہنے کو پسند کرتے ہونگے، جنکو فتنے (فتنہ مال، فتنہ دنیا، فتنہ نساء، فتنہ اہل و اولاد) اپنی لپیٹ میں لے چکے ہونگے۔

یاد رہے کہ امام مہدی کے خلاف سب سے پہلے اعلانِ جنگ کرنے والا ایک نام نہاد مسلمان، سفیانی ہوگا۔ یہ اور اسکی فوج اگر چہ خود کو مسلمان سمجھتی ہوگی لیکن حقیقت میں یہ لوگ مرتد ہو چکے ہونگے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو جس کو پسند کرتا ہوگا اسی کی جانب سے لڑے گا۔ الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اؤلیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا

ترجمہ: جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں اور جنھوں نے کفر کیا وہ طاغوت کے راستے میں قتال کرتے ہیں لہذا تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو، بیشک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔

سوائے ایمان والو! تیاری کیجئے۔ خود کو تیار کیجئے...... آرام پسندی چھوڑ کر...... جفاکشی اختیار کیجئے...... آیئے! اللہ تعالیٰ کے دین میں پورے کے پورے داخل ہو جایئے، جس میں جہاد و قتال بھی شامل ہے...... اللہ والوں کے قافلوں کے راہی بن جایئے... انکے ساتھ کھڑے ہو جایئے...... فراخی و تنگی میں ...... خوشی و غم میں...... انکا ساتھ دیجئے...... اگر ہمارے سامنے حضرتِ مہدی کا ظہور ہو گیا تو اللہ کی مدد سے انکے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور ان سے پہلے شہادت مل جائے تو انشاء اللہ قیامت کے دن انکے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر، اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے مانگیئے، اللہ تعالیٰ دجالی پروپیگنڈے سے حفاظت فرما کر اہلِ حق کے ساتھ شامل فرما دیں، انکی مدد کرنے والا بنائیں اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما دیں۔ (آمین)

◆◆◆

حوالہ جات ماخذ و مصادر

1 نام کتاب تفسیر قرطبی
مؤلف محمد ابن احمد، بن ابی بکر ابن فرح قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ابوعبداللہ
ولادت....٦٠٠ ہجری وفات.... ٦٧١ ہجری ناشر دارالشعب قاہرہ

2 نام کتاب... تفسیر طبری
مؤلف.....ابوجعفر ابن جریر طبری
ولادت.....٢٢٤ ہجری وفات.....٣١٠ ہجری ناشر.....مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

3 نام کتاب تفسیر روح المعانی
مؤلف... شہاب الدین آلوسی
ولادت.....١٢١٧ ہجری وفات.....١٢٧٠ ہجری ناشر.....داراحیاء التراث العربی بیروت

4 نام کتاب.....صحیح بخاری
مؤلف.....محمد ابن اسمٰعیل ابوعبداللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت..... ١٩٤ ہجری مطابق ٨١٠ء وفات..... ٢٥٦ ہجری مطابق ٨٧٠ء
ناشر.....دارابن کثیر یمامہ بیروت

5 نام کتاب... صحیح مسلم
مؤلف مسلم ابن الحجاج ابوالحسین القشیری النیس بوری رحمۃ اللہ علیہ
ولادت. ٢٠٤ مطابق ٨٢٠ء وفات ٢٦١ مطابق ٨٧٥ء
محقق.....محمد فؤاد عبدالباقی ناشر.....داراحیاء التراث العربی

6 نام کتاب. الآحاد والمثانی
مؤلف .. احمد بن عمرو بن ضحاک ابوبکر الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۲۰۶ ہجری وفات ۲۸۷ ہجری ناشر... دار الرایہ ریاض

7 نام کتاب..... سنن ابو داؤد
مؤلف سلیمان ابن الاشعث ابو داؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۰۲ ہجری وفات ۲۷۵ ہجری ناشر... دار الفکر بیروت

8 نام کتاب..... سنن ابو داؤد
مؤلف .. سلیمان ابن الاشعث ابو داؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۰۲ ہجری وفات... ۲۷۵ ہجری مطابق ۸۸۹ء
ناشر..... دار الفکر بیروت

9 نام کتاب... سنن ابن ماجہ
مؤلف..... محمد بن یزید ابو عبد اللہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت..... ۲۰۷ ہجری وفات... ۲۷۵ ہجری ناشر... دار الفکر بیروت

10 نام کتاب..... السنن الکبریٰ
مؤلف... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۱۵ ہجری وفات ۳۰۳ ہجری
ناشر... دار الکتب العلمیہ بیروت محقق عبد الغفار سلیمان البنداری، سید کسروی حسن

11 نام کتاب الجامع الصحیح سنن الترمذی
مؤلف محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۰۹ ہجری مطابق ۸۲۴ء وفات..... ۲۷۹ ہجری مطابق ۸۹۲ء
ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

12 نام کتاب..... المجتبیٰ من السنن
مؤلف .... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر..... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

13 نام کتاب التاریخ الکبیر
مؤلف محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم ابوعبداللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر دارالفکر بیروت

14 نام کتاب......الجامع
مؤلف ......معمر ابن راشد الازدی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت..... ۹۵ہجری وفات ۱۵۳ہجری
ناشر المکتب الاسلامی بیروت محقق ......حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

15 نام کتاب... الزہد ویلیہ الرقائق
مؤلف ......عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بن واضح المروزی ابوعبداللہ
ولادت ۱۱۸ہجری وفات ۱۸۱ہجری
ناشر..... دارالکتب العلمیہ بیروت محقق حبیب الرحمٰن اعظمی

16 نام کتاب ...السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلہا والساعۃ واشراطہا
مؤلف ابوعمرو عثمان ابن سعید المقری الدانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ..... ۳۷۱ہجری وفات ۴۴۴ہجری
ناشر دارالعاصمہ ریاض
محقق ...د.ضاءاللہ بن محمد ادریس امبارکفوری

17 نام کتاب ...المستدرک علی الصحیحین مع تعلیقات الذہبی فی التلخیص
مؤلف محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ حاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ
ولادت... ۳۲۱ہجری وفات ۴۰۵ہجری
تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا ناشر ....دارالکتب العلمیہ بیروت

18 نام کتاب المعجم الاوسط
مؤلف ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۶۰ہجری وفات ۳۶۰ہجری ناشر دارالحرمین قاہرہ

19 نام کتاب المعجم الکبیر
مؤلف ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۶۰ ہجری وفات ۳۶۰ ہجری ناشر مکتبۃ العلوم والحکم موصل

20 نام کتاب سنن البیہقی الکبری
مؤلف احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۳۸۴ ہجری وفات ۴۵۸ ہجری ناشر ...مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ

21 نام کتاب الفتن نعیم ابن حماد
مؤلف نعیم بن حماد المروزی ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
وفات ۲۲۸ ہجری ناشر مکتبۃ التوحید قاہرہ محقق ...سمیر امین الزہیری

22 نام کتاب.....شعب الایمان
مؤلف.....ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۳۸۴ ہجری وفات.....۴۵۸ ہجری ناشر .. دارالکتب العلمیہ بیروت

23 نام کتاب صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان
مؤلف محمد ابن حبان ابن احمد ابوحاتم التمیمی البستی رحمۃ اللہ علیہ
وفات.....۳۵۴ ہجری ناشر مؤسسۃ الرسالہ بیروت

24 نام کتاب صحیح ابن خزیمہ
مؤلف.....محمد ابن اسحاق بن خزیمہ ابوبکر السلمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۲۳ ہجری وفات ۳۱۱ ہجری
ناشر المکتب الاسلامی بیروت اسم المحقق د۔محمد مصطفی اعظمی

25 نام کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری
مؤلف ... احمد ابن علی ابن حجر ابوالفضل عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت . ۷۷۳ ہجری مطابق ۱۳۷۲ء وفات .. ۸۵۲ ہجری مطابق ۱۴۴۸ء
ناشر..... دارالمعرفہ بیروت محقق محمد فواد عبدالباقی محب الدین الخطیب

26 نام کتاب فتح الباری علی شرح البخاری لابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف ابن رجب حنبلی
ولادت ۷۳۶ہجری وفات ۷۹۵ہجری
ناشر دار ابن جوزی السعودیہ

27 نام کتاب......الحکم الجدیرۃ بالإذاعۃ
مؤلف ابن رجب حنبلیؒ

26 نام کتاب جامع العلوم والحکم
مؤلف......ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

27 نام کتاب......ذم الدنیا
مؤلف ... ابن ابی الدنیا ولادت ... ۲۰۸ہجری وفات......۲۸۱ہجری

28 نام کتاب ...کتاب الزہد الکبیر
مؤلف ... ابوبکر احمد ابن الحسین ابن علی بن عبداللہ ابن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۳۸۴ہجری وفات ۴۵۸ہجری
ناشر ...مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت محقق ... الشیخ عامر احمد حیدر

29 نام کتاب......کتاب السنن
مؤلف......ابوعثمان سعید ابن منصور الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ
وفات......۲۲۷ ناشر ... دار السلفیہ ہندوستان
محقق ... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

30 نام کتاب مجمع الزوائد ومنبع الفوائد
مؤلف علی بن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۷۳۵ہجری وفات ۸۰۷ہجری ناشر......دار الکتاب العربی قاہرہ

31 نام کتاب ... مسند ابی یعلی

مؤلف احمد بن علی المثنی ابو یعلی الموصلی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۱۰ ہجری وفات ۳۰۷ ہجری ناشر دار المامون للتراث دمشق

32 نام کتاب .. مسند الامام احمد ابن حنبل
مؤلف... احمد ابن حنبل ابو عبد اللہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۱۶۴ ہجری وفات ۲۴۱ ہجری ناشر مؤسسۃ قرطبہ مصر

33 نام کتاب .. مسند اسحاق بن راہویہ
مؤلف ... اسحاق ابن ابراہیم ابن مخلد ابن راہویہ الحنظلی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۱۶۱ ہجری وفات ۲۳۸ ہجری ناشر .. مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ

34 نام کتاب .. البحر الزخار
مؤلف .. ابو بکر احمد ابن عمرو ابن عبد الخالق البزار رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ..... ۲۱۵ وفات ۲۹۲ ہجری
ناشر ..... مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ
محقق .. د محفوظ الرحمن زین اللہ

35 نام کتاب .. مسند الشامیین
مؤلف ..... سلیمان ابن احمد ابن ایوب ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۲۶۰ ہجری وفات ۳۶۰ ہجری
ناشر .. مؤسسۃ الرسالہ محقق ..... حمدی بن عبد المجید السلفی

36 نام کتاب ..... الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار
مؤلف .. ابو بکر عبد اللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ۱۵۹ ہجری وفات ۲۳۵ ہجری
ناشر مکتبۃ الرشد ریاض محقق حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

37 نام کتاب موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان
مؤلف علی بن ابی بکر الہیثمی ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۳۵ے۷ہجری وفات ۸۰۷ہجری

ناشر.... دارالکتب العلمیہ بیروت محقق .... محمد عبدالرزاق حمزہ

38 نام کتاب عون المعبود شرح ابوداؤد

مؤلف.. محمد شمس الحق عظیم آبادی ابوالطیب

ولادت ۱۲۷۳ہجری مطابق ۱۸۵۷ء وفات ۱۳۲۹ہجری مطابق ۱۹۱۱ء

ناشر.... دارالکتب العلمیہ

39 نام کتاب.... شرح النوووی علی صحیح مسلم

مؤلف.....ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت.....۶۳۱ہجری وفات.....۶۷۶ہجری ناشر.....داراحیاء التراث العربی بیروت

40 نام کتاب.....شرح السیوطی علی مسلم

مؤلف.....عبدالرحمن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

41 نام کتاب.....حاشیۃ السندی علی صحیح البخاری

مؤلف.... محمد بن عبدالہادی، ابوالحسن نورالدین ٹھٹوی سندھی

ولادت. ٹھٹھہ سندھ وفات.....۱۱۳۸ھ مطابق 1726ء مدینہ منورہ مدفون جنت البقیع

42 نام کتاب.. حاشیۃ السندی علی نسائی

مؤلف.....محمد بن عبدالہادی ٹھٹوی، ابوالحسن نورالدین سندھی

ناشر.....مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ حلب

43 نام کتاب شرح صحیح البخاری لابن بطال

مؤلف ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک بن بطال البکری القرطبی

وفات ۴۴۹ہجری

44 نام کتاب مرقات المفاتیح

مؤلف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۰۱۴ہجری مطابق ۱۶۰۶ء

45 نام کتاب المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع

مؤلف ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ

محقق عبدالفتاح ابوغدہ ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ

•◆•

46 نام کتاب موضوعات الصغانی

مؤلف۔ ....الرضی الصاغانی

ولادت ۵۷۷ ہجری لاہور پاکستان وفات۔ بغداد ۶۵۰ مدفون مکہ مکرمہ

•◆•

47 نام کتاب۔ معجم البلدان

مؤلف یاقوت ابن عبداللہ الحموی ابوعبداللہ

ولادت ...۵۷۴ ہجری مطابق ۱۱۷۸ء وفات۔ ...۶۲۶ ہجری مطابق ۱۲۲۹ء

ناشر دارالفکر بیروت محقق۔ مصطفی السقا

•◆•

48 نام کتاب... تاریخ بغداد

مؤلف احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی

ولادت......۳۹۳ ہجری وفات۔ ۴۶۳ ہجری ناشر.... دارالکتب العلمیہ بیروت

•◆•

49 نام کتاب.. تاریخ الطبری

مؤلف۔ محمد بن جریر الطبری ابوجعفر

ولادت ..۲۲۴ ہجری وفات ۳۱۰ ہجری ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت

•

49 نام کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک

مؤلف۔ عبدالرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی ابوالفرج

ولادت ۵۰۸ ہجری وفات ۵۹۷ ہجری ناشر دارصادر بیروت

•

50 نام کتاب الکامل فی التاریخ

مؤلف۔۔ عزالدین علی ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۵۵۵ ہجری مطابق ۱۱۶۰ء وفات ۶۳۰ ہجری مطابق ۱۲۳۲ء

•

51 نام کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال
مؤلف علی بن حسام الدین المتقی الہندی
ولادت ... ۸۸۸ ہجری دکن وفات ۹۷۵ ہجری
ناشر مؤسسہ الرسالہ بیروت ۱۹۸۹ء

52 نام کتاب ... اجتہاد والتجدید
مؤلف محمد حامد الناصر

53 نام کتاب .. مجموع الفتاوی
مؤلف .. شیخ الاسلام امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ..... ۶۶۱ ہجری وفات ۷۲۸ ہجری

54 نام کتاب .. اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان
مؤلف محمد فؤاد بن عبدالباقی بن صالح بن محمد
وفات ۱۳۸۸ ہجری

55 نام کتاب .. علماء ہند کا شاندار ماضی
مؤلف مولانا محمد میاں دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

56 نام کتاب تاریخ دعوت وعزیمت
مؤلف مولانا ابوالحسن علی ندوی
ولادت ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۱۹۱۴ء رائے بریلی اتر پردیش ہند
وفات ۱۴۲۰ ہجری مطابق ۱۹۹۹ء

57 نام کتاب . البدایہ والنہایہ
مؤلف حافظ ابوالفدا اسمٰعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ولادت ... ۷۰۰ ہجری وفات ۷۷۴ ہجری ناشر داراحیاء التراث العربی

58 نام کتاب .. النہایہ فی الفتن والملاحم
مؤلف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

59 نام کتاب   المفصل فی احادیث الفتن
مؤلف . علی بن نائف الشحو د

60 نام کتاب   اتحاف الجماعۃ بما جاء فی الفتن والملاحم واشراط الساعۃ
مؤلف ....حمود بن عبداللہ التویجری   وفات.... ۱۴۱۳ ہجری

61 نام کتاب ..احادیث فی الفتن والحوادث
مؤلف.... محمد بن عبدالوہاب
ولادت ....۱۱۱۵ ہجری   وفات .۱۲۰۶ ہجری
ناشر.. مطابع الریاض

62 نام کتاب ...الفتن لحنبل بن اسحاق
مؤلف ....حنبل بن اسحاق بن حنبل الشیبانی   وفات.... ۲۷۳ ہجری

63 نام کتاب......موسوعۃ الیہود والیہودیۃ
مؤلف......عبدالوہاب المسیر ی

64 نام کتاب . یہود الدونمۃ
مؤلف .محمد علی قطب   ناشر .... دار الصدر

65 نام کتاب.. سیر اعلام النبلاء
مؤلف .. شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ
ولادت.. ..۶۷۳ ہجری وفات......۷۴۸ ناشر. .مؤسسۃ الرسالہ

66 نام کتاب   احکام القرآن للجصاص
مؤلف   ابوبکر جصاص ولادت ۳۰۵ ہجری وفات ۳۷۰

67 نام کتاب .صفۃ النفاق وذم المنافقین
مؤلف   ابوبکر افریابی ولادت ۲۰۷ ہجری وفات ۳۰۱

68 نام کتاب .... ذم الدنیا
مؤلف۔ ابن ابی الدنیا
ولادت ۲۰۸ ہجری وفات ۲۸۱

69 انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا

70 انسائیکلوپیڈیا آف امکارنا

71 مجلۃ الراصد العدد التاسع

72 The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl.

73 The Rockefeller Syndrome by Ferdinend Lundberg.

74 Secret societies and their power in the 20th centurey By Jan Van Helsing.

حضرت مہدی پر لکھی گئی کتابیں

1 (الأحادیث الواردة فی المهدی للحافظ (أبی بکر بن أبی خیثمة النسائی)، المتوفی سنة 279ھ، قال السهیلی فی (الروض الأنف)(280/1) : الأحادیث الواردة فی أمر المهدی، وقد جمعها أبو بکر بن أبی خیثمة فأکثر . اھ

2 کتاب (ذکر المهدی و نعوته و حقیقة مخرجه وثبوته) ، للحافظ أبی نعیم الأصبهانی المتوفی سنة430ھ، وذکر (ابن طاووس) الشیعی الرافضی المتوفی سنة 664ھ فی کتابه (الطرائف فی معرفة مذاهب الطوائف) (ص:179) أنه فی نحو ست وعشرین ورقة ، ثم سرد فی (ص:183) أبوابه وعناوینه وهی کالتالی:روی فی أوله (49) حدیثا تتضمن البشارة بالمهدی وانه من ولد فاطمة وانه یملأ الأرض عدلا، وأنه لابد من ظهوره ، ثم ذکر المهدی ونعوته وخروجه وثبوته ، وروی فیه (42) حدیثا ، ثم إعلام النبی - صلی اللّٰه علیه وسلم - أن المهدی سید من سادات الجنة ، وروی فی (3) أحادیث ، ثم ذکر جیشه وصورته، وطول مدته وأیامه، وروی فی (11) حدیثا، ثم بالعدل وفی وبالمال سخی یحثوه حثوا ولا بعده عدا وروی فی (9) أحادیث ،ثم البیان عن الروایات الدالة علی خروج المهدی وظهوره وروی فیه (4) أحادیث، ثم البیان فی أن توطئة أمر المهدی وخلافته وجیشه من قبل المشرق وروی فی حدیثین.

ثم ذکر القریة التی یکون منها خروج المهدی وروی فی حدیثین ، ثم ذکر بیان أن من تکرمة اللّٰه هذه الأمة أن عیسی بن مریم -صلی اللّٰه علیه وسلم - یصلی خلف المهدی وروی فیه (8) أحادیث ، ذکر ما ینزل اللّٰه عزوجل من الخسف والنکال علی الجیش الذین یرمون الحرم تکرمة للمهدی وروی فیه (5) أحادیث . ثم ذکر المهدی وانه من ولد الحسین وذکر کنیته وموته حین یبعث وذکر فیه (9) أحادیث ، ثم ذکر فتح المهدی المدینة الرومیة ورد ما سبی من بنی إسرائیل

إلى بيت المقدس وروى فى (5) أحاديث، ثم مايكون فى رمان المهدى من الحصب والأ من والعدل وروى فيه (7) أحاديث، فجملة الأ حاديث المذكورة فى كتاب ذكر المهدى ونعوته وحقيقة محرجه وثبوته المحتصة هذا المعنى المقدم ذكر ها (156) حديثا. 1هـ

وقد أ كثر من النقل عنه مع إيراد أيراد أسانيده الشيخ المحدث الكنجي في كتابه (البيان في أخبار صاحب الزمان) ، وسماه (مناقب المهدى)

3 (الأ ربون حديثا في المهدى) للحافظ لأ بى نعيم الاصبهانى ، وهو الذى لخصه الحافظ السيوطى فى كتابه (العرف الوردى فى أخبار المهدى) ، وذكر الشيخ أ بو الحسن على بن الحسن الإ ربلى الشيعى فى كتابه (كشف الغمة فى معرفة الأ ئمة) (267/3): أ نه وقع له أ ربعون حديثا جمعها الحافظ أ حمد بن عبدالله رحمه الله فى أ مر المهدى ، ثم أ وردها محذوفة الأ سانيد

4 (جزء فى المهدى) للحافظ أبى الحسين ابن المنادى الحنبلى المتوفى سنة336هـ ، ذكره الحافظ (ابن حجر) فى (فتح البارى)(عند شرح الحديث رقم : 5944)

5 (قصيدة فى المهدى) ويليها فصل فى مولده، ونسبه ومسكنه ، وما يكون من أ مره ،للشيخ محمد بن على بن العربى الطائى، شيخ أ هل الوحده المطلقة ، وهى مطبوعة فى أ ول (ديوانه)

6 (البيان فى أخبار صاحب الزمان) للشيخ أ بى عبدالله محدم بن يوسف الكنجى الشافعى المتوفى مقتولا على الرفض سنة 658هـ ، وهو ذو نزعة شيعية ، وذلک يظهر من تسمية كتابه ، (فصاحب الزمان) مما تسمى به الشيعة الرافضة مهديهم المنتظر، وقد صفه للصاحب تاج الدين محمد بن نصر بن الصلايا العلوى الحسينى، وهو كتاب يروى فيه الأحاديث بأ سانيده، طبع فى مطبعة النعمان بالنجف1960بتحقيق محمد مهدى الخرسان، ثم فى شركة الكتبى بيروت1993بتحقيق الشيح محمد هادى الأمينى .

7 (عقد الدرر فى أ حبار المهدى المنتطر) لىدر الدين يوسف بن يحيى الشافعى لمشهور بالركى أو ابن الركى المتوفى سنة 685هـ، وهو مطبوع فى مكتبة الحانجى بتحقيق عبدالفتاه الحلو ثم مصورا بدار الكتب العلمية

8 (كتاب في أخبار المهدي) للشيخ بدر الدين الحسن بن محمد القرشي المطلبي النابلسي الحنبلي المتوفى سنة 772ھ، قال الحافظ ابن حجر في (الدرر الكامنة) (1556/143/2): رأيت بخطه كتابا جمعه في أخبار المهدي الذي يخرج في آخر الزمان تعب فيه. اھ

9 (جزء في ذكر المهدي) للحافظ عماد الدين ابن كثير الدمشقي المتوفى سنة 774ھ، ذكره في كتابه (النهاية في الفتن والملاحم) (ص:26)فقال: أفردت في ذكر (المهدي) جزءا على حدة. اھ

10 (فصل في أمر الفاطمي وما يذهب الناس إليه في شأنه) للمؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المتوفى سنة 808ھ، وهو فصل كبير في الكلام على أحاديث (المهدي) وهو من فصول مقدمة تاريخه (العبر و ديوان المبتداء والخبر)، وذهب فيه إلى إنكار خروجه، قال صاحب(عون المعبود)(243/6) قد بالغ الإمام المؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المغربي في تاريخه في تضعيف أحاديث (المهدي) كلها فلم يصب بل أخطأ. اھ وقد رد عليه ردابليغا الشيخ أحمد بن الصديق الغماري في كتاب سماه: (إبراز الوهم المكنون) يأتي ذكره.

11 (تأليف يتعلق بالمهدي) للحافظ أبي زرعة العراقي المتوفى سنة 826ھ، ذكره ابن فهد الفاسي في كتابه (ذيل التقييد) (335/1)

12 (العرف الوردي في أخبار المهدي) للحافظ جلال الدين السيوطي، وقد طبع ضمن (الحاوي للفتاوى)، وهو كتابنا المحقق هذا.

13 (تلخيص البيان في علامات مهدي آخر الزمان)للشيخ أحمد بن سليمان الرومي الحنفي المشهور بابن كمال باشا المتوفى سنة940ھ.

14 (القول المختصر في علامات المهدي المنتظر) للفقيه ابن حجر الهيثمي الشافعي المكي المتوفى سنة973ھواختصره حفيده رضي الدين بن عبدالرحمن بن أحمد الهيثمي المتوفى سنة1014ھ

وله أيضا فتوى طويلة في نحو (6) صفحات من القطع الكبير، وهي ضمن كتابه (الفتاوى الحديثية) (ص: 37)، رد فيها على طائفة المتمهدي الجونفوري، الذي ظهر بالهند سنة905ھ

⑮(تلخيص البيان في أخبار مهدى الزمان) للشيخ العلامة على بن حسام المتقى الهندى صاحب كتاب (كنز العمال) المتوفى سنة 975هـ، طبع بدار التبليغ الإ سلامي بقم با يران 1981.

⑯(البرهان في علامات مهدى آخر الزمان) له أيضا ، طبع في دار الصحابة و بمنشورات شركة الرضوان بطهران 1979 بتحقيق على اكبر الغفارى ، وفي دار الغد الحديد المنصورة 1424هـ بتحقيق أحمد على سليمان

⑰ وله (رسالة) فارسية في المهدى مرتبة على أ ربعة أ بواب ذكره صاحب كشف الظنون (894/1)

⑱(الرد على من حكم وقضى بأ ن المهدى الموعود جاء و مضى) للشيخ العلامة على بن سلطان القارى الحنفى المتوفى 1014هـ

⑲و(المشرب الوردى في مذهب المهدى)للقارى أيضا ، طبع في مطبعة محمد شاهين سنة 1278هـ وقد نقل منها الشيخ محمد بن عبدالرسول البرزنجى في كتابه (الإ شاعة لأ شراط الساعة) فصلا طويلا، وقد أ لفها القارى ردا على بعض الحنفية الذين زعمو ا أن (المهدى) سيقلد مذهب أ بى حنيفة

⑳(مرآة الفكر في المهدى المنتظر)

㉑و(فرائد الفكر في المهدى المنتظر) كلا هما للشيخ العلامة مرعى بن يوسف الكرمى الحنبلى المتوفى سنة1033هـ

㉒(تنبية الوسنان إ لى أ خر الزمان) لأ حمد النوبى المتوفى سنة1037هـ

㉓(جواب عن سؤال في المهدى) للعلامة محمد بن إسماعيل الأ مير الصنعانى اليمانى المتوفى سنة 1182هـ ، طبع في مكتبة دار القدس باليمن 1993بتحقيق مجاهد بن حسن المطحنى، قال الأ مير في آخره ' انتهى ما أردنا من جمع الأحاديث القاضية بخروج المهدى ، وأ نه من آل محمد -صلى الله عليه وسلم -، وأنه لم يأ ت تعيين زمنه إ لا أ نه تقدم أ نه قبل حروح الدحال . اهـ

㉔(العرف الوردى في دلائل المهدى)للشيخ وجيه الدين أ بى الفصل عبدالرحمن بن مصطفى العيدروس الحضرمى اليمنى نزيل مصر1192هـ

㉕(التوصيح في تواتر ما حاء في المنتظر والدحال والمسيح) للعلامة محمد بن

على الشو كاني اليماني المتوفى سنة 1250ھ.

26 (الدر المنضود فی ذکر المهدی الموعود) للعلامة صديق حسن خان القنوجی الهندی المتوفی سنة 1307ھ، وهو مخطوط.

27 (القطر الشهدی فی أوصاف المهدی) لشهاب الدين احمد بن احمد الحلوانی المصری المتوفی سنة 1308ھ وهی (منظومة) لامية

28 (العطر الوردی) وهو شرح علی المنظومة السابقة طبع فی بولاق سنة 1308ھ

29 (عقد الدرر فی شأن المهدی المنتظر) لبعضهم، مخطوط بمكتبة الحرم

30 (الهداية الندية للامة الحمدية فی فضل الذات المهدية) للشيخ مصطفی البكری

31 (تأليف فی المهدی) للشيخ أبی العلاء إدريس بن محمد العراقی الحسينی المغربی، ذكره الشيخ الكتانی فی (نظم المتناثر) (ص144)، والشيخ عبدالله بن الصديق الغماری فی مقدمة كتابه (المهدی المنتظر) (ص7)

32 (إبراز الوهم المكنون من كلام ابن خلدون) أو (المرشد لمبدی لفساد طعن ابن خلدون فی أحاديث المهدی) للشيخ أحمد بن محمد بن الصديق الغماری المغربی المتوفی سنة 1380ھ، طبع فی مطبعةالترقی بدمشق 1347، وقد تعقب فيه كلام المؤرخ ابن خلدون الذی ضعف فيه أحاديث (المهدی)

33 (الجواب المقنع الحرد فالرد علی متن طغی و تجبر بدعوی أنه عيسی او المهدی المنتظر) للشيخ محمد حبيب الله الشنقيطی المتوفی سنة 1363ھ، طبع فی دار الشروق 1981.

34 (تنوير الرجال فی ظهور المهدی والدجال) لرشيد الرشيد، طبع فی مطبعة البلاغة بحلب 1389ھ.

35 (المهدی المنتظر) للشيخ أبی الفضل عبدالله بن محمد بن الصديق الغماری المغربی، وقد طبع فی دار الطاعة الحديثة بالمغرب.

36 (تحديق النظر فی أخبار المهدی المنتظر) لحمد بن عبدالعزيز بن مانع النجدی ذكره الشيخ العباد فی رده.

37 (الرد علی من كذب بالأحاديث الصحيحة الواردة فی المهدی)

38 و (عقيدة أهل السنة والأثر فی المهدی المنتظر) كلاهما للشيخ عبدالحسن

بن حمد العباد ، طبعا بمطابع الرشید بالمدینۃ المنورۃ 1402ھ ، وطبع الاول مأ یضا فی مکتبۃ السنۃ مصر1416ھ

39 (الاحتجاج بالأثر علی من أ نکر المھدی المنتظر)

40 (إقامۃ البرھان فی الرد علی من أ نکر خروج المھدی والدجال و نزول المسیح آخر الزمان) طبع فی مکتبۃ المعارف بالریاض 1985 وھو رد علی مقال لعبد الکریم الخطیب ، وکلا ھما للشیخ حمود بن عبداللّٰہ التویجری المتوفی رحمہ اللّٰہ سنۃ1413ھ.

41 (مختصر الأ خبار المشاعۃ فی أ شراط الساعۃ وأ خبار المھدی) للشیخ عبداللّٰہ بن سلیمان المشعل ، طبع بمطابع الریاض بالسعودیۃ1985.

42 (سید البشر یتحدث عن المھدی المنتظر) لحامد محمود محمد لیمود طبع بمطبعۃ المدنی بالقاھرۃ

43 (القول الفصل فی المھدی المنتظر) لعبد اللّٰہ حجاج ، طبع فی دار العلوم للطباعۃ والنشر بالقاھرۃ

44 (المھدی المنتظر) لإ براھیم مشوخی طبع بمکتبۃ المنار بالأ ردن1983.

45 (المھدی حقیقۃ لا خرافۃ) لحمد بن احمد بن إسماعیل المقدم ، طبع بدار الإ یمان 1400ء ثم ھذ بہ وزاد فیہ وسماء :(المھدی وفقہ أ شراط الساعۃ) ، طبع فیالدار العالمیۃ الإ سکندریۃ1424ھ وھو کتاب قیم نفیس

46 (المھدی المنتظر بین الحقیقۃ الخرافۃ)لعبدالقادر أحمد عطا ، طبع فی در العلوم للطباعۃ بالقاھرۃ1400.

47 (المھدی المنتظر فی المیزان) لعبد المعطی عبدالمقصود، طبع فی دار نشر الثقافۃ بالإ سکندریۃ .

48 (حقیقۃ الخبر عن المھدی المنتظر) لصلاح الدین عبدالحمدی الھادی ، طبع فی مکتبہ تاج بدایر طنطا.

49 (المھدی وأشراط الساعۃ) للشیخ محمد علی الصابونی، طبع فی السعودیۃ ، بشرکۃ الشھاب بالجزائر1990.

50 (من ھو المھدی المنتظر؟) بحمد نور مربو بنجر المکی ، طبع فی مجلس

إحياء كتب التراث الإسلامى بالقاهرة1993 .

51 (الأحاديث الواردة فى شان المهدى فى ميزان الجرح والتعديل) للشيخ عبدالعليم بن عبد العظيم البستوى ، وهى رسالة ماجستير ، طبعت فى دار ابن حزم1999فى جزئين ، الأول : سماه : (المهدى المنتظر فى ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة و أقوال العلماء و آراء الفرق المختلفة ، والثانى : سماه : (الموسوعة فى أحاديث المهدى الضعيفة والموضوعة)، وهو أجمع وأشمل ماصنف فى موضوع (المهدى) إلى الآن .

52 (ثلاثة ينتظر هم العالم : الدجال والمسيح والمهدى) لعبد اللطيف عاشور ، طبع بدار القران بالقاهرة والساعى بالرياض1986.

53 (حقيقة الخبر عن المهدى المنتظر من الكتاب والسنة) لصلاح الدين عبدالحميد هادى ، طبع بمطبعة تاج طنطا بمصر 1980.

54 (المهدى المنتظر ومن ينتظرونه) لعبد الكريم الخطيب ، طبع فى دار افكر العربى 1980وهو ممن ينكر خروجه وقدرد عليه الشيخ التويجرى .

55 (المهدى المنتظر بين العقيده الدينية والمضمون السياسى) لحمد فريد حجاب ، طبع بالمؤسسة الوطنية بالجزائر 1984.

56 (المهدى فى الإسلام منذ أقدم العصور إلى اليوم) لسعد محمد حسن طبع بالقاهرة1953.

57 (المهدى والمهدوية) طبع بدار المعارف بالقاهرة 1951 .

58 المهدى والمهدوية نظرة فى تاريخ العرب السياسى) طبع بمطبعة العانى ببغداد1957.

59 (عمر أمة الإ سلام ، وقرب ظهور المهدى عليه السلام)، تأليف أ مين محمد جمال الدين ، طبع سنة 1996، طبع فى المكتبة التوفيقية مصر1417ھ ، وفيه تكهنات وتخرصات بغير علم ، وقدر د عليه الدكتور عبدالحميد هنداوى فى كتاب (الإفحام لمن زعم انقضاء عمر أمة الإسلام)

60 (عقیدہ ظہور مہدی)از :مفتی نظام الدین شامزئی شہید

61 (علامات قیامت اور نزول مسیح)از: مفتی محمد شفیع

62 (امام مہدی ، شخصیات و کردار)از :مفتی اسد قاسمی سنبھلی

کیا آپ جاننا چاہیں گے؟

* ہم فتنوں سے غافل کیوں ہیں؟
* تمام فتنوں کا بہترین حل کیا ہے؟
* ایمان اور نفاق کی نشانیاں کیا ہیں؟
* جادو اور شیطانی اثرات کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟
* بڑے یہودی جادوگر کون کون ہیں؟
* مشہور یہودی شخصیات کی کامیابی کا راز کیا ہے؟
* راہ حق کے مسافروں کیلئے اکابرین نے کیا کردار ادا کیا؟
* بلیک واٹر کا طریقہ کار کیا ہے؟
* امام مہدی کے خروج کی نشانیاں کیا ہیں؟
* جہاد کا وقت کب آئے گا؟
* امام مہدی کے ساتھ مل کر کون لوگ جہاد کریں گے؟

ناشر

الھجرہ پبلیکیشن

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے: alhjrahpublication@yahoo.com

خط و کتابت کیلئے: 10875، حیدری جی پی او، کراچی